

U4029

12-12-29

Title - SAIR-E-ANSAR (Part-2).

Creator - Saeed Ansari

Publisher - Matlab Masud (Dargamoh).

Date - 1343 H

Pages - 280

Subjects - Tazkias Ansari i Tazkias Sahaba-
Ansari.

وَالصَّالِحِينَ وَالْمُحْسِنِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
نمبر ۲

سیر انصار

حِصَّةُ رُؤُوسِ
یعنی سیر الصحابہ کا وہ حصہ جس میں انصار اور جلفائے انصار
کے سوانح و حالات اور ان کے فضائل و کمالات
مستند ذرائع سے بہ ترتیب حروف
تہجی لکھے گئے ہیں
از

مولوی سعید صاحب انصاری سابق مفتی دارالعلوم

باہتمام سعود علی ندوی
مطبع معارف اعظم گڑھ، طبع شد
۱۳۲۳

کتابخانہ دار این المصنفین

علامہ شبلی نعمانی

کا آغاز و قدما کا دور ہے
 ایضاً حصہ دوم، شعراے متوسطین کا دور
 حصہ سوم، شعراے متاخرین کا دور
 حصہ چہارم، فارسی شاعری پر ریویو،
 حصہ پنجم، فلسفیانہ صوفیانہ اور اخلاقی شاعری
 پر تبصرہ
 الانتقاد علی المتن الاسلامی، جری
 زیدان کے متن اسلامی پر عربی مین ریویو،
 موازنہ انیس و دیر، میرانیں کی شاعری پر
 ریویو
 سفرنامہ روم و مصر و شام، مطبوعہ معارف
 پریس، قیمت
 مضامین عالمگیر، نمشاہ اورنگ زیب عالمگیر
 پر اعتراضات اہل ان کے جوابات، قیمت باختلاف کاغذ
 و طبع
 علم الکلام، مسلمانوں کے علم کلام کی تاریخ اسکی
 عہد نگہ کی ترقیان اور علمائے متکلمین کے نظریات
 اور مسائل، طبع چہارم مطبوعہ معارف پریس، شمار
 الکلام، مولانا کی مشہور تصنیف، جدید علم کلام جن
 مین عقلی و دلائل سے مذہب کو فلسفہ کے مقابلہ مین
 ثابت کیا ہے اور ملاحظہ اور متکرمین کے دلائل کا رد
 کیا ہے، طبع سوم مطبوعہ معارف پریس، قیمت عام
 قصیدہ امرتسر، امرتسر کے اجلاس ندوۃ العلماء
 مین مولانا نے جو فارسی قصیدہ پڑھا تھا طبع رنگین

سیرۃ النبی صلعم، حصہ اول طبع دوم قیمت باختلاف
 کاغذ
 ایضاً حصہ دوم، طبع اول قیمت قسم علی تقطیع کلان
 ایضاً حصہ دوم، طبع دوم قیمت باختلاف کاغذ تقطیع
 خورد
 سیرۃ النبی صلعم، تقطیع کلان، قسم اول عشر
 قسم دوم
 الفاروق، حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حیات
 المامون، خلیفہ مامون الرشید کے عہد سلطنت
 کے حالات
 الغزالی، امام غزالی کی سوانح عمری اور ان کا فلسفہ
 سیرۃ النعمان، امام ابوحنیفہ کی سوانح عمری اور ان کے
 اجتہادات اور مسائل
 سوانح مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی کی
 مفصل سوانح عمری، تنویری شریف اور دیگر تصانیف پر تقریر
 رسائل شبلی، مولانا کے گیارہ مختلف علمی مہناموں
 کا مجموعہ،
 مقالات شبلی، مولانا کے تیرہ مختلف مہناموں
 کا مجموعہ
 بیان خسرو، خسرو کے حالات زندگی، اور انکی
 شاعری پر ریویو
 شہدائے جہنم، حصہ اول، شاعری کی حقیقت فارسی شاعر

فہرست مضامین سیر الانصار حصہ دوم

صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام
۱۰۲	حضرت عثمان بن حنیفؓ	۵۹	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ		(س)
۱۱۱	حضرت عامر بن خرمؓ		حضرت عامر بن ثابتؓ	۱	حضرت سعد بن ربیعؓ
۱۱۲	حضرت عمرو بن جوحؓ	۶۹	ابی القححؓ	۲	حضرت سہل بن سعدؓ
۱۱۶	حضرت عمرو بن خرمؓ	۷۲	حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ	۷	حضرت سہل بن حنیفؓ
۱۱۹	حضرت عیسیٰ بن سعدؓ	۷۶	حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابیؓ	۱۰	حضرت سعد بن حاذؓ
۱۲۳	حضرت عویص بن ماعدہؓ	۸۰	حضرت عقیل بن مالکؓ	۱۹	حضرت یحییٰ بن عبداللہؓ
	(ف)	۸۳	حضرت عبداللہ بن بشرؓ	۳۶	حضرت سعد بن خثیمہؓ
۱۲۵	حضرت فضالہ بن علیؓ	۸۶	حضرت عبداللہ بن عقیقؓ	۳۸	حضرت سعد بن یزید الشہلیؓ
	(ق)		حضرت عباس بن عبداللہؓ	۴۰	حضرت سلمہ بن سلامہؓ
۱۲۸	حضرت قادہ بن نعمانؓ	۸۹	بن نفلہؓ	۴۲	حضرت سہل بن حنظلہؓ
۱۳۱	حضرت قیس بن سعد بن عجمیؓ	۹۱	حضرت عبداللہ بن زیدؓ	۴۴	حضرت ثائب بن غنمؓ
۱۴۰	حضرت قزحہ بن کعبؓ		حضرت عبداللہ بن زیدؓ		(ش)
۱۴۲	حضرت قطیبہ بن عامرؓ	۹۶	بن عامرؓ	۴۵	حضرت شداد بن ادسؓ
	(ک)	۹۸	حضرت عبداللہ بن زیدؓ		(ع)
۱۴۶	حضرت کعب بن مالکؓ	۱۰۰	حضرت عبدالرحمن بن شہلیؓ	۵۰	حضرت مجاہد بن حاتمؓ

صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام
۲۵۵	حضرت کلثومؓ بن اہلم	۱۵۵	حلفائے انصاف		(ع)
	(م)		(۱)		حضرت عاصمؓ بن عدی
۲۵۶	حضرت حاذ بن جبل	۱۵۶	حضرت ابو بردہؓ بن یار	۲۵۹	حضرت عبداللہؓ بن انسؓ خنی
	حضرت مسلمہؓ بن مخلد	۱۸۸	(ث)	۲۶۲	حضرت عبداللہؓ بن سلمہ
	حضرت محمدؓ بن مسلمہ	۱۹۳	حضرت ثابتؓ بن حراح	۲۶۴	حضرت عبداللہؓ بن سلام
	حضرت معاذؓ بن عفراء	۲۰۱	(ج) حضرت حذیفہؓ بن الیمان	۲۶۰	حضرت عبداللہؓ بن طارق
	حضرت حنیفہؓ بن مسعود	۲۰۵	(ز)	۲۶۲	حضرت عدیؓ بن ابی العزیز
	حضرت منذرؓ بن عمرو	۲۰۷	حضرت زید بن سہلؓ	۲۶۳	حضرت عقبہؓ بن وہب
	(ن)		(س)		(ک)
۲۰۹	حضرت نعمانؓ بن بشیر	۲۴۰	حضرت سعد بن جبہؓ	۲۶۴	حضرت کعبؓ بن عجرہ
۲۱۹	حضرت نعمانؓ بن عجلان	۲۵۰	حضرت سمور بن جندبؓ		(م)
۲۲۰	حضرت ہلالؓ بن امیہ		(ط)	۲۷۷	حضرت مجذوبؓ بن زیاد
		۲۵۵	حضرت طلحہؓ بن البراء	۲۷۹	حضرت معنؓ بن عدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”س“

حضرت سعد بن ابی

نام و نسب | سعد نام، قبیلہ خزرج سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی
زہیر بن مالک بن امر القیس بن مالک اغرب بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن
خزرج اکبر،

اسلام | عقبہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے اور عقبہ ثانیہ میں شرکت کی، دوسری بیعت میں اپنے
قبیلہ کے نقیب بنائے گئے، عبداللہ بن رواحہ بھی اسی قبیلہ کے نقیب تھے،

غزوات اور دیگر حالات | عبدالرحمن بن عوف سے کہ عشرہ مبشرہ میں تھے، برادری قائم ہوئی،
حضرت سعدؓ نے اپنے مہاجر بھائی کے ساتھ جو غیر معمولی جوش و خروش اور خلوص ظاہر کیا،
اس کی نظیر تاریخ عالم کے کسی باب میں نہیں مل سکتی، تمام انصار نے مال و متاع، جائداد،
زمین آدھی آدھی مہاجرین کو دیدی تھی، حضرت سعدؓ نے ان چیزوں کے علاوہ اپنی ایک
بیوی بھی پیش کی حضرت عبدالرحمنؓ اگرچہ اس وقت مفلوک الحال تھے، تاہم دل غنی تھا،
ہوئے ”خدا تمہارے بال بچوں اور مال و دولت میں برکت دے“ مجھے اس کی ضرورت نہیں

ابوسہیل صحیح، عباس بن سہل (لڑکے تھے) وفار بن شیح حضرمی کچی بن میمون حضرمی، عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی ذباب، عمرو بن جابر حضرمی،

روایات کی تعداد ۱۸۸ ہے جن میں سے متفق علیہ ہیں،

اخلاق، حب رسول میں چور تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون کے سہارے کھڑے ہو کر خطاب کیا کرتے تھے، ایک روز منبر کا خیال ظاہر فرمایا، حضرت سہلؓ اٹھے اور جنگل سے منبر کے لئے لکڑی کاٹ لائے،

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے یقینانہ سے پانی پلایا تھا،

حق گوئی خاص شعار تھی، آل مروان میں سے ایک شخص مدینہ کا امیر ہو کر آیا، حضرت سہلؓ کو بلا کر کہا کہ علیؓ کو برا کہو، انھوں نے انکار کیا تو کہا کہ اچھا اتنا ہی کہہ دو کہ "خدا دلعوذ باللہ" ابوتراب پر لعنت کرے، حضرت سہلؓ نے جواب دیا کہ یہ علیؓ کا محبوب تین نام تھا اور آپ اس نام سے بہت خوش ہوتے، اس کے بعد ابوتراب کی وجہ تسمیہ بتلائی تو اس کو بھی خاموش ہونا پڑا،

حضرت سہل بن خنیف

نام و نسب، اسہل نام، ابوسعید کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، سہل بن خنیف بن داہب
ابن حکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن ہشیم بن عوف بن عمرو بن عوف بن لک
بن اوس،

اسلام، ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے،

غزوات و عام حالات، ابن سعد کی روایت کے مطابق جناب امیر علیہ السلام سے مواخا^۱

ہوئی، تمام غزوات شریک تھے، غزوہ احد میں جب آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ میدان

میں رہ گئے تھے، یہ بھی ثابت قدم رہے، اسی دن موت پر بیعت کی تھی، رسول اللہ صلعم

کی طرف جو تیر آتے یہ اذکار جواب دیتے تھے، آنحضرت صلعم لوگوں سے فرماتے کہ ان کو تیر دو

یہ سہل ہیں، حضرت عمرؓ تقادل کے طور پر کہتے کہ سہل ہے، حزن نہیں،

خلافت راشدہ میں سے جناب امیر علیہ السلام کے عہد مبارک میں مدینہ کے امیر تھے

کوفہ سے امیر المومنین کا فرمان پہونچا کہ یہاں آجاؤ، چنانچہ مدینہ سے کوفہ چلے گئے،

جنگِ جمل کے بعد بصرہ کے والی بنائے گئے، جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے

شرکت کی، اور لڑائی کے بعد کوفہ واپس چلے آئے،

اسی زمانہ میں فارس کے امیر بنائے گئے، لیکن اہل فارس نے سبزیائی کر کے خارج

البلد کر دیا، حضرت علیؓ نے ان کے بجائے زیاد بن ابیہ کو ومان کا حاکم مقرر فرمایا،

حضرت سہل بن سعد

نام و نسب | سہل نام، ابو العباس، ابو مالک، ابو یحییٰ کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، سہل بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر،

ہجرت نبوی سے ۵ سال قبل پیدا ہوئے، باپ نے حزن نام رکھا، لیکن آنحضرتؐ جب مدینہ تشریف لائے تو بد لکر سہل کر دیا،

اسلام | ہجرت سے پیشتر حضرت سہلؓ کے والد سعد بن مالک نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا، بیٹے نے اسی باپ کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی تھی،

غزوات اور دیگر حالات | آنحضرتؐ کی تشریف آوری مدینہ کے وقت ان کا سن ۵ سال کا تھا، دو برس کے بعد غزوہ بدر پیش آیا، اس وقت یہ ہفت سالہ تھے، لڑائی سے قبل ان کے والد نے انتقال کیا، اور حضرت سہلؓ کو یتیم چھوڑ گئے، آنحضرتؐ صلعم نے لڑائی ختم ہونے کے بعد اور مجاہدین کی طرح ان کے باپ کا بھی حصہ لگایا، کیونکہ وہ جنگ کا عزم کر چکے تھے،

غزوہ اُحدی میں وہ اور لڑکوں کی طرح شہر کی حفاظت کر رہے تھے، آنحضرتؐ صلعم کو جب چشم زخم پہنچا، اور دھویا گیا، اس وقت آپؐ کے پاس آگئے تھے،

شہرہ میں غزوہ خندق ہو، یا انیمہ صغریٰ، جوش کا یہ عالم تھا کہ خندق

کھودنے اور مٹی اٹھا اٹھا کے کندھے پر لیجاتے تھے،

غزوات مابعدین بھی میدان جنگ کے قابل نہ ہو سکے، ۵۱ برس کا سن ہوا اور تیغ زنی کے قابل ہوئے تو خود سرورِ عالم نے سفرِ آخرت قبول فرمایا، یہ اللہ کا واقعہ ہی،

سلسلہ مدین حجاج بن یوسف ثقفی کا بیٹا سیاست دراز ہوا، ان کو بلکہ پوچھا کہ تنے حضرت عثمان کی مدد کیوں نہ کی؟ جواب دیا، "کی تھی" بولا "تھوٹ سکتے ہو" اس کے بعد حکم دیا کہ

ان کی گردن پر ہر نگا دی جائے، یہ عتاب ان بزرگوں کے ذیل کرنے اور ان تر زائل کرنے کے لیے کیا گیا تھا، حضرت انسؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہ بھی اسی جرم میں ماخوذ تھے،

وفات، ابن مبارک ۹۶ سال تک پہنچ چکا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بالکمال دیکھنے والوں سے مدینہ خالی تھا، دیگر صوبے بھی صحابہ کے سایہ سے عموماً محروم ہو چکے تھے، وہ خود

فرمایا کرتے تھے، "کہ مر جاؤں گا تو کوئی قال رسول کہنے والا باقی نہ رہے گا، آخر سلسلہ مدین بزمِ قدس نبوی کی یہ ٹٹماتی ہوئی شمع بھی بجھ گئی،

فضل و کمال، حضرت سہل بن مشاہیر صحابہ میں ہیں، اکابر صحابہ کے فوت ہونے کے بعد ان کی ذات مرجعِ انام بن گئی تھی، لوگ نہایت ذوق و شوق سے حدیث سننے آتے تھے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ منیر السن تھے تاہم آپ سے حدیث سنی تھی، بعد میں حضرت ابی بن کعب، عاصم بن عدی، عمرو بن عبسہ سے اس فن کی تکمیل کی، مروان سے بھی

چند روایتیں لیں، اگرچہ وہ صحابی نہ تھا، راویان حدیث اور تلامذہ خاص کی ایک جماعت تھی جن میں بعض کے نام یہ ہیں،

حضرت ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، سعید بن مسیبؓ، ابو عازم بن دینارؓ، زہریؓ،

تم جھکنا بازار پر کھلا دو،^{علہ}

غزوہ بدر کی شرکت سے تذکرے خاموش ہیں، غزوہ اُحد میں شریک تھے، اور اسی میں وفات، نہایت جان بازی سے لڑ کر شہادت حاصل کی، جسم پر نیزہ کے بارہ زخم تھے، موطاء میں ہو کر آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی سعد بن دہج کی خبر لا، ایک شخص نے کہا میں جاتا ہوں، زرقانی میں ہو کہ انھوں نے جا کر لاشوں کا گشت لگایا اور ان کا نام لیکر آواز دی، شہر خاموشان میں ہر طرف سناٹا تھا، کوئی جواب نہ آیا، لیکن جب یہ آواز دی کہ جھکنا رسول اللہؐ نے تمہارے پاس بھیجا ہو، تو ایک ضعیف آواز کان میں پہنچی کہ میں مردوں میں ہوں، یہ حضرت سعد کا اخیر وقت تھا، دم توڑ رہے تھے، زبان قابو میں نہ تھی، تاہم ان سے کہا کہ رسول اللہؐ سے میرا سلام کہتا اور انصار سے کہنا کہ اگر خدا نخواستہ رسول اللہؐ قتل ہو گئے اور تم میں سے ایک بھی زندہ رہ گیا تو خدا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے؛ کیونکہ تم نے لیلۃ العقیقہ میں رسول اللہؐ پر فدا ہونے کی بیعت کی تھی، یہ شخص جن کا نام بعض روایتوں میں ابی بن کعب یا ابو وہب بن کھڑے رہے، اور حضرت سعدؓ کی روح مبارک جسد عنصری سے پرواز کر گئی، بنا کر دند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را حضرت ابی نے یہ وصیت کے آخری کلمات آنحضرتؐ کو پہنچائے، فرمایا خدا و ان پر رحم کرے، زندگی اور موت دونوں میں خدا اور رسولؐ کی ہی خواہی مد نظر رہی، دفن کے وقت دو آدمی ایک قبر میں رکھے گئے تھے، خارجہ بن زید بن ابی زہرہ جو حضرت سعدؓ کے چچا ہوتے تھے، ان کے ساتھ دفن کئے گئے، کہ جس طرح دنیا میں ساتھ دیا تھا قبر میں بھی ساتھ دیں،^{علہ}

وفات، **اس** سلسلہ میں بمقام کوفہ انتقال فرمایا، حضرت علیؑ نے نماز جنازہ پڑھائی، بہکیرین

کہیں اور فرمایا کہ یہ اصحاب بدر میں تھے،

اولاد، **و** بیٹے یا دو کار چھوڑے، ابوامامہ السعدی، اور عبداللہ، اول الذکر آنحضرت صلعلم کے

عہد مقدس میں تولد ہوئے تھے،

حلیہ، **ان** نہایت خوبصورت اور پاکیزہ منظر تھے، بدن نہایت سڈ دل تھا، ایک غزوہ میں

آنحضرت صلعلم کے ہمراہ تھے، وہاں نہر جاری تھی، نہانے کے لئے گئے کسی انہاری نے

جسم دیکھ کر کہا، کیسا بدن پایا ہی؟ میں نے تو ایسا بدن کبھی نہ دیکھا تھا، حضرت سہلؓ کو غش

آگیا، اٹھا کر لائے گئے، بخار پڑھا تھا، آنحضرت صلعلم نے پوچھا کیا معاملہ ہے، لوگوں نے

قصہ بیان کیا، فرمایا تعجب ہے، لوگ اپنے بھائی کا جسم پامال دیکھتے ہیں اور برکت کی

دعا نہیں کرتے، اسلئے نظر لگتی ہی،

فضل و کمال، **را** دیان حدیث میں ہیں، آنحضرت صلعلم اور حضرت زید بن ثابتؓ سے

روایت کرتے ہیں، ان سے متعدد تابعین نے روایت کی ہے مثال کے طور پر

چند نام یہ ہیں،

ابو داؤد، **ی** ہدیہ بن سبات، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، عیدر اللہ بن عبداللہ

بن عتبہ، یسیر بن عمرو، رباب، عثمان بن حکم بن عباد بن حنیف، کی دادی تھیں

اخلاق و عادات، **ا** اختلاف سے دور رہتے تھے، صفین سے واپس آئے تو ابو داؤد اُٹلے

کہا کہ کچھ خبر بیان کیجئے، فرمایا کیا بتاؤں؟ سخت مشکل ہے، ایک سو راخ بند کرتے

ہیں تو دوسرا لٹل جاتا ہی،

نہایت شجاع اور جری تھے، لیکن لوگوں میں اس کے خلاف چرچا تھا، فرمایا یہ
 اون کی رائے کا قصور ہے، میں بزدل نہیں، پہننے جس کام کے لئے تلوار اٹھائی اوس کو ہمدردی
 کر لیا، یوم ابی جندل (ہمدردی) میں لڑنا اگر رسول اللہ صلعم کی مرضی کے خلاف نہ ہوتا تو میں
 اوس دن بھی آمادہ پیکار ہو جاتا۔

کہ ”اپنے سردار کی تعظیم کے لیے اٹھو“

پھر سعد سے فرمایا کہ ”یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہیں“ عرض کی ”تو میں حکم دیتا ہوں جو لوگ لڑنے والے ہیں قتل کیے جائیں، اولاد غلام بنائی جائے، اور مال تقسیم کر دیا جائے“ آنحضرت صلیم نے یہ فیصلہ سنکر کہا کہ تم نے آسانی حکم کی پیروی کی، چنانچہ اس کے بموجب اپنے ساتھی ۳۰ آدمی قتل کرائے،

وفات | اس واقعہ کے بعد کچھ دنوں تک زندہ رہے، آنحضرت صلیم نے خود زخم کو داغا، جس سے خون رُک گیا، لیکن اس کے عوض ہاتھ پھول گیا تھا، ایک دن زخم پھٹا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گزر کر نبی غفار کے خیمہ تک پہنچا، لوگوں کو بڑی تشویش ہوئی پوچھا کیا معاملہ ہے، جواب ملا کہ سعد کا زخم پھٹ گیا،

آنحضرت صلیم کو اطلاع ہوئی تو گھبرا اٹھے اور کپڑا گسیٹتے ہوئے مسجد آئے، دیکھا تو حضرت سعد کا انتقال ہو چکا تھا، نقش کو اپنے آغوش میں لیکر بیٹھے، خون برا بہہ رہا تھا، لوگ آکر جمع ہونا شروع ہوئے حضرت ابو بکرؓ آئے اور نقش کو دیکھ کر ایک چٹخ ماری کہ ہاں ان کی کمر ٹوٹ گئی، آنحضرت صلیم نے فرمایا ”ایسا نہ کہو“ حضرت عمرؓ نے رو کر کہا انا لله وانا الیہ راجعون خیمہ میں کھرام پڑا تھا، دیکھا مان یہ کہہ کر رو رہی تھی،

ویل ام سعد اسعدا براۃ و نجد

ویل ام سعد اسعدا صرامۃ و جد

آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ اور رونے والیاں بھوٹ بولتی ہیں، لیکن یہ سچ کتنی ہیں،

جنازہ روانہ ہوا تو خود آنحضرت صلیم ساتھ ساتھ تھے، فرمایا کہ ان کے جنازہ میں ہتر ہزار

مکان پر کہ مکہ کا مشہور رئیس اور ان کا دوست تھا قیام کیا، دُائِمہ مدینہ آتا تھا تو ان کے ہاں ٹھہر کر تا تھا اور کہا کہ جس وقت حرم خالی ہو مجھے خبر کرنا، چنانچہ دوپہر کے قریب اس کے ساتھ طواف کے لئے نکلے، راستہ میں ابو جہل سے ملاقات ہوئی، پوچھا یہ کون ہیں؟ اُمیہ نے کہا سعد، ابو جہل نے کہا تعجب ہو کہ تم صحابیوں (بے دین، آنحضرتؐ، اور صحابہ مراد ہیں) کو پناہ دیکر اور ان کے انصار بنکر مکہ میں نہایت اطمینان سے پھر رہے ہو، اگر تم ان کے ساتھ نہ ہوتے تو تمہارا گھر پہنچنا دشوار ہو جاتا، حضرت سعدؓ نے غضب آلود لہجہ میں جواب دیا، ”تم مجھے روکو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے؟ میں تمہارا مدینہ کا راستہ روک دوں گا“ اُمیہ نے کہا سعد! ابو اکھم (ابو جہل) مکہ کا سردار ہے، اس کے سامنے آواز پست کر دو، حضرت سعدؓ نے فرمایا، چلو ہٹو، میں نے آنحضرتؐ صلعم سے سنا ہے کہ مسلمان تم کو قتل کر نیگے، بولا کیا مکہ میں اگر مارین گے؟ جواب دیا اس کی خبر نہیں،

اس شینگونی کے پورا ہونے کا وقت، غزوہ بدر تھا، کفار قریش نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے نہایت ساز و سامان سے تیاریاں کی تھیں، آنحضرتؐ صلعم کو خبر ہوئی تو صحابہ سے مشورہ کیا، حضرت سعدؓ نے اُنھ کو کہا یا رسول اللہؐ ہم آپ پر ایمان لائے، رسالت کی تصدیق کی، اس بات کا اقرار کیا کہ جو کچھ آپ لائے ہیں حق اور درست ہے، سماع اور طاعت آپ سے بیعت کی، پس جو ارادہ ہو کیجیے، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا اگر آپ سمنہ درین کو رنے کو کہیں تو ہم حاضر ہیں، ہمارا ایک آدمی (جو گھریں رہتا تھا) ہم کو روانہ کرے باکل خوف و یمن، اور انشاء اللہ میرا میں ہم صادق القول ثابت ہوں گے، خدا ہماری طرف سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے، آنحضرتؐ صلعم اس تقریر سے خوش ہوئے، انہوں کی

ترتیب کا وقت آیا تو قبیلہ اوس کا جھنڈا آنحضرت صلیع نے اون کے حوالہ کیا،
غزوہ اُحہ میں انھوں نے رسول اللہ صلیع کے آستانہ پر پہرہ دیا تھا،
کفار سے مقابلہ کے لئے رسول اللہ صلیع کی رائے تھی کہ مدینہ میں رہ کر کیا جائے، بعد ا
بن ابی ابن سلول کا بھی یہی خیال تھا، لیکن بعض نوجوان جن کو شوق شہادت و انگیر تھا،
باہر نکل کر لڑنے پر مصر تھے، چونکہ کثرت رائے انھیں کو حاصل تھی اس بنا پر آنحضرت صلیع نے
انھیں کی تائید کی، اور زرہ پینے کو اندر تشریف لے گئے، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے
کہا، کہ تم لوگوں نے رسول اللہ صلیع کو باہر چلنے کے لئے مجبور کیا ہے، لاکہ اون پر آسمان سے
دھی آتی ہو اسلئے مناسب یہ ہے کہ اپنی رائے واپس لیلو، اور معاملہ کو بالکل آنحضرت صلیع پر
چھوڑ دو، آنحضرت صلیع تلوار اڈھال اور زرہ لگا کر نکلے تو تمام لوگوں کو ندامت ہوئی،
عرض کیا کہ ہم کو حضور کی مخالفت منظور نہیں، جو حکم ہو ہم بجالانے پر آمادہ ہیں، ارشاد
ہوا کہ اب کیا ہوتا ہو؟ نبی جب ہتھیار پہن لیتا ہو تو جنگ کا فیصلہ کر کے اُتار تا ہو،
غرض کہ وہ اُحد کے دامن میں لڑائی شروع ہوئی، اسلامی لشکر پہلے تعیاب تھا
لیکن پھر تابِ مقاومت نہ لاکر پیچھے ہٹا، اوس وقت آنحضرت صلیع سب سے زیادہ تاب
قدم تھے، اور آپ کے ساتھ دو اصحاب داو شجاعت دے رہے تھے، انھیں میں حضرت
سعد بن معاذ بھی تھے،

اس غزوہ میں اون کے بھائی عمرو شہید ہو گئے،

مکہ اُخذق میں کہ شہہ ہو میں ہو آنحضرت صلیع نے انھار سے مدینہ کے تھائی پہل
عینیہ بن حصن بن سید کو دینے کے لئے مشورہ کیا تھا، اس مشورہ میں سعد بن عبادہ کے ساتھ

حضرت سعد بن معاذؓ

نام و نسب | سعد نام، ابو عمر کنیت، سید الاوس لقب، قبیلہ عبدالاشمل سے ہیں،
بسیلہ نسب یہ ہے، سعد بن معاذ بن نمان بن امر، القیس بن زید بن عبدالاشمل بن جشم
ابن حارث بن خزیمہ بن منبہ (عمرو) بن مالک بن اوس، والدہ کا نام کبشہ بنت رافع تھا
جو حضرت ابوسعید خدری کی چچا زاد بہن تھیں، قبیلہ اشمل، قبائل اوس میں شریف تر
قبیلہ تھا، اور سیادت عامہ اوس میں در اثنا پائی آتی تھی، چنانچہ حضرت سعدؓ کے تمام مورث
اپنے اپنے زمانہ میں تاج سیادت زیب فرق کیے تھے،

وال نے ایام جاہلیت ہی میں وفات پائی، والدہ موجود تھیں، ہجرت سے پیشتر ایمان
لائیں اور حضرت سعدؓ کے انتقال کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہیں،
اسلام | اگرچہ عقبہ اولیٰ میں شرب کی سرزمین پر غور شاہ اسلام کا پرتو پڑ چکا تھا، لیکن حقیقی
ضیا گسری حضرت مصعب بن عمیرؓ کی ذات سے وابستہ تھی، چنانچہ جب وہ اعی اسلام
بنکر مدینہ پہنچے تو جو کان اس صدا سے نا آشنا تھے، اون کو بھی چار و ناچار اس کے نئے کیلیے
تیار ہونا پڑا،

سعد بن معاذ ابھی حالت کفر میں تھے، ان کو مصعبؓ کی کامیابی پر منت حیرت اور
اپنی قوم کی بے وقوفی پر اتنا درجہ کا حزن و ملال تھا،
لیکن تابہ کے ہاں آخر ایک دن انہیں بھی حضرت مصعبؓ بن عمیرؓ کو کامیابی حاصل ہوئی

اسعد بن زرارہ نے جن کے مکان میں مصعب فروکش تھے، ان سے کہا تھا کہ "سعد بن معاذ
مسلمان ہو جائیگا تو دو آدمی بھی کا فر نہ رہ سکیں گے، اسیلئے آپ کو اون کے مسلمان کرنے کی
فکر کرنی چاہیئے، سعد بن معاذ، حضرت مصعبؓ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا کہ میں ایک بات
کہنا چاہتا ہوں آپ بیٹھ کر سن لیجیئے، ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہی، سعد نے منظور کیا تو
حضرت مصعبؓ نے اسلام کی حقیقت بیان کی، اور قرآن کی چند آیتیں پڑھیں، جن کو منکر
سعد بن معاذ کلمہ شہادت پکرا اٹھے،

قبیلہ عبدالاشہل میں یہ خبر فوراً پھیل گئی، سعد گھر گئے تو خاندان والوں نے کہا کہ
اب وہ چہرہ نہیں! حضرت سعدؓ نے کھڑے ہو کر پوچھا میں تم میں کس درجہ کا آدمی ہوں؟
سب نے کہا سردار اور اہل فضیلت، فرمایا "تم جب تک مسلمان نہ ہو گے، میں تم سے بات چیت
نہ کروں گا،" حضرت سعدؓ کو اپنی قوم میں جو عزت حاصل تھی اس کا یہ اثر ہوا کہ شام ہونے
سے قبل تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا، اور مدینہ کے در دیوار تکبیر کے نعرہ سے گونج اُٹھے،

اشاعت اسلام میں یہ حضرت سعدؓ کا نہایت عظیم نشان کار نامہ ہی، صحابہ میں
کوئی شخص اس فخر میں انکا حریف نہیں، آنحضرت صلیم نے اسی بنا پر فرمایا یہی خیر دود
الانصار بنو النجار شہ بنو عبد الاشہل یعنی انصار کے بہترین گھرانے بنو نجار کے
ہیں اور اون کے بعد عبدالاشہل کا درجہ ہی، حضرت سعدؓ اور اون کے قبیلہ کا اسلام عقبہ
اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کے درمیان کا واقعہ ہی،

مسلمان ہو کر حضرت سعدؓ نے حضرت مصعبؓ کو اسعد بن زرارہ کے مکان سے
اپنے ہاں منتقل کر لیا،

غزوات اور دیگر حالات، کچھ دنوں کے بعد عمر کی غرض ہو کہ روانہ ہوئے اور امیہ بن خلف کے

فرشتے شریک ہیں، لاش بالکل ہلکی ہو گئی تھی، منافقین نے منع کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا جنازہ فرشتے اٹھائے گئے تھے،

دفن کر کے واپس پہنچو سرور کائنات نہایت مغموم تھے، ریش مبارک ہاتھ میں تھی اور اس پر مسلسل آنسو گر رہے تھے،

حضرت سعدؓ کی وفات تاریخ اسلام کا غیر معمولی واقعہ ہے، انھوں نے اسلام کی جو خدمات انجام دی تھیں، جو مذہبی جوش ان میں موجود تھا اس کی بدولت وہ انصار میں صدیق اکبر سمجھے جاتے تھے، حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اُس دشمن خدا (ابن ابی) نے مجھے سخت تکلیف دی ہے، تم میں کوئی اس کا تدارک کر سکتا ہے؟" تو سب سے پہلے انھوں نے اُٹھ کر کہا تھا کہ قبیلہ اوس کا آدمی ہو تو جھکوتا ہے "میں ابھی گردن مارنے کا حکم دیتا ہوں؟"

اس وقت اسی محب صادق اور عاشق جان نثار نے وفات پائی تھی، اس واقعہ کی اہمیت اس سے اور بڑھ جاتی ہے کہ فرشتے جنازہ میں موجود تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی موت سے عرش مجید خیش میں آ گیا ہے!!

ایک انصاری فخریہ کہتا ہے،

وما اھتز عرش اللہ من موت لک
سمعا یہ کال سعد ابی عمرو

کسی مرنے والے کو موت پر خدا کا عرش نہیں ہلا
مگر سعد ابی عمرو کی موت پر
حلیہ، حلیہ یہ تھا کہ قد دراز، بدن دوسرا،

اولاد، دو بیٹے تھے، عمر و اور عبداللہ دونوں صحابی تھے، اور بیعت رضوان میں شریک تھے،

نفل و کمال، جیسا کہ او پر معلوم ہوا حضرت سعد کا انتقال اوائل اسلام میں ہوا تھا،
آنحضرت صلعم کے فیض صحبت سے انھوں نے ۵ برس فائدہ اٹھایا، اس عرصہ میں بہت سی
حدیثیں سنیں ہوئی، لیکن چونکہ روایات کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے بعد قائم ہوا اسلئے انکی
روایتیں اشاعت نہ پاسکیں،

صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود کی ایک روایت مذکور ہے جس میں ان کے
عمرہ کا ذکر آیا ہو، ایک حضرت انس کی حدیث ہے، جس میں سعد بن ریح کے آحد میں
قتل ہونے کا تذکرہ ہے،

منائب و اخلاق، اخلاقی حیثیت سے حضرت سعد بڑے درجہ کے انسان تھے حضرت عائشہ
فرماتی ہیں رسول اللہ صلعم کے بعد سب سے بڑھ کر عبداللہ شہل کے تین آدمی تھے، سعد
بن معاذ، اسید بن حضیر اور عباد بن بشر،

وہ خود کہتے ہیں کہ یوں تو میں ایک معمولی آدمی ہوں، لیکن تین چیزوں میں جس
رتبہ تک پہنچنا چاہیے پہنچ چکا ہوں، پہلی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم سے جو حدیث سننا ہوا
اوس کے مناجب اللہ ہونے کا یقین رکھتا ہوں، دوسرے نماز میں کسی طرف خیال نہیں
کرتا، تیسرے جنازہ کے ساتھ رہتا ہوں تو منکر نکیر کے سوال کی فکر و انگیزہ رہتی ہے،
سعد بن مسیب کہتے ہیں کہ یہ خصلتیں پیغمبروں میں ہوتی ہیں،

آنحضرت صلعم کو ان کے اعمال پر جو اعتماد تھا، اس حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے
جس میں مردہ کو قبر کے دبائے کا ذکر آیا ہو، اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ اگر قبر کی تنگی سے
کوئی نجات پاسکتا تو سعد بن معاذ نجات پاتے،

ایک مرتبہ کسی نے آنحضرت صلم کے پاس حریر کا جبہ بھیجا تھا، صحابہ اس کو چھوٹے اور اس کی نرمی پر تعجب کرتے تھے، آنحضرت صلم نے فرمایا کہ تم کو اس کی نرمی پر تعجب ہو، حالانکہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی زیادہ نرم ہیں،



حضرت سعد بن عبادہ رضی

نام و نسب اور ابتدائی حالات۔ [سعد نام، ابو ثابت و ابوقیس کنیت، سید خزرج لقب، قبیلہ خزرج کے خاندان ساعدہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہ ابن حوام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر، والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا، اور صحابیہ تھیں، ششہ مدین فوت ہوئیں، حضرت سعد کے دادا ولیم، قبیلہ خزرج کے سردار اعظم تھے اور مدینہ کے مشہور مخیر تھے، خاندان ساعدہ کی عظمت و جلالت کے سیکے انھیں نے بٹھائے مذہباً بت پرست تھے اور مناتہ کی پوجا کرتے تھے، جو مکہ میں مقام مشلل پر نصب تھا، ہر سال ۱۰ اونٹ اپنے محبوب کو نذر چڑھاتے تھے،

حضرت سعد کے والد عبادہ، باپ کے خلف الرشید تھے، اسی شان سے اپنی زندگی بسر کی اور اپنے بیٹے کے لیے مسند امارت و ریاست چھوڑ گئے،

تعلیم و تربیت۔ [خزرج کے نامی کے مدعا بقوتہ اندازہ۔ اور تیرا کی سکھائی گئی، اگرچہ انصار میں ایک آدھی بھی لکھنا مہین جانتا تھا، لیکن حضرت سعد کی تعلیم میں جو اہتمام ہوا اسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ جاہلیت ہی میں نہایت عمدہ عربی لکھ لیتے تھے، ان تینوں چیزوں میں اس درجہ کمال ہم پہنچا یا کہ استاد ہو گئے، اسی بنا پر

گو کو ان کے لقب دیا،

سید طبقات ابن سعد صفحہ ۱۱۱، مناقب آنحضرت معلوم، تہذیب التہذیب صفحہ ۵، جلد ۳،

اسلام، عقبہ ثانیہ میں اسلام قبول کیا، بخاری میں اگرچہ وقت کی تعیین نہیں، تاہم ہر قدر مذکور ہو کہ وہاں خاقدم فی الاسلام، یعنی بہت پرانے مسلمان تھے،

بیعت عقبہ جس شان سے ہوئی، انصار کے جس قدر آدمی اس میں شامل ہوئے جن اہم شرائط پر بیعت کا اتفاق ہوا، یہ کام اگرچہ خفیہ اور نہایت خفیہ تھا، لیکن پوشیدہ رہ نہ سکتا تھا، قریش کو ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر لاحق رہتی تھی، چنانچہ جس وقت آپ رات کے وقت مکہ سے باہر انصار سے بیعت لے رہے تھے، جبل ابوقیس پر کوئی شخص بیچ بچ کر مکہ رہا تھا کہ دیکھنا! سعد مسلمان ہوئے تو محمد بالکل نڈر ہو جائیگا،

قریش کے کان میں اگرچہ یہ آواز پہنچ گئی، تاہم انکا خیال ادھر منتقل نہ ہوا وہ قضاۃ اور قسیم کے سعد نامی اشخاص کو سمجھے، اس وجہ سے بیعت میں فراہمت نہ کی، دوسری رات کو پھر اسی پہاڑ سے چند شعر سنے گئے، جن میں صان صان انکا

نام و پتہ موجود تھا، قریش کو سخت حیرت ہوئی، اور تحقیق واقعہ کے لئے انصار کے فرودگاہ میں آئے، عبداللہ بن ابی بن سلول سے کہ قبیلہ بنو خزرج کا رئیس تھا گفتگو ہوئی، اس نے اس واقعہ سے بالکل لاعلمی ظاہر کی، یہ لوگ چلے گئے، تو مسلمانوں نے یا نبی کا راستہ لیا، قریش نے ہر طرف ناکہ بندی کرادی تھی، سعد بن عبادہ اتفاق سے ہاتھ لگ گئے، لوگوں نے ان کو پکڑ کر ہاتھ گردن سے باندھ دیئے، اور بال کھینچ کھینچ کر زد و کوب کرتے ہوئے مکہ لائے،

مکہ میں مطعم بن عدی نہایت شریف انسان تھا، ابتدائے اسلام میں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی خدمت کی تھی، اس نے حارث بن ابیہ بن عبد شمس کو ساتھ لیا اور ان کو پہچان کر قریش کے پیچھے ظلم و ستم سے نجات دلائی،

لے صحیح بخاری، ص ۱۸۰، استیعاب جلد ۲، صفحہ ۶۲، طبقات ابن سعد جلد ۱، جلد ۱، قسم اول،

ادھر انصارین بڑی کھلبلی پڑی تھی، مجلس شوریٰ قائم ہوئی، جس میں طے پایا کہ چاہے جانین خطرہ میں کیوں نہ پڑ جائیں مگر مکہ واپس چل کر سعد کا پتہ لگانا چاہیے، لوگوں کا یہ ارادہ ابھی تول سے فعل میں نہ آیا تھا کہ سعد آتے ہوئے نظر آئے، لوگ ان کو لیکر سیدھے مدینہ روانہ ہو گئے،

غزوات اور عام حالات | چند مہینوں کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ تشریف لائے، اوس وقت یثرب کا ہر گلی کوچہ، شادمانی اور مسرت کا تماشا گاہ تھا، دارابی ایوب میں پہنچتے ہی تحفوں اور ہدیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، حضرت سعدؓ کے مکان سے ایک بڑا پیالہ شریذ اور عراق سے بھرا پہنچا،

ہجرت سے کچھ مہینوں کے بعد اسلام کی تحریک نشوونما پانے لگی، حضرت سعدؓ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابواء ایک بستی پر جو مکہ کی طرف واقع تھی، قریش کی فکر میں گئے، اس لشکر میں کوئی انصار نہ تھا، حضرت سعدؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین چھوڑ گئے،

اسی سنہ میں بدر کا معرکہ پیش آیا، حضرت سعدؓ کی شرکت میں لوگوں نے اختلاف کیا جو، بخاری اور مسلم ان کی شرکت ثابت کرتے ہیں، لیکن صاحب طبقات کو انکار ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ بدر میں شریک نہ تھے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اسی خیال کی تائید کی ہے، اور مسلم کے الفاظ سے اپنے دعویٰ پر نہایت لطیف استشہاد کیا ہے،

ابن سعد نے طبقات میں ان کا ذکر اس جماعت کے طبقہ اولیٰ میں کیا ہے جو بدر میں شریک نہ تھے، اور اوس کے ذیل میں لکھا ہے کہ سعدؓ نے غزوہ کا سان کیا تھا لیکن

سلسلہ طبقات ابن سعد صفحہ ۵۰ جلد اہم اول، سلسلہ طبقات صفحہ ۶۱ جلد اہم اول، سلسلہ طبقات صفحہ ۳

منازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح الباری صفحہ ۲۲ جلد ۱،

کتے نے کاٹ کھایا اور وہ اپنے ارادہ سے باز آئے، آنحضرت صلعم نے سنا تو فرمایا کہ تمہوں
اون کو شرکت کی بڑی حرص تھی، تاہم مالی غنیمت میں حصہ لگایا، اور اصحاب بدر میں
شامل تصور کیا،

غزوہ بدر، عہد نبوت کے غزوات میں سب سے پہلا مشہور غزوہ ہے، آنحضرت صلعم کو
اب تک اگرچہ چار غزوے اور چار سرایا، پیش آچکے تھے لیکن انصار کی ان میں سے
ایک میں بھی شرکت نہ تھی، اس کا سبب جیسا کہ ظاہر ہے یہ تھا کہ انصار کی طرف سے
بعیت میں صرف اس قدر وعدہ کیا گیا تھا کہ جو مدینہ پر چڑھ کر آئے گا، ہم اس کو روکینگے
مدینہ کے باہر جو معرکے ہوں اون کا اس میں کوئی تذکرہ نہ تھا

اس بنا پر آنحضرت صلعم نے اس مہم عظیم کا ارادہ کیا تو انصار کو شریک کرنے
کے لئے رائے و مشورہ ضروری سمجھا، ایک مجمع میں جنگ کا مسئلہ پیش ہوا، حضرت ابو بکرؓ نے
اٹھ کر رائے دی، پھر حضرت عمرؓ اٹھے، لیکن آنحضرت صلعم نے التفات نہ کیا، سنا نہ سمجھ گئے
اٹھ کر کہا کہ شاید ہم لوگ مراد میں؟ تو اسے رسول اقتدا! اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے! اگر آپ سمندر کا حکم دین تو اُسے پامال کر ڈالیں! اور خشکی کا حکم ہو تو
برک غما و دین کے ایک موضع کا نام ہے تاکہ اذٹون کے کلیجے پگھلا دیں! آنحضرت صلعم
یہ شکر بہت خوش ہوئے اور تیاری کا حکم دیدیا،

تذکرہ تویسون نے اسی روایت سے شرکت بدر پر اتدلال کیا ہے، حالانکہ اس میں صحت
نہ گور ہے کہ جب ابوسفیان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو آنحضرت صلعم نے مشورہ کیا، اور یہ

۱۔ اصباح صفحہ ۸۰ جلد ۱، ۲۔ فتح الباری صفحہ ۲۲۴ جلد ۲، ۳۔ بیچ مسلم صفحہ ۸۴ جلد ۲، ۴۔ اصل الفاظ یہ ہیں

ان رسول اللہ ساء وحین بلغہ اقبال ابی سفیان صحیح مسلم ص ۸۴ جلد ۲،

بالکل مطابق واقعہ ہے، لیکن اس کے بعد کا واقعہ وہ ہے جس کو ابن سعد روایت کرتے ہیں، اس بنا پر طبقات کی روایت صحیح مسلم کے منافی نہیں، بلکہ اس کے بعد اجمال کی تفصیل اور ابہام کی ایضاح ہے،

پدر کے بعد غزوہ اُحُد واقع ہوا، مشرکین اس سرور سامان سے آئے تھے، کہ مدینہ واپس خوف طاری ہو گیا تھا، شہرین تمام رات جمعہ کی شب کو پہرہ رہا، اس موقع پر حضرت سعد چند اکابر انصار کے ساتھ مسجد نبوی میں ہتھیار لگائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کی حفاظت کر رہے تھے،

جمعہ کے دن شوال کی ۶ تاریخ کو لڑائی کی تیاریاں ہوئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزے منگا کر تین پھریرے لگائے، اور خنزرج کا علم سعد بن عبادؓ کے سپرد کیا، یہ انتظامات مکمل ہوئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے، سعد بن عبادؓ اور سعد بن معاذؓ اوس و خنزرج کے سرور زرہین پہنے اور جھنڈے لیے آگے آگے دوڑ رہے تھے، بچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دہشتہ بایں مہاجرین و انصار کا لشکر تھا، کو کب نبوت اس شان رونما ہوا تو چشم کفر خیرہ ہو گئی، اور منافقین کے دل و ہل اٹھے،

سینچر کے دن احد کے دامن میں قتال برپا ہوا، لڑائی اس شدت کی تھی کہ مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے تھے، لیکن میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے آگے تھے، مہاجرین اور انصار میں صرف ۱۴ آدمی آپ کے ساتھ تھے، حضرت سعدؓ کو بھی بعض لوگوں نے انھیں میں شامل کیا ہی، غزوہ مریسہ (مطلق) میں جو شہہ میں ہوا تھا، انکو یہ اعزاز عطا ہوا کہ اوس و خنزرج دونوں جماعتوں کا علم ان کو تفویض کیا،

۱۔ طبقات ابن سعد صفحہ ۶۶ حصہ نمازی، ۲۔ ایضاً صفحہ ۶۷، ۳۔ زرقانی سفر ۴ جلد ۲، ۴۔ طبقات صفحہ ۴۵ حصہ نمازی،

فتح مکہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رایت (جھنڈا) سعد کے پاس تھا، فوج اسلام کا ایک ایک دستہ شہر میں جا رہا تھا، اور ابوسفیان، حضرت عباسؓ کے ساتھ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے، انصار حین کے آگے آگے چلتے، اس شان سے گزرے کہ ابوسفیان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں، پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے جواب دیا کہ یہ انصار ہیں، ان پر سعد بن عبادہ افسوس میں اور جھنڈا ابھی انہیں کے ہاتھ میں ہے، قریب پہنچے تو ابوسفیان کو پکارا دیکھنا آج کیسی سخت لڑائی ہو گئی، آج کعبہ حلال ہو جائیگا! ابوسفیان دل اپنی سابق حرکتوں کے سبب سے یونہیں تھوڑا تھوڑا تھا، حضرت عباسؓ سے کہا آج تو خوب لڑائی ہو گئی، سعد کے بعد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستہ سامنے سے گزرا، تو ابوسفیان پکارا، یا رسول اللہ! اللہ اپنی قوم پر رحم کیجیے، آپ کو خدا نے رحیم اور نیکو کار بنایا ہے، سعد جھک کر دھکائے ہیں، عظمیٰ آج ہی ہے، آج قریش کا خاتمہ ہو جائیگا، ابوسفیان کی آواز پر کئی آوازیں اٹھیں، حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا، ہمیں خود بھی کہ سعد کا جوش انتقام تازہ نہ ہو جائے، ضرار بن خطاب فہری نے چند شعر کہے تھے، ایک شخص کو کہا کہ رسول اللہ کے سامنے جا اور ان کو پڑھ کر فریاد کر،

یا نبی الہدی الیک لجا	یا رسول اللہ! آپ کے دامن میں قریش نے
حی قریش ولات حین لجا	اس وقت پناہ لی ہے، جبکہ اون کے لئے کوئی
حین ضاقت علیہم سعة الایام	جائے پناہ نہیں، جبکہ ان پر فراخی کے باوجود
ض و عا د الہم! اللہ السماء	زمین تنگ ہے، اور آسمان کا خدا اون کا
ان سعد ایسا ید قاصد اعظم	دشمن ہو گیا ہے، سعد اہل مکہ کی پیٹھ

باہل الحجون و البطحاء

توڑنا چاہتا ہو،

اسی طرح کے بہت سے شعر تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارت سے تو دیئے رحمت
موجزن ہوا، ارشاد ہوا کہ سعدؓ نے جھوٹ کہا، آج کعبہ کی غفلت و وبال ہو گئی، آج کعبہ کو
غلاف پہنایا جائے گا! اس کے بعد حضرت علیؓ کو بھیجا کہ سعدؓ سے جھنڈا لیکر اون کے بیٹے
قیس کو دیدو، حضرت سعدؓ نے انکار کیا اور کہا کہ اس کا کیا ثبوت ہو کہ تم کو رسول اللہ
نے بھیجا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عمامہ بھیجا، تو اونھوں نے بیٹے کے ہاتھ میں جھنڈا دیدیا،
لیکن جو خطرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعدؓ سے تھا، ان کو اپنے بیٹے سے ہوا، درخواست کی کہ
قیس کے سوا کسی اور شخص کو سپرد نہ کیجیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العواظمؓ کے سپرد کیا
صحیح بخاری میں جو آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زبیرؓ کے پاس تھا، اس کا یہی مطلب ہے،
فتح مکہ کے بعد حنین کا موکہ ہوا، اس میں قبیلہ خزرج کا علم سعدؓ کے پاس تھا،
ان غزوات کے علاوہ بھی جو غزوات یا مشاہدات عہد نبویؐ میں پیش آنے میں
حضرت سعدؓ کی نمایاں شرکت رہی، میدان جنگ میں انصار کے وہی علم بردار
ہوتے تھے،

سفینہ نبی ساعدہ، السلامہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا، مدینہ کا علاقہ انصار کی
قدیم ملکیت تھا، اس کے ماسوا آغاز اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی
مدد انصار نے کی تھی، جس زمانہ میں کہ اسلام بے خانما مسافر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام
قبائل عرب پر اپنے کو پیش کرتے تھے، کہ مجھ کو مکہ سے اپنے وطن لیچلو، لیکن قریش کے
وہ بے درغیب کی وجہ سے کوئی حامی نہیں بھرتا تھا، انصار کے ایک مختصر قافلہ نے

۱۔ صحیح بخاری ج ۳ ص ۲۷۲ فتح الباری صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴

جو صرف ۷۰ اشخاص تھے مرکب تھا، "عوب و عجم" کی جنگ پر آنحضرت ﷺ سے مکہ آ کر بیعت کی اور آپ کو اپنے وطن مدینہ میں مدعو کیا،

عہد نبوت میں جو غزوات پیش آئے، اوس میں تعداد، جان بازی، فدایت سب سے زیادہ انھیں لوگوں سے ظاہر ہوئی، حضرت قتادہؓ فرمایا کرتے تھے، کہ قبائل عرب میں کوئی قبیلہ انصار سے زیادہ شہدار نہ لاسکے گا، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ اُحد میں ۷۰، بیرونہ میں ۷۰، اور یامہ میں ۷۰، انصار شہید ہوئے تھے،

ان باتوں کے باوجود، قرآن مجید اور حدیث میں ان کے فضائل و مناقب کثرت سے بیان کیے گئے ہیں، اس بنا پر انصار کے دل میں خلافت کا خیال پیدا ہونا ایک فطرتی امر تھا،

انصار میں دو بزرگ تمام قوم کے پیشوا اور سرور تسلیم کیے جاتے تھے، سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ، سعد بن معاذ آنحضرت ﷺ کے عہد میں انتقال کر چکے تھے، صرف سعد بن عبادہؓ باقی تھے، جن کا اوس و خزرج میں وجاہت و امارت کے لحاظ سے کوئی حریف مقابل نہ تھا،

آنحضرت ﷺ نے وفات پائی تو سقیفہ نبی ساعدہ میں جو انصار کا دارالندہ تھا اور سعد بن عبادہؓ کی ذاتی ملکیت تھا لوگ جمع ہوئے، سعد بیارہے، لوگ ان کو بولا لائے، وہ کپڑا اوڑھے ہوئے مسند پر آکر بیٹھ گئے، اور تیکہ سے ٹیک لگالی، اور اپنے اعزہ سے کہا کہ میری آواز دور تک نہ پہنچے گی، جو میں کہوں اوس کو با واز بلند لوگوں تک پہنچاؤ، تقریر کا حاصل یہ تھا، کہ انصار کو جو شرف اور سبقت فی الدین حاصل ہو

عرب کے کسی قبیلہ کو صل نہیں، محمد علیہ السلام۔ ابرس سے زیادہ اپنی قوم میں رہے، لیکن اون کی کسی نے نہ سُنی، جو لوگ اون پر ایمان لائے، وہ تعداد میں بہت کم تھے، اون میں نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی طاقت تھی، نہ دین کے بلند کرنے کی قوت، وہ تو خود اپنی حفاظت سے عاجز تھے!

خدا نے جب تم کو فضیلت دینا چاہی تو یہ سامان بہم پہنچایا کہ تم ایمان لائے، رسول اور اصحاب کو پناہ دی، اپنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز سمجھا، اور کچھ اعدا رہے جہاد کیا، یہاں تک کہ تمام عرب طوعاً یا کرہاً خلافت اُمّی میں شامل ہو گیا، اور بعید و قریب سب نے گزین، الدین، پس یہ تمام مفتوحہ علاقہ تمہاری تلو اور اون کا مرہون منت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر تم سے خوش رہے، اور وفات کے وقت بھی خوش گئے، اس بنا پر تم سے زیادہ خلافت کا کوئی مستحق نہیں!

تقریر ختم ہوئی تو تمام مجمع نے یزید بیان ہو کر کہا کہ رائے نہایت معقول اور صاحب ہمارے نزدیک اس منصب کے لئے آپ سے زیادہ کوئی موزون نہیں! ہم آپ ہی کو خلیفہ بنائیں گے!

اس کے بعد آپس میں گفتگو شروع ہوئی، کہ مہاجرین کے دعوئے خلافت کا کیا جواب ہوگا، بعضوں نے کہا، یہ کہ دو امیر ہوں، ایک ہمارا اور ایک اون کا، سعد کے کان میں آواز پڑی تو بولے، کہ یہ پہلی سُستی ہے!

ادھر حضرت عمرؓ کو خبر ہو چکی تھی، وہ حضرت ابو بکرؓ کو لیکر آہنچے، حضرت عمرؓ کی مشعل طبیعت نے تمام مجمع میں آگ لگا دی، انصار کے خطباء بار بار تقریر کرتے تھے، حضرت عمرؓ اور اون میں سخت کلامی کی نوبت آئی اور اخیر میں تموار میں کھینچ گئیں حضرت

ابوبکرؓ نے رنگ بدلتا دیکھا کہ حضرت عمرؓ کو روکا اور خود نہایت متحرک آواز خطیبہ دیا، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت بیان کی تو تمام انصار پکار اٹھے کہ نعوذ باللہ ان نفقہ من ابابکر، یعنی ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکر سے آگے بڑھیں،

تمام مجمع بیعت کے لیے اٹھا، تو لوگوں نے شور مچایا کہ دیکھنا! سعدؓ نہ کھل جائیں، حضرت عمرؓ نے کہا، اوس کو خدا کچلے، سعدؓ اپنی ناکامی پر پہلے سے متاسف تھے، سخت برہم ہوئے، اور لوگوں سے کہا کہ مجھ کو یہاں سے لیچلو،

حضرت ابوبکرؓ نے کچھ دنوں بالکل تعرض نہ کیا، بعد میں آدمی کو بھیجا کہ یہاں آکر بیعت کریں، انھوں نے بیعت سے قطعاً انکار کیا، حضرت عمرؓ نے کہا کہ اون سے ضرور بیعت لیجیے، بشیر بن سعد انصاریؓ بیٹھے تھے، بولے کہ اب وہ انکار کر چکے ہیں کسی طرح بیعت نہ کریں گے، مجبور کیجیے گا تو کشت و خون کی نوبت آئے گی، وہ اٹھیں گے تو اون کا گھرا در کنبہ بھی حمایت کرے گا، جس سے ممکن ہے کہ تمام خزرج اٹھ کھڑا ہو، اسلئے ایک سو تھے فتنہ کو جگانا حاصل ہے، اسلئے میرے خیال میں اون کو یوں ہی چھوڑ دیجیے، ایک آدمی ہین کیا کریں گے؟ اس رائے کو سب نے پسند کیا، حضرت سعدؓ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت تک مدینہ میں مقیم رہے، بعد میں ترک وطن کر کے شام کی سکونت اختیار کی، دمشق کے قریب حوزان کا علاقہ نہایت سرسبز و شاداب تھا اوسی کو اپنے رہنے کے لیے پسند کیا،

وفات، اسلئے مدین وفات ہوئی، کسی نے مار کر غسل خانہ میں ڈال دیا تھا، گھر کے لوگوں نے دیکھا تو بالکل جان نہ تھی، تمام جسم نیلا پڑ گیا تھا، قاتل کی بہت تلاش ہوئی لیکن کچھ

پتہ نہ چلا، ایک غیر معلوم سمت سے آواز آئی،

تنگنا سید الخراج سعد بن عبادہ ہننے خراج کے سرور سعد بن عبادہ کو قتل کیا

سرمینہ بسہم فلم یخط فوادہ ایک تیر مارا جو خالی نہیں گیا،

پڑو کہ قاتل نہیں ملا، اور آواز سنی گئی، بعضہ ن کا خیال ہوا کہ کسی جن نے قتل کیا ہو،

اولاد، انین اولادین چھوڑین، قیس بہت بڑے صحابی ہیں، سعید، اسحاق،

بیوی کا نام فکیہہ تھا، صحابیہ تھیں، اور چچا زاد ہیں ہوتی تھیں،

مکان اور جائداد، اجاں، بہت تھی جب مدینہ چھوڑا تو بیٹوں پر تقسیم کر دی، ایک لڑکا

پیٹ میں تھا، جس کا حضرت سعدؓ نے حصہ نہ لگایا تھا، جب پیدا ہوا، حضرت ابو بکرؓ

و عمرؓ نے قیس سے کہ، اگر اپنے باپ کی تقسیم فتح کرو، کیونکہ اون کے فوت ہونے کے بعد

لڑکا پیدا ہوا ہو، قیس نے کہا باپ نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا اس کو بہتہ رقاہم رکھوں گا

میرا حصہ موجود ہو، اس کو وہ لے سکتا ہو،

حضرت سعدؓ کا مکان بازار مدینہ کی انتہا پر تھا، اور جوار سعدؓ کھلاتا تھا،

ایک مسجد اور چند قلعے بھی تھے، ایک مکان، بنو حارث میں بھی انکی ملکیت تھا،

فضل و کمال، حدیث کے ساتھ غیر معمولی اعتقاد کیا، صحابہ کے زمانہ میں تحریر اگرچہ عام

ہو گئی تھی، اور قرآن مجید لکھا جا چکا تھا، تاہم حدیث لکھنے کا رواج نہ تھا، حضرت

سعدؓ نے حدیث لکھی تھی، مسند ابن جنبل میں ہے،

عن اسمعیل بن عمر بن قیس بن سعد یعنی وہ فہون نے حضرت سعدؓ کی کتابوں

بہت بار میں اسرا فہم نہ بدلتا تاکہ ابن ابی بکر

لے رہتیا، بعض حدیثیں لکھی تھیں، اور ان میں سے کچھ حدیثیں ابھی تک

فی کتب ادنی کتاب سعد بن عبد اللہ الخ

حدیث لکھنے کے ساتھ اس کی تعلیم کے ذریعہ سے اشاعت بھی کی، چنانچہ ان کے بیٹے، حضرت عبد اللہ بن عباس، امامہ بن سہل، سعید بن مسیب وغیرہ ان سے حدیثیں روایت کرتے ہیں،

اخلاق و عادات، حضرت سعد کے مرقع اخلاق میں جو دو نسخا کے خال و خط نہایت نمایان ہیں، آسماء الرجال کے مصنف جب انکا تذکرہ کرتے ہیں تو لکھتے ہیں، وکان کثیر الصدقات جدا

حضرت سعد مشہور فیاض آدمی تھے، اور تمام عرب میں یہ بات صرف انھیں کو حاصل تھی، کہ ان کی پارسیتین جو دو نسخا میں نام آور ہیں، اون کے دادا ولیم باپ (عبادہ) خود، بیٹا (قیس) اپنے زمانہ کے مشہور مخیر گذرے،

ولیم کے زمانہ میں خوان کرم اسقدر وسیع تھا کہ معمولاً قلعہ پر سے ایک شخص پکارتا کہ جس کو گوشت اور روغن اور اچھا کھانا مطلوب ہو ہمارے ہاں قیام کرے، اس صلہ عام نے آل ساعدہ کو مدینہ کا حاتم بنا رکھا تھا، ولیم کے بعد حضرت سعد تک یہی رسم قائم رہی، اور اون کے بعد قیس نے اس کو اسی طرح باقی رکھا،

حضرت عبد اللہ بن عمر ایک دفعہ سعد کے مکان کی طرف سے گزرے، قلعہ نظر آیا تو نافع سے کہا دیکھو یہ سعد کے دادا کا قلعہ ہے، جن کے سخاوت و جو کی تمام مدینہ میں دھوم تھی،

حضرت سعد کی فیاضی انسانیہ بزم انجمن ہے، بہت سے قصے مشہور ہیں، ہم چند

یہ درخواست کہ خزیج کے معاملہ میں ہم آپ کے حکم کے منظر ہیں، یہ معنی رکھتی تھی، اس بنا پر غلبہ پانے کی ایک صورت نکل آئے، جو یقیناً خزیج کے لیے ناقابل برداشت تھی، سعد ابن عبادہ سردار خزیج نے اٹھکر کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو، تم خزیج کو کبھی نہیں قتل کر سکتے، اور نہ اوس پر قادر ہو، اگر تمہارے خاندان (اشہل) کا معاملہ ہوتا تو زبان سے ایسی بات نہ نکالتے، اسید بن حضیر نے کہ سعد بن معاویہ کے ابن عم تھے، جو اب دیا کہ تم یہ کیا کہتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دین تو ہم ضرور ماریں گے، تم منافق ہو، اور منافق کی طرف سے لڑ رہے ہو، اتنا کہنا تھا کہ دونوں قبیلے جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر پڑھے، آہستہ آہستہ دھیمایا، یہاں تک کہ عیت کا غلبہ پست ہو گیا،

حب رسول کا یہ حال تھا کہ اپنے قبیلے کی پوشیدہ باتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہوتیں پہنچا دیتے تھے، غزوہ ہوا زن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور سرداران عرب کو بڑی بڑی رتین دی تھیں، اور انصار کو کچھ نہ دیا تھا، بعض نوجوانوں کو اس ترنچ پر رنج ہوا، اور کہا کہ رسول اللہ اپنے ہم قوموں کو دیتے ہیں، اور ہم کو محروم کرتے ہیں، حالانکہ قریش کا خون ہماری تلواروں سے اب تک ٹپک رہا ہی، سعد بن عبادہ نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہدیا کہ یہ خیالات ہیں، فرمایا تم کیا کہتے ہو، عرض کیا گو کہ میں انصار ہوں لیکن یہ خیال نہیں، ارشاد ہوا کہ جاؤ اور لوگوں کو فلان خیمہ میں جمع کرو، اعلان ہوا تو ہاجرین اور انصار دونوں آئے، سعد نے ہاجرین کو چھانٹ دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خطبہ پڑھا، جس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ کیا تم راضی نہیں کہ تمام لوگ مال و دولت لیکر جائیں اور تم خود مجھ کو اپنے ہاں لے چلو،

تمام لوگ روپڑے اور باتفاق کہا کہ آپ کے مقابلہ میں ساری دنیا کی دولت بیچ دی
غزوہ اُحد میں تمام مدینہ خطرہ میں پڑ گیا تھا، لوگ شہر میں پہرہ دے رہے تھے،
اس وقت حضرت سعدؓ نے اپنا مکان چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا پہرہ دیا تھا،
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے جو محبت تھی اس کا یہ اثر تھا کہ ان کے مکان تشریف
لیجاتے تھے، ایک مرتبہ ان کے لئے دعا کی تو فرمایا اللھم اجعل صلواتک ورحمتک
علی آل سعد بن عبادہ

ایک مرتبہ فرمایا خدا انصار کو جزا سے خیر دے، خصوصاً عبداللہ بن عمرو بن
حزام اور سعد بن عبادہ کو،

صدقات کے افسروں کی ضرورت ہوئی، تو ان کو بھی منتخب کیا، لیکن جب
امارت کی ذمہ داریوں سے واقف ہوئے تو عرض کیا کہ میں اس خدمت سے معذور
ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر قبول فرمایا،

ایک مرتبہ بیمار پڑے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیکر عیادت کے لئے تشریف لائے
ورسے بیہوش تھے، کسی نے کہدیا کہ ختم ہو گئے، بعض بولے ابھی دم باقی ہے، اتنا
سننا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روپڑے، اور ساتھ ہی تمام مجلس میں ماتم پڑ گیا،
نرمی طبع اور امن پسندی ذیل کے واقعہ سے معلوم ہو سکتی ہے،

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لائے تھے، راستہ میں
ابن ابی بٹھا تھا، اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت کلامی کی، صحابہ کو طیش آ گیا اور
فریقین لڑنے پر آمادہ ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو اس ارادہ سے باز رکھا اور

حضرت سعدؓ کے مکان چلے آئے، فرمایا سعد! تم نے کچھ سنا، آج ابو جباب (ابن ابی) نے مجھے ایسا ایسا کہا، عرض کی یا رسول اللہ! اس کا قصور معاف کیجیے، بات یہ ہے کہ اسلام سے قبل لوگوں کا خیال تھا کہ اس کو مدینہ کا بادشاہ بنائیں، لیکن جب اللہ نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث کیا تو وہ خیال بدل گیا، یہ اُسی غم و غصہ کا بخار ہے، آپ نے یہ شکر معاف کر دیا،



حضرت سعد بن خنیمہ

نام و نسب | سعد نام، ابو خنیمہ کنیت، خیر لقب، سلسلہ نسب یہ ہے، سعد بن خنیمہ بن حارث بن مالک بن کعب بن نخط بن کعب بن حارث بن غنم بن سلم بن امرء القیس بن مالک بن اوس،

والد بزرگوار جن کا نام خنیمہ تھا، صحابی تھے، غزوہ احد میں شہادت پائی، اسلام | عقبہ میں شریک تھے، بنی عمرو بن عوف کے لقب بنائے گئے،

غزوات اور عام حالات | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف تو اولاً قبیلہ عمرو بن عوف میں قیام ہوا، اور حضرت کلثوم بن الہذم کے گھر میں ٹھہرے، اس دوران میں ملاقات کیے حضرت سعد کا مکان تجویز فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاجرین و انصار انھیں کے مکان میں ملتے تھے، اسی بنا پر بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ سعد بن خنیمہ کے ہاں آپ نے قیام فرمایا تھا، حضرت سعد کا گھر منزل العزاب (العرب) کے نام سے مشہور تھا،

غزوہ بدر میں شرکت کا قصد کیا تو عجیب واقعہ پیش آیا، باپ نے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی کو گھر بھنا چاہیے، اس بنا پر تم یہیں رہو، میں جہاد پر جاتا ہوں، بیٹے نے جواب دیا کہ اگر حبت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہو تو آپ کو ترجیح دیتا، میں خود جاؤں گا اور امید ہے کہ اللہ شہادت عطا فرمائے،

شہادت | تاہم شفقت پر ہی نے مجبور کیا اور حضرت خنیمہ نے قرعہ ڈالا جس میں

شہادت کا خیال موزن تھا، قرعہ فال اُسی کے نام نکلا، مجبور ہو کر اجازت ہی
 چنانچہ حضرت سعدؓ رسول اللہ صلیم کے ہمراہ بدر پہنچے، اور طعیمہ بن عدی ایک
 مشرک کے ہاتھ سے مارے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون،

اولاد، ایک بیٹا تھا، جس کا نام عبد اللہ تھا، اگرچہ نہایت کم عمر تھے، تاہم عقبہ اور
 بدر میں باپ کے ساتھ شریک تھے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت سعدؓ نے کوئی
 اولاد نہیں چھوڑی،



حضرت سعد بن زید اشہلیؓ

سعد نام، قبیلہ اوس کے خاندان اشہل سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے،
 سعد بن زید بن مالک بن عبد بن کعب بن عبد الاشہل،
 وادی کے قول کے مطابق عقبہ میں شریک تھے، جہور نے بدر کی شرکت
 اتفاق کیا ہے، عینیہ بن حصن نے مدینہ کے اونٹوں پر لوٹ ڈالی اور حضرت
 حسانؓ نے کہا،

هل ساد اولاد القیظہ انسا سلم غداۃ قوامی المقتاد

تو سعد نہایت برہم ہوئے کہ میرے ہوتے ہوئے قوارس مقداد کا کیون
 ذکر کیا، حضرت سعدؓ اس زمانہ میں رئیس قبیلہ تھے، حسانؓ نے معذرت کی
 کہ تانیہ سے مجبور ہی تھی،

غزوہ قریظہ میں آنحضرت صلعم نے ان کو نیدیون کے ہمراہ نجد
 بھیجا، انھوں نے ان کے معاوضہ میں کھجور اور ہتھیار خریدے، اور مدینہ
 لیکر آئے،

رمضان شمسہ میں فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم نے ان کو انصار کے
 بت منہاۃ کے توڑنے کے لیے جو مکہ میں شل نام ایک مقام پر نصب تھا، بیٹل
 سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا، پجاری نے پوچھا کیا ارادہ ہے؟ بولے ہم منہاۃ

کہا تم جانو! سعد نے بت گرایا، تو ایک برہنہ اور سیاہ فام عورت چھاتی پٹیتی اور
 شور مچاتی ہوئی نکلی، سعد نے یہیئت کرائی دیکھ کر اس کو قتل کر دیا، پجاری
 نہایت خائف تھا، عورت کی آواز سن کر یولا مناکہ اددنک بعض غضبناک
 خزانہ میں کچھ نہ تھا، تلاشی لیکر چلے آئے، واپسی کے وقت رمضان کی اخیر تاریخیں
 تھیں،

وفات، وفات کا سنہ اور تاریخ بالکل نامعلوم ہے،



حضرت سلمہ بن سلمہؓ

نام نسب، سلمہ نام، ابو عوف کنیت، قبیلہ اوس سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے، سلمہ ابن سلمہ بن وقش بن زعور ابن عبد الاشہل، مان کا نام سلمیٰ بنت سلمہ بن خالد بن عدی تھا اور قبیلہ بنی حارثہ سے تھیں،

اسلام، آنحضرت صلعم کی نبوت کی خبر مدینہ پہنچی تو سلمہ نے فوراً البیک کہی اور عقبہ اولیٰ کی بعیت میں شریک ہوئے، دوسرے سال عقبہ ثانیہ میں بھی شرکت کی،

غزوات، بدر اور تمام غزوات میں آنحضرت صلعم کے ہمراہ رہے،

غزوہ مریضہ میں عبداللہ بن ابی نے آنحضرت صلعم اور مہاجرین کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے تو حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ سلمہ کو بھیجئے کہ اوس کا سر کاٹ لائیں!

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو یمامہ کا والی بنایا تھا،

وفات، ۳۵ھ میں بمقام مدینہ وفات پائی، اس وقت ۴۰ برس کا سن تھا،

فضل و کمال، حدیث میں ان کے سلسلہ سے چند روایتیں ہیں، محمود بن لبید،

اور حبشہ راویوں میں ہیں،

حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، تو صنفوا محمداً مست الناس

یعنی جس چیز کو آگ نے تھخیر کر دیا ہو، اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہی، حضرت
سلیمانؑ کا بھی یہی مذہب تھا،

ایک مرتبہ محمود بن جبیرہ کے ساتھ ولیمہ میں گئے، تو کھانا کھا کر وضو کیا، لوگوں نے
کہا آپ تو با وضو تھے، فرمایا مان لیکن آنحضرتؐ صلعم کو بھی ایسا اتفاق پیش آیا تھا،
اور انہوں نے بھی یہی کیا تھا،



حضرت سہل بن خطیبہؓ

نام و نسب، | سہل نام، قبیلہ اوس سے ہیں، بسلسلہ نسب یہ ہے، سہل بن زید بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن وائل بن سہل بن خطیبہ کے متعلق اختلاف ہے، بعض کا خیال ہے کہ سہل کی ماں تھیں، لیکن ابن سعد نے تصریح کی ہے کہ عمرو بن عدی (سہل کے دادا) کی والدہ تھیں، نام ام ایاس بنت ابان بن دارم تھا، اور قبیلہ تمیم سے تھیں، اسی بنا پر عمہ کی تمام اولاد ابن خطیبہ کے نام سے مشہور ہوئی،

حضرت سہل غالباً ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، | غزوہ اُحُد اور مابعد کے تمام غزوات میں شرکت کی، اور نبیؐ رضوان میں شمولیت کا شرف حاصل کیا،

عمدہ نبوت، کے بعد شام چلے گئے، اور دمشق کی سکونت اختیار کی،

وفات، | اور وہیں امیر معاویہ کی خلافت میں انتقال فرمایا،

اولاد، | کوئی اولاد نہیں چھوڑی، امام بخاری نے لکھا ہے، کان عقیما ایضاً وہ نا اہل

تھے، اکثر فرماتے تھے، لا یکن لی سقط فی الاسلام احب انی عما طلعت علیہ

الاشیاء، اے اللہ! میں کوئی چیز اس دنیا میں نہ چاہتا ہوں جو اس کے بعد میری قوم پر چھوڑ دی جائے،

میں نے اپنے آپ کو اس دنیا سے قطع کر دیا، اور میں نے اپنے آپ کو اس دنیا سے قطع کر دیا،

نفل و کمال، | مصنف استیعاب اور صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں،

کان فاضلا عالماً!

یہ وہ عالم اور فاضل تھے،

اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ خود صحابہ اُن سے حدیثیں پوچھتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ کی طرف سے نکلے تو اُنھوں نے حدیث کی خواہش کی، حضرت سہلؓ نے ایک حدیث بیان کی، اسی طرح امیر معاویہؓ کے معائنہ کو گھوڑے پیش ہوئے، تو اُنھوں نے اون سے وہ حدیث دریافت کی جس میں گھوڑوں کی پرورش و پرداخت کی فضیلت بیان کی گئی ہے،

اتفاقات کے علاوہ بھی روایت حدیث کا سلسلہ برابر جاری تھا، امیر معاویہؓ کے غلام قاسم جمعہ دن جامع دمشق میں آئے، دیکھا کہ ایک بزرگ حدیثیں بیان کر رہے ہیں، بڑھ کر پوچھا کون شخص ہیں؟ جواب ملا سہل بن خطلیہ صحابی،

راویان حدیث کے زمرہ میں متعدد حضرات ہیں، بعض کے نام یہ ہیں، ابو کبشہ

سلولی، قاسم بن عبدالرحمان، یزید بن ابی مریم شامی،

اخلاق، وقت کہ نہایت عزیز سمجھتے، لوگوں سے تعلقات نہ رکھتے، اور عبادت میں عموماً مصروف رہتے تھے، جب تک مسجد میں رہتے ناز پڑھتے، اُٹھتے تو تسبیح و تہلیل میں ہوتے، اور اسی حالت میں کاشائے اطہر کا رخ کرتے تھے،

حضرت سائب بن خلاد

سائب نام، ابو سہلہ کنیت، قبیلہ خزرج سے ہیں، سبیلہ نسب یہ ہے، سائب بن
خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امر القیس بن مالک اغربہ بن ثعلبہ بن کعب
بن خزرج بن حارث بن خزرج الکبر،

ان کا نام لیلیٰ بنت عبادہ تھا، اور قبیلہ ساعدہ سے تھیں،
غزوات، ابو عبیدہ کے خیال میں بدر میں شریک تھے لیکن ابو نعیم کو انکار ہے،
امیر معاویہ کے زمانہ خلافت میں یمن کے حاکم تھے،

وفات، اُسٹھ مہینہ وفات پائی،

اولاد، خلاد نام ایک لڑکا یا لڑکی کا چھوڑا،

فضل و کمال، ان کی سند سے حدیثیں مروی ہیں، بعض صحاح میں بھی ہیں، راویوں میں

خلاد، صالح بن خیوان، عطاء بن یسار، محمد بن کعب قرظی، عبد الرحمن بن ابی صعدہ،

عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن وغیرہ ہیں،

”ش“ حضرت شدا بن اوسؓ

نام و نسب | شدا و نام، ابو یسٰ و ابو عبد الرحمن کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندان
نجار سے ہیں، اور حضرت حسان بن ثابتؓ، شاعر مشہور کے بھتیجے ہیں، سلسلہ نسب
یہ ہے، شدا بن اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن
عمرو بن مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج،
اوس بن ثابت، کہ شدا کے پدر گرامی تھے، عقبہ ثانیہ، اور بدر کی شرکت
کا فخر حاصل کر چکے تھے، غزوہ اُحد میں شہادت پائی، والدہ کا نام صرمیہ تھا اور بنو نجار
کے خاندان عدی سے تھیں،

اسلام، باپ، چچا، اور تقریباً تمام خاندان مشرت بہ اسلام ہو چکا تھا، شدا بھی
انھیں لوگوں کے ساتھ ایمان لائے،

غزوات اور عام حالات، | چونکہ کم سن تھے، غزوات میں شاد و نادرجہ لیا، امام نجاری
نے لکھا ہے، کہ غزوہ بدر میں شریک تھے، لیکن یہ صحیح نہیں،
عہد نبوت کے بعد تمام میں سکونت اختیار کی، فلسطین، بیت المقدس، اور
محض میں قیام پذیر رہے،

وفات، | ۸۵ھ میں لبرہ، سال انتقال فرمایا، اور بیت المقدس میں دفن ہوئے،
اولاد، | حسب ذیل اولاد چھوڑی، یسٰ، محمد،

نفل و کمال، | افضل، صحابہ میں تھے، حضرت عبادہ بن صامت کہ اساطین امت

امت میں تھے اور صحابہ کے عہد میں علوم و فنون کا مرجع تھے، فرمایا کرتے تھے، لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں، بعض عالم ہوتے ہیں لیکن غصہ ور، اور مغلوب الغضب، بعض حلیم اور بردبار ہوتے ہیں، لیکن جاہل اور علوم و فنون سے بے بہرہ، شداد ان چند لوگوں میں ہیں جو علم و حلم کے مجمع البحرین تھے،

مسجد جابیہ میں، ابن غنم، ابو دردار، اور عبادہ بن صامت ٹہل ٹہل کر باتیں کر رہے تھے، شداد بھی آپہنچے اور کہا لوگو! مجھ کو تم سے جو کچھ ڈر ہے یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، میری امت پیروی نفس و شرک میں مبتلا ہو جائیگی، اخیر کا فقرہ چونکہ تعجب انگیز تھا، ابو دردار اور عبادہ نے اعتراض کیا اور اس کی سند میں ایک حدیث پیش کی کہ شیطان جزیرہ عرب میں اپنی پرستش سے بالکل ناامید ہو چکا ہے، پھر ہمارے مشرک ہونے کے کیا معنی؟ حضرت شداد نے فرمایا کہ ایک شخص نماز، روزہ، زکوٰۃ، ریاء ادا کرتا ہے، آپ لوگ اس کو کیا سمجھتے ہیں، سب نے جواب دیا مشرک، فرمایا میں نے اس کے متعلق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے کہ ان چیزوں کو ریاء بجالانے والا مشرک ہوتا ہے، عون بن مالک بھی ساتھ تھے بولے کہ جتنا عمل خالص ہوگا اس کے قبول ہونے کی امید ہے، باتیں میں شرک کی آمیزش ہے وہ مردود ہوگا، اس بنا پر ہم کو اپنے عمل پر اعتماد کرنا چاہیئے، شداد نے جواب دیا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ مشرک کا تمام عمل اس کے مبدوء کو دیا جائیگا، خدا اس کا محتاج نہیں، (یہ قرآن مجید کے بالکل مطابق ہے) ارشاد ربانی ہے، ان الله لا يعجزان فتيهات بهائم

حدیث میں فہم و بصیرت حاصل تھی، اور اصول و روایت اور نقد سے کام لیتے تھے،

حضرت ابو ذر غفاریؓ جن کے زہد و قناعت اور ترک دنیا کی حدیثوں نے تمام
شام میں گھلبلی ڈال دی تھی، ان کے متعلق رائے دیتے ہیں،

کان ابو ذر یسمع الحدیث من رسول اللہ ﷺ وہ آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث جس میں شدت
فیہ الشدۃ تھیں یا جبر الی قومہ سلیم لعلہ اور سختی ہوتی تھی، سنتے تھے، پھر اپنی قوم میں جا کر
یشتد و علیہم ثم ان رسول اللہ ﷺ سے اوس کی اشاعت کرتے تھے، بعد کو آنحضرت ﷺ
فیہ لعلہ فہم یسمعون ابو ذر فیتعلق ابو ذر فیخلق اوس سخت کلم میں رخصت عطا فرمادیتے تھے، لیکن
ابو ذر بالامر الشدید، ابو ذر کو خبر تک نہ ہوئی، اس بنا پر وہ اپنی اُسی

شدت پر قائم رہے، " " " "

حضرت شدادؓ کے سلسلہ سے جو حدیثیں مروی ہیں ان کی تعداد ۵۰ ہے، انھوں نے
اکثر آنحضرت ﷺ سے اور کچھ کعب اجمار سے حدیثیں سنی تھیں،

ان سے روایت کرنے والوں میں بہت سے اہل شام ہیں، منتخب حضرات کے
نام یہ ہیں، محمود بن لبید، یعلیٰ، ابوالاشعث صفانی، ضمیر بن جلیب، ابو ادریس خلانی،
محمود بن ربیع، عبدالرحمان بن غنم، بشیر بن کعب، جبیر بن نفیر، ابواسامہ ربیع، حسان بن عطیہ
عبادہ بن لسنی، خطلی،

اخلاق، اخلاق و عادات یہ تھے کہ نہایت عابد اور پرہیزگار تھے، خدا سے ہر وقت خوف
کھاتے تھے، بسا اوقات رات کو آرام فرمانے کے لیے لیٹتے، پھر اٹھ بیٹھتے، اور تمام رات
نماز پڑھتے، کبھی کبھی منہ سے نکلتا،

اللھم ان الناس قد حالت بینی و بین النعم خدا یا آتش جہنم میرے سونے کے درمیان حال ہو گئی ہے

اسد بن وداعہ کا یہ فقرہ بھی اس مقام پر قابل لحاظ ہے، کہتے ہیں،

کان شد ادبن اوس اذا اخذنا مضجعا شد او جب رات کو لیٹتے تو خوف سے اس قدر

من اللیل کان کالحبۃ علی القلی من بے چین اور متاثر ہوتے جیسے بھاڑ میں چنا،

نہایت حلیم اور کم سخن تھے تاہم جب گفتگو کرتے تو دل آویز اور شیریں ہوتی،
حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ شد او ووصلتون من ہم سے بڑھ گئے،

بیان اذا نطق ویکظم اذا غضب بولنے کے وقت وضاحت بیان میں، اور

غصہ کے وقت حلم، عفو اور درگزر میں،

حفظ لسان اور کم سخن کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ سفر میں تھے، غلام سے کہا چھری
لاؤ، اوس سے کیلین! ایک شخص نے ٹوکا تو فرمایا،

ما تکلمت بکلمۃ من اسلمت وانا اخطا جب سے مسلمان ہوا میرے منہ میں لگام رہی

و انما مہا الا کلمتی ہذا فلا تحفظوها آج یہ کلمہ منہ سے نکل گیا، تو تم اس کو بھول جاؤ

صلیؐ اور ایک حدیث بیان کرتا ہوں اُس کو سنو

اور یاد رکھو،

مسلمانوں کے انقلاب اور تغیر کو نہایت سختی سے محسوس کرتے تھے، ایک مرتبہ
روئے لگے، لوگوں نے وجہ دریافت کی تو ارشاد ہوا کہ آنحضرت صلیم نے فرمایا تھا کہ مجھ

اپنی امت کے خواہش نفس اور شرک میں مبتلا ہونے کا خوف ہے، میں نے عرض کی کیا
آپ کی امت مشرک ہو جائیگی؟ فرمایا ہاں، لیکن اس طرح کہ سورج، چاند، بُت، پتھر کو
نہ پوجے گی، البتہ ریاد اور خفی خواہشوں کا غلبہ ہوگا، صبح کو آدمی روزہ دار اُٹھے گا،

لیکن جب خواہش تقاضا کرے گی تو وہ روزہ بے خوف و خطر توڑ دیکھا،
 مریضوں کی عیادت کرتے تھے، ابو اشعث صفائی شام کے قریب مسجد دمشق میں
 تھے، شداد اور ضابطی سے ملاقات ہوئی، پوچھا کہ ان کا ارادہ ہی؟ جواب دیا ایک بھائی
 بیمار ہے، اس کی عیادت کو جاتے ہیں، یہ بھی ساتھ ہو گئے، اندر جا کر مریض سے پوچھا
 کیا حال ہے؟ پولا اچھا ہوں، شداد نے کہا البشر بکفارات الیئات و حط
 الخطایا یعنی میں تم کو مرض کے کفارہ گناہ ہونے کی بشارت سناتا ہوں، حدیث
 شریف میں وارد ہے کہ جو شخص خدا کے ابتلاؤں میں اسکی حمد کرے اور راضی برضا رہے
 اس طرح پاک و صاف اُٹھتا ہے جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا،
 بارگاہ رسالت میں خصوصیت اور حب رسول کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے،
 کہ فتح مکہ کے دوران میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بقیع تشریف لائے، تو شداد ہمراہ تھے
 اور آپ ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے،
 ایک مرتبہ خدمت اقدس میں حاضر تھے، چہرہ پر اداسی چھائی تھی، ارشاد ہوا
 کیا ہے؟ بولے یا رسول اللہ! مجھ پر دنیا تنگ ہے، فرمایا تم پر تنگ نہو گی، شام اور
 بیت المقدس فتح ہوگا، اور وہاں تم اور تمھاری اولاد امام ہوگی، یہ پیشین گوئی حرف
 بہ حرف پوری اُتری وہ اپنی اولاد کے ساتھ بیت المقدس میں اقامت گزین ہوئے
 اور تمام شام کے علم و فضل میں مرجع بن گئے،

حضرت عبادہ بن صامتؓ

نام و نسب | عبادہ نام، ابوالولید کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندان سالم سے ہیں نسباً یہ ہے، عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن نمر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم (تو قیل) بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج، والدہ کا نام قرۃ العین تھا، جو عبادہ بن نضله بن مالک بن عجلان کی بیٹی تھیں، قرۃ العین کے جگر گوشہ کا نام اپنے نانا کے نام پر رکھا، نبیو سالم کے مکانات مدینہ کے غریب سنگستان کے کنارہ، قباد سے متصل واقع تھے یہاں ان کے کئی قلعے بھی تھے، جو اطم توافل کے نام سے مشہور ہیں، اس بنا پر حضرت عبادہؓ کا مکان مدینہ سے باہر تھا،

اسلام | ابھی غنفوان شباب تھا کہ مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی، جن خوش نصیب لوگوں نے اس کی پہلی آواز کو رغبت کے قانون سے سنا، حضرت عبادہؓ انہیں میں سے ہیں، انصار کے وفد ۳ سال تک مدینہ سے مکہ آئے تھے، وہ سب میں شامل تھے، پہلا وفد جو دس آدمیوں سے مرکب تھا، وہ اس میں داخل تھے، اور چہ شخصوں کے ساتھ آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، ارباب علم کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے، اگرچہ کثرت رائے ان کے اسلام کو دوسری بیعت تک موقوف سمجھتی ہے، جس میں بارہ آدمیوں نے مذہب اسلام اختیار کیا تھا، دوسری بیعت جس میں ۲۱، اشخاص

سہ فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۱۷۲، اور زرقانی صفحہ ۲۶۱ جلد ۱، ۱۷۲ سند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۲۳، بخاری

صفحہ ۵۰ جلد ۱، ۱۷۲ سند صفحہ ۳۱۶ جلد ۵،

شامل تھے، حضرت عباؤہ کی اس میں بھی شرکت تھی،
 اخیر جمعیت میں ان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاندان
 قوافل کا نقیب تجویز فرمایا،

غزوات و دیگر حالات، حضرت عباؤہ کی زندگی ابتدا ہی سے ولولہ انگیز ہے، مکہ سے اسلام
 لا کر پلٹے تو مکان پہنچتے ہی والدہ کو مشرف باسلام کیا، کعب بن حجرہ ایک دوست تھے
 اور سنو ز مسلمان نہ ہوئے تھے، گھومین بڑا سبب رکھا تھا، حضرت عباؤہ کو فکر تھی
 کہ کسی صورت سے یہ گھر بھی شرک سے پاک ہو، موقع پا کر اندر گئے اور بت کو لیو لے
 سے توڑ ڈالا، کعب کو ہدایت غیبی ہوئی، اور وہ جمعیت اسلام میں آئے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر انصار و مہاجرین میں برادری قائم کی تو حضرت
 ابو مرثد غنوی کو انکا بھائی تجویز فرمایا حضرت ابو مرثد نہایت قدیم الاسلام صحابی اور
 حمزہ بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے، اس بنا پر اس کا تعلق خود خاندان رسالت
 سے تھا،

سلسلہ مدین غزوہ بدر واقع ہوا، حضرت عباؤہ نے اس میں شرکت کی،
 اسی سنہ میں نبوتیقلع عبد اللہ بن ابی کے اشارے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغاوت پر
 آمادہ ہوئے، دربار نبوت سے جلا وطنی کا فرمان صادر ہوا، حضرت عباؤہ نے حلف کا
 دیرینہ تعلق ان لوگوں سے قطع کر دیا تھا، اخراج البلد کا کام بھی انھیں کے متعلق ہوا
 قرآن کی یہ آیت یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصارى اسی واقعہ
 کے متعلق نازل ہوئی تھی،

لے زر قانی صفحہ ۱۰۳ جلد ۱، ذہبہ الارزانی الاسامی و مناقب لانیار قلمی ورق صفحہ ۱۲۳، طبع ۱۳۵۲ھ، تعلیم جزیرہ منجلی

شاہد عہد نبوت میں بیعت الرضوان کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، وہ اس بیعت میں بھی شریک تھے، خلافت صلیبی میں شام کی بعض لڑائیوں میں شریک تھے، خلافت فاروقی میں مصر کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو عمرو بن عاص نے حضرت عمرؓ کو مزید کمک کے لیے خط لکھا، حضرت عمرؓ نے ۴ ہزار فوج روانہ کی، جس میں ایک ہزار فوج کے حضرت عبادہؓ افسر تھے، اور جواب میں لکھا کہ ان افسروں میں ہر شخص ایک ہزار آدمیوں کے برابر ہے، یہ کمک مصر پہنچی تو عمرو بن عاص نے تمام فوج کو یکجا کر کے ایک پر اثر تقریر کی اور حضرت عبادہؓ کو بلا کر کہا کہ اپنا نیزہ مجھ کو دیکھئے، خود سر سے عمامہ اتارا اور نیزہ پر لگا کر اداں کو حوالہ کیا کہ یہ سپہ سالار کا علم ہے، اور آج آپ سپہ سالار ہیں، خدا کی شان کہ پہلے ہی حملہ میں شہر فتح ہو گیا،

ملکی خدمات، امداد ملکی کے سلسلہ میں تین چیزیں قابل ذکر ہیں، صدقات کی افسری فلسطین کی قضا اور جس کی امارت،

آنحضرت صلم نے اپنے اخیر عہد میں صدقہ کے اعمال تمام اضلاع عرب میں روانہ کیے تھے، حضرت عبادہؓ کو بھی کسی مقام کا عامل بنایا تھا، وصیت کے طور پر فرمایا کہ خدا سے ڈرنا، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن چوپائے تک فریادی ہو کر آئیں، انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم میں دو آدمیوں پر بھی عامل بننے کا خواہشمند نہیں،

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں فلسطین کا قاضی بنایا تھا، اس زمانہ میں یہ صوبہ امیر معاویہ کی ماتحتی میں تھا، کسی بات پر دونوں میں تکرار ہوئی، جس میں امیر معاویہ نے سخت کلامی کی تو انھوں نے کہا کہ آئندہ جہان تم ہو گے میں نہ ہوں گا، ناراض ہو کر

فلسطین سے مدینہ چلے آئے، حضرت عمرؓ نے دیکھا تو پوچھا کیوں؟ انھوں نے سارا قصہ دہرایا، فرمایا کہ آپ اپنی جگہ پر جائیے، دنیا آپ جیسے لوگوں سے قائم ہو، جہاں آپ لوگ نہ ہوں گے خدا اوس زمین کو خراب کر دیگا! اس کے بعد امیر معاویہ کو ایک خط لکھا کہ عبا وہ کو تمھاری ماتحتی سے الگ کرتا ہوں، قضا فلسطین کا یہ پہلا عہدہ تھا جو حضرت عباؓ کو تفویض ہوا، اسی زمانہ میں حضرت ابوعبیدہؓ نے کہ شام کے امیر تھے ان کو حص کا نائب بنایا، حص کے زمانہ قیام میں اونھوں نے لاؤقیہ فتح کیا اور اوس میں ایک خاص فوجی ایجاد کی، یعنی بڑے بڑے گڈھے کھدوائے جن میں ایک شخص مع اپنے گھوڑے کے چھپ سکتا تھا، یہ طریقہ آج یورپ میں بھی رائج ہے، (الذری فی فتح البیان صفحہ ۱۳۹) وفات، حضرت عباؓ وہ ۲۷ سال کا تھا، وفات سے پہلے بیمار رہے، لوگ عیادت کو آتے تھے، شداہن اوس کچھ آدمیوں کے ساتھ اون کے مکان پر آئے، پوچھا کیسا مزاج ہو؟ فرمایا خدا کے فضل سے اچھا ہوں،

وفات کے قریب مٹیا آیا اور درخواست کی کہ وصیت کیجیے، فرمایا مجھے اٹھا کے ٹھکانا، اس کے بعد کہا مٹیا! تقدیر پر یقین رکھنا، ورنہ ایمان کی خیریت نہیں!

اسی حالت میں ضابطی پہنچے، دیکھا تو استاد جان بلب تھا، آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اور بے تاب ہو کر زار و قطار رونے لگے، استاد شفیق نے رونے سے منع کیا، اور کہا کہ ہر طرح سے راضی ہوں، شفاعت کی ضرورت ہوگی تو شفاعت کروں گا شہادت کے لیے چاہو گے تو شہادت دوں گا، غرض ختی (الوسع تم کو نفع پہونچاؤں گا، اس کے بعد

فرمایا کہ جتنی حدیثیں ضروری تھیں، تم لوگوں تک پہنچا چکا، البتہ ایک حدیث باقی تھی
اوس کو اب بیان کیے دیتا ہوں، حدیث بیان کر چکے تو روح جسم کو دواعی کھڑے
رحمت میں پرواز کر گئی، یہ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کا واقعہ ہے،

دفن کے متعلق اختلاف ہے، ابن سعد نے رملہ لکھا ہے، دوسری روایتوں میں
بیت المقدس کا نام آیا ہے، اور لکھا ہے کہ ان کی قبر وہاں اب تک مشہور ہے، امام بخاری نے
فلسطین کو دفن قرار دیا ہے، لیکن اصل یہ ہے کہ فلسطین ایک صوبہ تھا جس کے رملہ اور
بیت المقدس اضلاع تھے،

حلیہ | حلیہ یہ تھا، ق و راز (ابالش طول تھا) بدن دوسرا رنگ طبع نہایت جمل تھے،
اولاد | اولاد کے نام یہ ہیں، ولید، عبداللہ، داؤد، ان میں سے ولید و بیٹے عبادہ،
اور یحییٰ اور یحییٰ کے لڑکے اسحاق، حدیث کے مشہور راویوں میں تھے،

فضل و کمال | حضرت عبادہؓ فضلاء صحابہ میں تھے، قرآن کا خاص فن تھا، انھوں نے
آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا، اسلام کا پہلا مدرسہ قرأت جو
عہد نبوی میں اصحاب صفہ کے لئے قائم ہوا تھا، انھیں کے زیر ریاست تھا، اہل صفہ
جو صحابہ کبار تھے ان سے تعلیم پاتے تھے، یہاں قرآن کے ساتھ لکنا بھی سکھایا جاتا تھا،
چنانچہ بہت سے لوگ قرأت اور کتابت سیکھ کر یہاں سے نکلے تھے،

بعض تلامذہ کے رہنے سننے اور کھانے پینے کا انتظام بھی اُستاد کے متعلق ہوتا تھا
اس قسم کے بہت سے لوگ آتے تھے، ایک شخص کی نسبت مذکور ہے کہ ان کے گھر میں
رہتا تھا اور شام کا کھانا بھی ان کے ساتھ کھاتا تھا، مکان چاہے وہ فقیر کی تو ایک

مرویات کی تعداد آٹھ سہتی ہے، جس کے روایت کرنے والے اکابر صحابہ اور
 نبلا و تابعین ہیں، چنانچہ وابستگان نبوت میں انس بن مالک، جابر بن عبد اللہ، ابو
 امامہ، سلمہ بن محقق، محمود بن ربیع، مقدم بن معدیکرب، رفاعہ بن رافع، ادش بن
 عبد اللہ ثقفی، شریک بن حسنہ، اور تابعین باحسان میں عبد الرحمن بن عسیلہ ضابطی، حطان
 بن عبد اللہ رقاشی، ابوالاشعث صفانی، جبیر بن نصیر، جناد بن ابی امیہ، اسود بن تلیبہ
 عبد اللہ بن محیریز، ربیع بن ناجد، عطاء بن یسار، قیسہ بن ذویب، نافع بن محمود بن یحییٰ
 یعلیٰ بن شداد بن اوس، ابوسلمہ خولانی، ابوادریس خولانی، اس مخزن علم سے نفعیاب
 ہو سکتے ہیں،

فقہین کمال علی سلم تھا، اور تمام صحابہ اس کا اعتراف کرتے تھے، شام کے مسلمانوں کو
 قرآن اور فقہ کی تعلیم کی ضرورت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اس کام کے لیے انھیں کو
 انتخاب کیا،

امیر معاویہ نے طاعون عمو اس کا خطبہ میں ذکر کیا، تو کہا کہ مجھ سے اور عبادہ سے
 اس سلسلہ میں گفتگو ہو چکی ہے، لیکن بات وہی ٹھیک۔ مثنیٰ جوادھون نے ان کی مثنیٰ، تم لوگ
 ان سے فائدہ اٹھاؤ، کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں۔

جنادہ حضرت عبادہؓ سے ملاقات کو گئے تو بیان کرتے ہیں کہ
 وکان قد تفقه فی دین اللہ وہ دین اتی بن فقیہ تھے۔

اخلاق و عادات، امرار کے مقابلہ میں حقلوئی، حضرت عبادہؓ کے تابع غلست کا طرہ
 رہی ہے، وہ نہایت جوش سے اس فرض کو ادا کرتے تھے، شام گئے اور وہاں بیت و شمار
 میں شرعی نمایاں، لیکن، تو ایک خطبہ دیا جس سے تمام مہاجرین چل پڑے، امیر معاویہ

موجود تھے، بولے کہ عبادہؓ سے آنحضرت صلیم نے یہ نہیں فرمایا تھا، اب اون کے پیش کو
کون روک سکتا تھا، فرمایا کہ مجھے معاویہ کے ساتھ رہنے کی بالکل پروا نہیں، میں گواہی
دیتا ہوں کہ آنحضرت صلیم نے یہ ارشاد فرمایا تھا،

یہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا واقعہ تھا، لیکن عہد عثمانی میں امیر معاویہ نے
دوبارہ خلافت میں شکایت لکھی کہ عبادہؓ نے تمام شام کو بگاڑ رکھا ہے، یا ان کو مدینہ بلائیے
یا میں شام چھوڑ دوں گا، امیر المومنین نے جواب میں لکھا کہ اون کو یہاں روانہ کر دو،
مدینہ پہنچ کر سیدھے حضرت عثمانؓ کے کاشانہ میں پہنچے، مکان میں صرف ایک شخص تھا
جو مہاجر اور تابعی تھا، لیکن باہر بہت سے لوگ جمع تھے، اندر جا کر ایک گوشہ میں بیٹھ گئے،
حضرت عثمانؓ کی نظر اٹھی تو عبادہؓ سامنے تھے، پوچھا کیا معاملہ ہے؟ پیکر متو اب بھی
راستگوئی کا وہی جذبہ رکھتا تھا، کھڑے ہو کر جمع سے مخاطب ہوا، کہ رسول اللہ صلیم نے
فرمایا ہے کہ میرے بعد امراء منکر کو معروف اور معروف کو منکر سے بدل دیئے، لیکن معصیت میں
طااعت جائز نہیں، تم لوگ بدی میں ہرگز آلودہ نہ ہونا،

حضرت ابو ہریرہؓ نے کسی بات میں دخل دیا، تو فرمایا کہ جب ہم نے آنحضرت صلیم
سے بیعت کی تھی، تم اوس وقت موجود نہ تھے، (پھر تم ناحق بیعت میں پڑتے ہو) ہم نے
آنحضرت صلیم سے ان شرائط پر بیعت کی تھی، کہ چستی اور کالی میں آپ کا کہنا مانیں گے،
فراخی اور تنگی میں مالی امداد دیں گے، اچھی باتیں پہونچائیں گے، بُری باتوں سے روکیں گے
بیع کہنے میں کسی سے نہ دین گے، آنحضرت صلیم شرب تشریف لائیں گے تو نہ دکرین گے
اور جان اور آل اولاد کی طرح آپ کی نگہبانی کریں گے، ان سب باتوں کا صلہ خبت کی

صورت میں دیا جائیگا، پس ہم کو ان باتوں پر پورے طور سے عمل کرنا چاہیے، اور جو نہ کرے وہ اپنا آپ ذمہ داری،

اس فرض امر معروف کو وہ راستہ چلتے بھی ادا کرتے تھے، ایک دفعہ کسی سمت جا رہے تھے، عید الشہین عبا و رزقی کو دیکھا کہ چڑیاں پکڑ رہے ہیں، چڑیا ہاتھ سے چھین کر اڑا دی اور کہا بیٹا یہ حرم میں داخل ہو، یہاں شکار جائز نہیں،

حب رسول کا یہ عالم تھا کہ بیعت کرنے بعد ۲ مرتبہ مکہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو کوئی غزوہ اور واقعہ ایسا نہ تھا جس کی شرکت کاشف انہیں حاصل نہ ہوا ہو، انہیں وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے خاص انسیت تھی، ایک مرتبہ وہ بیمار پڑے تو خود سردار دو عالم عیادت کو آیا، انصار کے کچھ لوگ ہمراہ رکاب تھے، فرمایا جانتے ہو شہید کون ہے؟ لوگ خاموش رہے، حضرت عباؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ ذرا مجھے لکھنے لگا کر بٹھاؤ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا جواب دیا کہ جو مسلمان ہو، ہجرت کرے، اور معرکہ میں قتل ہو، آپ نے فرمایا نہیں، اس صورت میں تو شہیدوں کی تعداد بہت کم ہوگی، قتل ہونا، ہیضہ ہونا، غرق آب ہونا، اور عورت کا رچکی میں مرجھانا یہ سب شہادت میں داخل ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل ہوئے تو صبح و شام دیکھنے جاتے تھے، آپ نے اسی حالت میں ان کو ایک وعابتائی اور فرمایا کہ جھکو جب رکعتیں علیہ السلام نے تائین کی تھیں،

حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ

نام نسب | عبداللہ نام، ابو محمد کنیت، شاعر رسول اللہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے،
عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امر القیس بن عمرو بن امر القیس الاکبر بن مالک
الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر والدہ کا نام کبشہ بنت
واقد بن عمرو بن اطنابہ تھا، اور خاندان حارث بن خزرج سے تھیں جو حضرت عبداللہؓ
پر راہی تھا،

حضرت عبداللہؓ بڑے رتبہ کے شخص تھے، ان کے تذکرے میں ہے،
كان عظيم القدر في الجاهلية والاسلام | یعنی وہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں کبریاں تھے
الليلة العقبیٰ من مشق یہ اسلام ہوئے، اور بنو حارثہ کے نقیب بنائے گئے،
غزوات اور دیگر حالات | حضرت مقداد بن اسود کندی سے سلسلہ انوث قائم ہوا،
بدین شریک تھے، اور غزوہ ختم ہونے کے بعد اہل مدینہ کو فتح کی بشارت انہیں نے
سنائی تھی، غزوہ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے رجز کے اشعار پڑھ رہے تھے،

اللحم لولا انت ما اهتدينا	ولا لقد قنا ولا صلينا
خداوند! اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم ہایت نہ پاتے	اور نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے
فانزلن سكتتنا علينا	وثبت الاقدام ان لا قينا
نہ تو اپنی تسکین تازل فرما	اور ہمارے پاؤں کو ثابت قدم رکھ
الان الاولیٰ قد بغوا علينا	اذا اسادوا فنته ابينا

جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے جب وہ قتلہ کا ارادہ کریں گے تو ہم اسکا انکار کریں گے

حدیبیہ اور بیت الرضوان میں بھی موجود تھے،

اسیر بن زرارہ یہودی اہل ابرافہ کے بعد خیبر کا حاکم بنایا گیا تھا، اور اسلام کی

عداوت میں اس کا پورا پیشینہ تھا پھر اس نے غطفان میں دورہ کر کے تمام قبائل کو

آباد کیا، آنحضرت صلعم کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو رمضان ۳۳ھ میں عبداللہ

بن رواحہ کو ۳۰ آدمیوں کے ساتھ خیبر روانہ فرمایا، عبداللہ خفیہ طور سے اسیر کے تمام

حالات معلوم کیے اور آنحضرت صلعم کو خبر دہی، آپ نے اس کے قتل کے لیے

عبداللہ بن رواحہ کو مقرر فرمایا، اور ۳۰ آدمی ان کی ماتحتی میں دیے،

عبداللہ اسیر سے ملے تو کہا کہ ہم کو امان دو، تم سے ایک بات کہنے آئے ہیں،

بولا کہو، حضرت عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے، اور

دن کا ارادہ ہے کہ تم کو خیبر کا رئیس بنادیں، لیکن اس کے لیے خود تمہارا دینیہ چلنا ضروری ہے،

وہ باتوں میں آگیا اور یہودیوں کو لیکر ان کے ساتھ بولیا، راستہ میں انھوں نے

ہر یہودی پر ایک مسلمان کو متعین کیا، اسیر کو کچھ شک ہوا اور اس نے پلٹنے کا ارادہ

ظاہر کیا، مسلمانوں نے دھوکہ بازی کے جرم میں سب کی گردنیں اڑا دیں، اور یہی ہوا

طوفان یحییٰ و یونسؑ،

یہودیوں کے لیے، آنحضرت صلعم نے پہلوں کا اندازہ لہنے کے لیے انہیں کو

وانا یاقدا،

عزیرۃ الہیۃ، ظاہر ہے کہ تشریف لے گئے، تو وہ انٹ کی ہمار پکڑے تھے،

طہ لہجات، باب ۱، صفحہ ۱۰۰

اور یہ شعر پڑھ رہے تھے،

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ خلوا فکل الجنۃ صبح رسولہ

کفار ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ کیونکہ تمام بھلائی انھیں کے ساتھ ہیں

نہن صر بنا کہ علی تاریلہ کا صر بنا کہ علی تنزیلہ

ہم نے تم کو قرآن کی تاریل اور تنزیل پر مارا ہے جس سے سر و ہڑ سے الگ ہو گئے ہیں

صر با یزید الہام عن مقیلہ و یزید ہل الخلیل عن خلیلہ و یارب انی موحن بقیلہ

اور دوست و دوستی بھول گئے ہیں خدایا میں آنحضرت کے اقوال پر ایمان رکھتا ہوں

حضرت عمرؓ نے کہا نہ نہ خدا کے حرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شعر پڑھتے ہو، آنحضرت

بڑے عمر! میں سن رہا ہوں، خدا کی قسم ان کا کلام کفار پر تیر و نشتر کا کام کرتا ہے، اسکے بعد

ان سے فرمایا کہ تم یہ کہو لا الہ الا اللہ وحدہ، نصر عبدہ، واعز جندہ و ہنم

الاحزاب وحدہ ابن رواحہ نے کہا تو تمام صحابہ نے آواز ملا کر ادا کیا جس سے

مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں،

غزوہ موتہ اور شہادت ام جواہی الادوی شہ میں غزوہ موتہ ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بصری کے رئیس کے پاس ایک نامہ بھیجا تھا، راستہ میں موتہ ایک مقام ہی، وہاں

ایک غسانی نے نامہ بر (سفیر) کو قتل کر دیا، سفیر کا قتل اعلان جنگ کا پیش خیمہ ہوتا ہے

اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو ۳ ہزار آدمی زید بن حارثہ کی زیر امارت موتہ

روانہ کیے، اور یہ فرمایا کہ زید قتل ہو جائیں تو جعفر امیر لشکر ہیں، اور ان کے بعد ابن واہ

سوار ہیں، اور اگر وہ بھی قتل ہوں تو جس کو مسلمان مناسب سمجھیں امیر بنالین،

لے طبقات ابن سعد صفحہ ۸۸ و کتب رجال،

لشکر طیارہ اور تینتہا لوداع تک آنحضرت صلعم نے خود مشایعت کی، رخصت کے وقت اہل مدینہ نے یک زبان ہو کر کہا کہ خدا آپ لوگوں کو صحیح سالم اور کامیاب واپس لائے، حضرت ابن رواحہؓ کی یہ آخری ملاقات تھی، رونے لگے، لوگوں نے کہا رونے کی کیا بات ہو؟ کہا مجھے دنیا کی محبت نہیں، لیکن رسول اللہ صلعم سے سنا ہو کہ ان منکم الا وادھا، کان علی راسک حتما مقضیا (یعنی شخص کو جہنم میں جانا ہی اس بنا پر یہ فکر ہو کہ میں جہنم میں داخل ہو کر نکل بھی سکوں گا؟ سب نے تسکین دی اور کہا کہ خدا آپ سے پھر ملا دے گا، اس وقت حضرت ابن رواحہؓ نے فرمایا،

لَقَدْ اسْتَأْذَنَ الرَّحْمَنُ مَغْفِرَةً
وَضَرَبَ ذَاتَ فَرْغٍ لَقَدْ ذُكِّرَ
لَیْکُمْ مِّنْ خُدَاةٍ مَّغْفِرَةٌ اَوْرَیْکُمْ
وَالْطَّعْنَةُ بَیْدِی حَرَامٌ مَّحْجَرٌ
بِحِجْرَةِ تَقْضِی الْاِحْشَاءِ وَالْاَلْبَدَا
یَا اَیْکُمْ نِزْوَةٌ جَوَّجَتْ کَکْ جَبَّحَ جَاوَتْ

حتی یقولوا اخذ اسرار علی جدتی
یا اسرشد اللہ من غار وقد شددا
یہا تک کہ قبر پر گزرنے والے پکارا اُمین کہ کیسا اچھا غازی تھا

اس کے بعد آنحضرت صلعم سے ملنے آئے، آپ نے الوداع کہا، اودھر مدینہ سے مسلمان روانہ ہوئے، اودھر دشمن کو خیر ہو گئی، اس نے ہر قتل کو خیر کر کے ۲ لاکھ آدمی بیع کر کے، مسلمانوں نے شام پہنچ کر معان میں دو رات قیام کیا، اور یہ رائے قرار پائی کہ رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع دینی چاہیے، عبد اللہ بن رواحہؓ نے نہایت دلیری سے کہا کہ کچھ پروا نہیں، ہم کو لڑنا چاہیے، چنانچہ معان سے چل کر موتہ میں پڑاؤ والا، اور یہاں مشرکین مقابلہ ہو گیا، مسلمان صرف ۳ ہزار تھے، اور مشرکین کی طرف آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا،

میدان کا زرار گرم ہوا پہلے زید بن حارثہ نے گھوڑے سے اتر کر آتش جنگ مشتعل کی،
اور نہایت جانبازی سے مارے گئے، پھر جعفر نے علم اٹھایا اور نہایت بہادری سے شہادت
حاصل کی، اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے،

یا نفس ان لم تقتلی تموتی ان تلمی الیوم فلی تفتی
اے نفس اگر قتل نہ ہوا تو بھی مرے گا اگر آج باقی ہے تو آئندہ فوت ہوگا
او تبتی فطال ما عوفت

یا عافیت کی درازی میں تیری آزمائش ہوگی

ہذا حیاض الموت فقد خلعت
اسیئے موت کے حوض خالی ہو رہے ہیں اور جو تیری تنہائی میں رہی ہے
و ما تمیت فقد اعطیت
پھر کہا اے نفس! بیوی، بچے اور مکان کا خیال بفضل ہو، وہ سب آزاد ہیں، مکان
اللہ اور رسول کا ہو، دل کو سمجھا کر جھنڈا اٹھایا اور حسب ذیل رجز پڑھتے ہوئے میدان
میں آئے،

یا نفس ما لك تکرهین الجنة
اے نفس جنت میں جانے سے کراہیت کیوں ہے
اقسم بالله لتنترن لـــــــ
خدا کی قسم تو ضرور داخل ہوگا
طالعة او لتکرهین
خداہ برضا و رغبت خواہ جبر سے
قل انت الانطفة فی شمس
تو شمس کا من پانی (جو لوگوں کی پیاس بجھانے کیلئے ہے)
قد اجلب الناس وشدوا الرماح
اب لوگ پیاس میں اور بیخ چنچ کر فریاد کر رہے ہیں
نیزہ لیکر حملہ کیا، اسی اثنا میں ایک کا قرفہ اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ لوگوں کے

درمیان پھڑکنے، خون چہرہ پر ملا، اور یکبار مسلمانوں! اپنے بھائی کے گوشت کو سچا،
یہ سنکر تمام مسلمان ان کو گھیرے مین لیکر مشرکین پر لوٹ پڑے، اور روح مطہر ملا را علی کو
پر واز کر گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون،

شہادت سے قبل موتہ میں ایک شب یہ اشعار پڑھ رہے تھے،

اذا ویتقی وچملت رحلی مسیرۃ اربع بعد الحاء
فتناک فانعمی وخلص ذم ولا ارجع الی اہلی ورائی
وجاء المومنون وخلقونی بارضی الشام شہور الشراء
ورحک کل ذی نسب قریب الی الرحمن منقطع الا خاع
هنا لا لا ابالی طلع لعل ولا نخل اسافلہا ساوا ع

زید بن ارقم نے سناتوڑنے لگے، انھوں نے ورہ اٹھایا اور کہا اس میں تمہارا کیا نقصان
خدا جملہ شہادت نصیب کرے گا، تم آرام سے گھر جانا،

آنحضرت صلعم کو وحی کے ذریعہ سے دم و دم کی خبریں مل رہی تھیں، اور آپ
جمع کے سامنے بیان کر رہے تھے، حضرت جعفرؓ کی خبر بیان کر کے خاموش ہو گئے، انصار
آپ کی خاموشی سے سمجھ گئے کہ شاید ابن رواحہ شہید ہوئے، تھوڑی دیر سکوت کے بعد
باویدہؓ پر نرم فرمایا کہ پھر ابن رواحہؓ نے شہادت پائی، انصار اس خبر تک متحمل ہو سکتے
تھے تاہم آہ و زاری اور نالہ و فریاد کے بجائے صرف حقیقی حزن و ملال پر اکتفا کیا گیا کہ
یہ بھی اُس شہید ملت کی ایک وصیت تھی،

ایک مرتبہ بیہوش ہو گئے تھے، بہن نے جن کا نام عمرہ تھا نوہ کیا کہ بائس میرا
پھاڑ، مائے ایسا، مائے ویسا، اتفاقہ ہوا تو فرمایا کہ جو کچھ تم کہہ رہی تھیں مجھ سے اس کی

تصدیق کرائی جاتی تھی کہ کیا تم ویسے تھے؟ اس بنا پر وفات کے وقت سب نے صبر کیا،
صحیح بخاری میں ہر فلکامات لہر قبلت علیہ یعنی جب انھوں نے شہادت
پائی تو نوحہ اور بین نہیں کیا گیا۔

اولاد، جیسا کہ اوپر گزر چکا موتہ روانہ ہوتے وقت بیوی بچے موجود تھے، لیکن صاحب
اسد الغابہ لکھتے ہیں فقتل ولہ لعیقہ یعنی ان سے نسل نہیں چلی،

ان کی بیوی کے متعلق استیعاب میں عجیب قصہ منقول ہے، انھوں نے ایک
خاص بات پر ان سے کہا کہ تم اگر پاک ہو تو قرآن پڑھو، اوس وقت ابن رواحہ کو عجیب
چال سوچھی، اور بروقت چند اشعار پڑھے، جب تک ترجمہ یہ ہے،

”میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے،

اور عرش پانی بچے اوپر تھا، اور عرش پر جہان کا پروردگار،

اور اس عرش کو خدا کے مضبوط فرشتے اٹھاتے ہیں،

چونکہ وہ قرآن نہیں پڑھی تھیں، سمجھیں کہ آیتیں پڑھ رہے ہیں، بولیں کہ خدا سچا ہے
اور میری نظر نے غلطی کی تھی، میں نے ناحق تم کو تہمت لگائی، زن و شوئی کے تعلقاً بھی
کیسے عجیب ہوتے ہیں، لونڈی سے ہم بڑی کرنے پر بیوی کے غیظ و غضب سے بچنے کا حضرت
عبداللہؐ نے یہ طرز اختیار کیا،

فصل دیکال، عنوان بالاین و چیزین قابل ذکر ہیں، کتابت اور شاعری،

آنحضرت صلعم کے کاتب تھے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ لکھنا کب سیکھا تھا، شاعری میں

لے ویکو صحیح بخاری صفحہ ۶۱۱ و ۶۱۲، واسد الغابہ صفحہ ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸، و طبقات ابن سعد صفحہ ۹۲

د ۹۳، لے اسد الغابہ صفحہ ۵۹ و ۶۰، جلد ۲، استیعاب ۳۶۲ جلد ۱،

مشہور تھے، اور دربار رسالت کے شاعر تھے، کفر پر مشرکین کو عار دلانا انکا موضوع تھا،
صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں،

» دربار نبوی کے شعراء حسان بن ثابت، کعب بن مالک، اور عبداللہ بن رواحہ

تھے، تو کعب بن مالک کا فردن کو لڑائی سے ڈراتے تھے، اور حسان حسب نسب پرچوٹ کرتے تھے

اور عبداللہ بن رواحہ ان کو کفر کا عار دلایا کرتے تھے،

یعنی آنحضرت صلیم کے تین شاعر تھے، حسان، کعب، ابن رواحہ، اول الذکر نسب پر

طعن کرتے تھے، دوسرے لڑائی سے دھمکاتے اور تیسرے کفر پر غیرت دلاتے تھے،

شعری البدیہ کہہ سکتے تھے، ایک روز سجد نبوی کی طرف سے نکلے، آنحضرت صلیم

صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے، ان کو بلایا اور فرمایا مشرکین پر کچھ کہو، انھوں نے

اسی مجمع میں کچھ اشعار کہے،

آنحضرت صلیم نے سنا تو مسکرائے اور فرمایا خدا تم کو ثابت قدم رکھے،

حدیث میں چند روایتیں ہیں، جو ابن عباس، اسامہ بن زید، انس بن مالک

نعمان بن بشیر اور ابو ہریرہ کے واسطے سے مروی ہیں، خود آنحضرت صلیم اور حضرت

بلال سے روایتیں کیں،

اخلاق و عادات: نہایت زراہد، عابد اور متواضع تھے، آنحضرت صلیم فرماتے ہیں کہ خدا

عبداللہ بن رواحہ پر رحم کرے وہ انھیں مجلسوں کو پسند کرتے تھے جن پر فرشتہ فز کرتے ہیں، یعنی خدا کی

رحمت ہو ابن رواحہ پر وہ ایسی مجلسیں پسند کرتا ہی جس پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں،

حضرت ابو درداء کہتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں ابن رواحہ کو

یا نہ کرتا ہوں، وہ مجھ سے ملتے تو کہتے کہ آؤ تھوڑی دیر کے لیے مسلمان بن جائیں، پھر بیٹھ کر ذکر کرتے، اور کہتے یہ ایمان کی مجلس تھی،

ان کی بیوی کا بیان ہے کہ جب گھر سے نکلتے دو رکعت نماز پڑھتے، اور واپس آتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے تھے، اس میں کبھی کوتاہی نہیں کی،

ایک سفر میں اتنی شدید گرمی تھی کہ آفتاب کی تمازت سے لوگ سر وں پر ہاتھ رکھتے تھے، ایسی حالت میں روزہ کون رکھ سکتا ہو؟ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن رواحہ اس حالت میں بھی صائم تھے،

ہماؤ کا نہایت شوق تھا، بدر سے لیکر موتہ تک ایک غزوہ بھی ترک نہوا تھا، اسرار الرجال کے مصنفین اس ذوق و شوق کا ان الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں،

بینی عبد اللہ غزوے میں سب سے پیشتر جاتے اور

سب سے پیچھے واپس ہوتے تھے،

احکام رسول کی اطاعت پر ذیل کا واقعہ شاہد ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، ابن رواحہ نے سنا تو یہ ارشاد زبان پر تھا کہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ، مسجد کے باہر تھے، اُسی مقام پر بیٹھ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے تو کسی نے یہ خبر پہنچا دی، فرمایا،

خدا اور رسول کی اطاعت میں خداؤں کی

حرم اور زیادہ کرے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت تھی، اور آپ کو بھی اُن سے اُنس تھا،

لے ۱۵۵ الفنا بیفہ، ۱۵۵ جلد ۳ ص ۱۵۵ ص ۱۵۵ جلد ۱ ص ۱۵۵ جلد ۲ ص ۱۵۵ جلد ۴ ص ۱۵۵ جلد ۵ ص ۱۵۵

بیمار پڑے ایک دن بیہوش ہو گئے تو سرورِ عالم عیادت کو تشریف لائے،
 اور فرمایا خدا یا! اگر ان کی موت آئی ہو تو آسانی کر دے نہ شفا عطا فرما،
 آنحضرت صلم کی نفث میں شعر کہا کرتے تھے، اور یہ بھی حب رسول کا کرشمہ تھا،
 ایک شعر بہت ہی اچھا کہلے اور وہ یہ ہے

”اگر آپ میں کھلی ہوئی نشانیاں نہ بھی ہوں، جب بھی آپ کی صورت غور و رسالت

دیکھنے کیلئے کافی تھی“

جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن ابی کی مجلس میں بیٹھے تھے،
 آنحضرت صلم اُدھر سے گزرے تو سواری کی گرد اڑ کر اہل مجلس پر پڑی، ابن ابی نے
 کہا کہ گرد نہ اڑاؤ، آپ اُتر پڑے، اور توحید پر ایک مختصر تقریر کی، ابن ابی اب تک
 مشرک تھا بولا، یہ بات ٹھیک نہیں، جو کچھ آپ کہتے ہیں اگر حق ہو تو یہاں آکر ہم کو
 پریشان کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ جو آپ کے پاس جائے اوس کو خوشی سے ایمان
 کی دعوت دے سکتے ہیں، عبداللہ بن رواحہؓ کو جوش آگیا، بولے یا رسول اللہ!
 آپ ضرور فرمائیں، ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں،

حضرت عاصم بن ثابت بن ابی اقلح

نام و نسب، عاصم نام، ابوسلمان کنیت، قبیلہ اوس بن ہن، نسب نامہ یہ ہے، عاصم بن ثابت بن قیس بن اقلح بن عصمتہ بن نعمان مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس، اسلام، ہجرت سے قبل اسلام لائے،

غزوات، بدر میں شریک تھے، آنحضرت صلعم نے پوچھا کیونکر لڑو گے؟ تیرا کمان لیکر اُٹھے اور کہا کہ جب ۲۰۰ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، تو تیرا رون گا، اس سے قریب ہوں گے تو نیزہ اور نیزہ دیکھ کر ہوں گے تو تلوار کا وار کروں گا، آنحضرت صلعم نے فرمایا لڑائی کا یہی قاعدہ ہے، تم لوگ اسی طرح لڑنا،

اس غزوہ میں انھوں نے عقبہ بن معیط کو قتل کیا جو قریش میں نہایت ذمی رتبہ سمجھا جاتا تھا، غزوہ احد میں مسافع بن طلحہ اور حارث بن طلحہ کو تیرا کر قتل کیا، اور کہا لو میں ابن ابی اقلح ہوتا، ابو عذہ جی گرفتار ہو کر آیا تو آنحضرت صلعم نے حیلہ و فریب کی پاداش میں ان کے حوالہ کیا، انھوں نے اوس کی گردن اڑا دی،

صفر ۳۳ھ میں آنحضرت صلعم نے ان کی ماتحتی میں دس آدمی دیکر جاسوسی کے لیے روانہ کیا، عسفان اور مکہ کے درمیان پھرے ایک مقام پر، وہاں پہنچے تو بنو نجیان نے خبر ہو گئی، اوس نے تلوار انداز بھیجی کہ مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روک دین، صحابہ کے

پاس مدینہ کے خرمے تھے، اون کی گھلیاں راستہ میں پڑی تھیں، تیر اندازوں نے کہا یہ ضرور شرب کے چھوٹے ہیں، عاصم کو اون کی آمد کا پتہ چلا، تو اپنے ساتھیوں کو لیکر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے، ان لوگوں نے آکر محاصرہ کر لیا، اور کہا نیچے اتر آؤ تو جان بخشی کی جائے گی، عاصم نے کہا مسلمانو! میں کسی کا زکے ذمہ نہ رہوں گا! پھر فرمایا: رسول اللہ کو ہماری خبر کر دے،

شہادت، اکفار نے یہ دیکھ کر تیر بربسا نا شروع کئے، جس سے حضرت عاصم نے سات آدمیوں کے ساتھ شہادت پائی،

قریش کو ان کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت غصہ ہوئے کہ عقبہ ابن ابی معیط کا قاتل دنیا سے اٹھ گیا، آدمی بھیجے کہ اون کے جسم کا کوئی حصہ لا کر دکھائیں، مصنیف استیعاب کا بیان ہو کہ ان کے جسم کو جلا کر قریش، آتشِ اتمام کو سرور کرنا چاہتے تھے،

عقبہ کے ساتھ طلحہ کے دو بیٹوں کو بھی انھوں نے قتل کیا تھا، ان کی مان نے جس کا نام سلاقہ تھا منت مانی کہ عاصم کا سر لٹکا تو کھوپڑی میں شراب پیون گی! قریش کو تجارت کا موقع ملا، کہ اس کے ہاتھ عاصم کا سر فروخت کریں، عاصم نے خدا سے دعا کی تھی کہ مجھے کوئی مشرک نہ چھوئے، اور نہ میں انہیں سے کسی کو مس کروں گا، یہ لوگ وہاں پہونچے، تو کثرت سے شہد کی مکیان دیکھیں، لاش کے اٹھانے میں کامیابی نہ ہوئی، تو مشورہ کیا کہ رات کو جب مکیان نہ ہوں گی، اس وقت سر کاٹینگے، اتفاق یہ کہ خوب بارشیں ہوئی اور اوس نے سیلاب کی

شکل اختیار کر لی، اور حضرت عائشہؓ کا جسد اطہر اسی میں بہ گیا،

اولاد، الرط کے کا نام محمد تھا، عرب کا مشہور شاعر احوص انھیں کا بیٹا تھا۔

حضرت عائشہؓ کی بہن جمیلہ حضرت عمرؓ کو منسوب تھیں، عائشہ بن عمر انھیں کے
بطن سے تولد ہوئے تھے،

اخلاق، اجوش ایمان، حب رسول، پاکیزگی، اور بہادری کے عظیم الشان اوصاف

حضرت عائشہؓ کی سیرت کے جلی عنوانات ہیں، چنانچہ ان تمام باتوں کی تفصیل اوپر

گزر چکی ہے،



حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام

نام و نسب | عبداللہ نام، ابو جابر کنیت، بنی سلمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارہ بن ینید بن ہشتم بن خزرج، قبیلہ سلمہ میں نہایت ممتاز شخص تھے،

بعثت نبوی کے تیرھویں سال ایام حج میں اہل مدینہ کا ایک قافلہ جو تعداد میں ۵۰۰ آدمیوں پر مشتمل تھا، مکہ چلا، عبداللہ بھی اوس میں شامل تھے، اور اوس و خزرج کے وہ افراد جنہوں نے مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور خفیہ مسلمان تھے وہ بھی ساتھ تھے، کسی نے عبداللہ سے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر نیلے، آپ ہمارے سردار اور ہم میں نہایت معزز آدمی ہیں، بہتر ہے کہ آپ ہمارا ساتھ دیجیے، اور قدیم مذہب کو چھوڑ دیے، کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ آپ جیسا وحی رتبہ شخص جہنم کا ایندھن بنے،

عبداللہ پر ان باتوں کا خاص اثر پڑا اور صدق دل سے اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے،

اسلام | انھیں ایام میں بیعت عقبہ ہوئی، عبداللہ بھی شریک ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا فخر حاصل کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنو سلمہ کا نقیب بنایا،

کہ میرے باپ اور چچا کو ایک چادر میں کفن دیا گیا، لیکن دوسری کتابوں میں عمر بن
 محمود کا نام مذکور ہے جو حضرت عبداللہؓ کے بھائی نہیں بلکہ بہنوئی تھے،
 ۶ مہینہ کے بعد حضرت جابرؓ نے اس قبر سے نکال کر دوسری قبر میں دفن کیا،
 کان کے سوا تمام جسم سالم تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی دفن ہوئے ہیں،
 اس واقعہ کے ۴۶ برس کے بعد ایک سیلاب آیا جس نے قبر کھول دی، لاش
 بگنسنہ باقی تھی، یہ روایت موطا میں مذکور ہے،

اولاد حضرت جابرؓ کے علاوہ نو لڑکیاں چھوڑیں جن میں ۶ نہایت خردسال تھیں
 قرض، قرض بہت زیادہ تھا، صحیح بخاری میں اس کا تذکرہ موجود ہے، حضرت جابرؓ
 ادا کیا، اس کی تفصیل ہم حضرت جابرؓ کے حالات میں لکھ آئے ہیں،
 فضائل، مکارم و محاسن کے لحاظ سے حضرت عبداللہؓ جلیل القدر صحابہ میں داخل
 ہیں، بنو سلمہ میں اشاعت اسلام کے لئے انھوں نے جو کوشش اور گرمی ظاہر کی،
 اور پھر خدا کی راہ میں جس طرح اپنے کو قربان کیا، اس کا اعتراف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا،
 سنن نسائی میں ہے: **يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْصُرُ عَصَاخِيلَ**، اسی آل عمر بن حرم و سعد بن
 عبادہؓ "یعنی نہ تمام انصاریوں کو ہماری طرف سے جزائے خیر ہے، خصوصاً عبداللہؓ اور
 سعد بن عبادہؓ کو،

جامع ترمذی میں روایت آئی ہے کہ واقعہ اُحد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 جابرؓ کو زار و خستہ دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کی باپ قتل ہوئے، اور بہت سے بچے
 چھوڑ گئے ہیں، انھیں کس فکر و اندیشہ میں فرمایا، ایک خوشخبری سنو، خدا کی قسم بے پردہ

لہ بخاری صفحہ ۱۰۰ جلد ۱، مسند الشافعی جلد ۳، مسند غازی صفحہ ۱۰۰ جلد ۱،

گفتگو نہیں کرتا، لیکن تمہارے باپ سے بالمشافہ گفتگو کی، اور فرمایا جو مانگو دیا جائے گا،
 انھوں نے کہا میری یہ تمنا ہے کہ ایک مرتبہ دنیا میں جا کر پھر شہید ہوں، ارشاد ہوا کہ
 یہ کہاں ہو سکتا ہے؟ جو دنیا سے آتا ہے وہ واپس نہیں جاسکتا، عرض کی تو میری نسبت
 کچھ وحی بھیج دیجئے، اوس وقت آنحضرت صلیم پر یہ آیت نازل ہوئی، وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ
 قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ هُمْ أَحْيَاءُ خَالِدِينَ فِيهِمْ بَلْ لَّا تَعْلَمُونَ كَيْفَ يَحْكُمُ اللَّهُ
 مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں،

حضرت عبداللہ کے لیے اس سے زیادہ اور کیا چیز قابلِ فخر ہو سکتی ہے، کہ انکی
 وفات کو ۱۳۰ سال کی مدت مدید گزرتی ہے، تاہم انکا نام آج بھی زندہ ہے اور تا ابد
 زندہ رہے گا،

کشتگانِ پنجابِ تسلیم را ہزاران از غیب جانے یگرست

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی

نام و نسب، عبداللہ نام ہے، اور قبیلہ جلی سے ہیں جو خزرج کا نہایت معزز خاندان تھا،
سلسلہ نسب یہ ہے، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم
بن غنم بن عوف بن خزرج،

جلی سالم کا لقب ہے، جو اس خاندان کا مورث اعلیٰ تھا، وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا
پیٹ بہت بڑا تھا،

مالک نے کہ حضرت عبداللہ کا پردادا تھا قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت سلول
نامی سے شادی کی تھی، اس سے ابی پیدا ہوا، جو عبداللہ ابوجباب کا باپ ہے،
عبداللہ ابوجباب (جو ابن ابی ابن سلول کے نام سے مشہور ہے) قبیلہ خزرج کے
ممتاز ترین افراد میں تھا، اس کے اثر اور زہد و قوت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ
اسلام سے قبل مدینہ کا تاج و تخت اسی کے سپرد کرنے کی تجویز تھی، اوس و خزرج دیرینہ
عداوتوں کے سبب سے باہم سخت مختلف تھے، تاہم اس کے تحت نشین کرنے پر سب کا
اتفاق تھا، حضرت عبداللہ اسی عبداللہ کے فرزند ارجمند ہیں،

یہ عجیب بات ہے کہ ابن ابی، عقلمند و دراندیش، اور صاحب تدبیر ہونے کے
باوجود، شرف ایمان سے محروم رہا، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے، خلافت انہی
کی بنیاد قائم کی، تو رشتہ کی منافست کا عجیب منظر پیش تھا، ابن ابی اور اوس کے
چند بخیال اسلام کی اس ترقی کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے، جون چون رسول اللہ صلعم کا

اقتدار بڑھتا تھا، یہ گروہ اس کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کرتا تھا
آخر مسلمانوں کے غلبہ اور زور کی وجہ سے ابن ابی کو سرطاعت ختم کرنا پڑا،
اور اپنی جماعت کے ساتھ منافقانہ مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو گیا، اور منافقین کا
سرغنہ بنا،

اسلام، لیکن ابن ابی کا اثر اون کے بیٹے پر بالکل نہیں پڑا، وہ ہجرت سے قبل مسلمان
ہو چکے تھے،

غزوات، غزوہ بدر میں شریک ہوئے، احد میں آگے کے دو دانت جھینٹ لیا گیا تھا،
ٹوٹ گئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سونے کے دانت بنو، بعض لوگوں کا خیال
کہ ناک اڑ گئی تھی تو سونے کی ناک بنوائی تھی، لیکن یہ صحیح نہیں، مصنف اسد الغابہ
نے اس کی تصریح کر دی ہے،

غزوہ تبوک میں کہ سہ مہین ہوا، ایک انصاری اور مہاجر جری کے
جھگڑے میں ابن ابی نے کہا تھا لَنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لِيَخِيْرَ جَنْ الْعَرَبِ مِنْهَا
الاذل یعنی مدینہ پہنچ کر بلند پایہ لوگ، ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
خبر ہوئی، تو حضرت عمرؓ نے اٹھ کر کہا ”اگر اجازت ہو تو اس منافق کا سر اڑا دوں“
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی،

حضرت عبداللہؓ آئے اور کہا کہ میرے باپ نے آپ کو ذلیل کہا، خدا کی قسم
وہ خود ذلیل ہے، اس کے بعد کہا کہ اگرچہ تمام خزانچہ میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا
کوئی مطیع نہیں، تاہم اگر آپ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم دیجیے، میں قتل

۱۷ صبح بخاری صفحہ ۲۸ جلد ۲

کیئے دیتا ہوں، لیکن اگر کسی دوسرے مسلمان نے ان کو قتل کیا تو اپنے باپ کے قاتل کو
میں دیکھ نہیں سکتا، لا محالہ اوس کو قتل کروں گا اور ایک مسلمان کے مارنے سے جہنم کا
مستوجب ہوں گا، آنحضرت صلیم نے فرمایا میرا قتل کرنے کا بالکل ارادہ نہیں، لوگ
کہیں گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں،

حضرت عبداللہ آنحضرت صلیم سے گفتگو کر کے سڑک پر آکر کھڑے ہوئے،
ابن ابی نکلہ تو اونٹ سے اترے، اور کہا تم ازار کرو کہ میں ذلیل اور محمد عزیز ہوں ورنہ
میں آگے نہ بڑھنے دوں گا، سچھے آنحضرت صلیم تشریف لارہے تھے، باپ بیٹوں کی گفتگو
مُسکرا کر فرمایا ان کو چھوڑ دو، خدا کی قسم یہ جب تک ہم میں موجود ہیں ہم ان سے اچھا برتاؤ
کرینگے،

غزوہ تبوک کے بعد ابن ابی نے وفات پائی، حضرت عبداللہؓ اسے اور عرض کی
کہ اپنا قمیص اتار دیجیئے، میں اس میں اُن کو کفن دوں گا، اور اُن کے لیے استغفار کیجیئے
آنحضرت صلیم دو کرتے زیب تن کیئے تھے، حضرت عبداللہؓ نے نیچے کا کرتہ پسند کیا، کہ
آنحضرت صلیم کا پسینہ اسی میں جذب ہوتا تھا، ارشاد ہوا کہ جنازہ تیار ہو تو مجھے خبر
کرنا، میں نماز پڑھاؤں گا،

قبرین اُتارے جانے کے بعد رسول اللہ صلیم تشریف لائے، قبر سے نکلوا یا، اور
اپنے گھٹنوں پر رکھ کر قمیص پہنایا، اور لعاب دہن ملا، اس کے بعد نماز کے لئے کھڑے
ہوئے، حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ اس پر نماز پڑھیں گے، حالانکہ فلاں
روز اس نے یہ الفاظ کہے تھے، آنحضرت صلیم نے مسکرا کر فرمایا، جاؤ اپنی جگہ پر کھڑے ہو،

جب زیادہ اصرار کیا تو ارشاد ہوا کہ خدا نے مجھے اختیار دیا ہی، اگر، مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے میں اس کی مغفرت ہو جائے تو میں اس کے لئے تیار ہوں،

نماز سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر میں چند آیتیں نازل ہوئیں، جس میں ایک یہ تھی ولا تصل علی احد منہم مات ابدا یعنی ان کو گون کے جنازہ کی ہرگز نماز نہ پڑھو، وحی آئی نے حضرت عمرؓ کی تائید کی، تو اذن کو اپنی جسارت پر نہایت تعجب ہوا،

وفات، حضرت عبداللہؓ نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی، یہ ۱۲ھ ہجری کا واقعہ ہے،

فصل دہم، انصلا، صحابہ میں تھے، حضرت عائشہؓ ان سے حدیث روایت کرتی ہیں لکھنا جانتے تھے، اور کبھی کبھی وحی بھی لکھتے تھے،



حضرت عتبان بن مالکؓ

نام و نسب: عتبان نام، قبیلہ سالم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عمرو بن عوف بن خزرج، قبا کے قریب مکان تھا اور اپنے قبیلہ کے سرور تھے، اسلام آیا، ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے،

غزوات اور دیگر حالات: صاحب طبقات کے قول کے مطابق حضرت عمرؓ سے انوث تھی غزوہ بدر میں شریک تھے، جب نابینا ہو گئے تو باقی غزوات میں شرکت نہ کر سکے،

مسجد نبویؐ سالم کے امام تھے، مسجد اور مکان کے درمیان ایک سوادی پڑتی تھی، بارش ہوتی تو تمام پانی وہاں جمع ہو جاتا تھا، نظر کمزور تھی، پانی میں گھس کے مسجد تک جانا نہایت دشوار تھا، آنحضرتؐ صلعم سے عرض کی کہ ایسے وقت میں گھومین نماز پڑھتا ہوں آپ کسی روز میرے ہاں تشریف لا کر نماز پڑھیے، تو اسی کو سجدہ گاہ بنالون، فرمایا ہتھوڑے میں آؤں گا، دوسرے دن حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ تشریف لائے، اور اجازت لیکر اندر گئے، پوچھا تم کہاں نماز پڑھنا چاہتے ہو، انھوں نے وہ مقام جہاں ہمیشہ نماز پڑھتے تھے، بتا دیا، آنحضرتؐ صلعم نے دو رکعتیں ادا کیں، اس کے بعد تھوڑی دیر توقف فرمایا اور گوشت تناول کر کے واپس تشریف لائے،

نابینا ہونے پر آنحضرتؐ صلعم سے درخواست کی کہ اب مکان میں نماز پڑھ سکتا ہوں

ارشاد ہوا کہ اذان کی آواز پہنچتی ہی؛ چونکہ اذان سنتے تھے، اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی،

منصب امامت اخیر عمر تک قائم رہا، امیر معاویہ کے زمانہ میں ۳۵ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ ہوا تھا، محمود بن ربیع اس غزوہ سے واپس ہو کر مدینہ آئے، تو ملاقات ہوئی، انکا بیان ہوا کہ اس وقت بہت بوڑھے ہو گئے تھے، نابینا تھے اور اپنی مسجد کی امامت کرتے تھے،

وفات، اسی زمانہ میں اس سرسے فانی سے حلت فرمائی،

نفل و کمال، صحیحین، مسند ابن جنبل اور مسند ابو داؤد و طحاہی میں ان کی حدیثیں ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن اور حدیث سننے کے لیے خاص اہتمام کیا تھا، قبا میں رہنے کی وجہ سے مدینہ ۲-۳ میل دور پڑتا تھا، اس بنا پر حضرت عمرؓ سے یہ قرار دیا ہوا تھا کہ باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کریں، چنانچہ ایک دن عتبہ بن مدینہ آتے تھے اور تمام دن میں وحی یا اور خبریں جو کچھ ہوتیں حضرت عمرؓ تک پہنچاتے تھے، دوسرے دن حضرت عمرؓ آتے ان کو تمام واقعات بتاتے تھے،

ان کے مکان کا قصہ جو تمام حدیثوں میں مذکور ہے، حضرت انسؓ اسکو ”کنوز حدیث“ میں شمار کرتے تھے، اور اپنے بیٹے ابو بکرؓ کو اس کے یاد رکھنے کی تاکید کرتے تھے،

راویان حدیث میں حضرت انس بن مالکؓ، محمود بن ربیعؓ، ابو بکر بن انسؓ،

حسین محمد سالمیؓ ہیں،

اخلاق، تقدس اور حب رسول، مصحف اخلاق کے آیات مینا ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۔ مسند ابن جنبل صفحہ ۴۲ جلد ۱، ۲۔ صحیح بخاری صفحہ ۵۵ جلد ۱، ۳۔ ایضاً صفحہ ۱۰۱ جلد ۱، ۴۔ مسند صفحہ ۴۲ جلد ۲،

زمانہ میں کسی قوم کی امامت کرتا، کوئی معمولی واقعہ نہیں، معاذ بن جبل اور سالم مولیٰ ابی
 حذیفہ جیسے اساطین امت، مسجدوں کی امامت پر سرفراز ہوتے تھے، حضرت عثمانؓ
 کے لئے یہ شرف کیا کم ہو کہ عہد نبوت میں ان کو امامت کا لازوال فخر حاصل تھا،
 حب رسول میں یہ واقعہ کس درجہ حیرت انگیز ہے، نابینا اور معذور ہونے کے
 باوجود، صرف زمان نبوت کی وجہ سے مسجد جا کر نیچا گناہ ادا کرتے تھے، حضرت عثمانؓ نابینا
 ہو کر جماعت کے پابند تھے، آج ہم میں بہت سے آنکھوں والے نماز کے بھی پابند نہیں،
 فاعتبروا اولی الابصار،



حضرت عباد بن بشرؓ

نام و نسب، عباد نام، ابو بشر، ابو رافع کفیت، قبیلہ عبدالاشہل سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، عباد بن بشر بن ذکثن بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث ابن خزرج بن عمرو (نبت) بن مالک بن اوس، اسلام، مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر ایمان لائے،

غزوات اور عام حالات، ابو حذیفہ بن عتبہ سے براوری ہوئی، بدر میں شریک تھے، غزوہ

احد اور تمام غزوات و مشاہدین نمایان حصہ لیا،

کعب بن اشرف کے قتل میں محمد بن مسلمہ کے ساتھ شریک تھے، اور بھی چند

اشخاص تھے جن میں بعض کے نام یہ ہیں، ابو عبس بن جبر، ابو نائلہ سلکان بن سلامہ، حارث

ابن اوس بن معاویہ، اس واقعہ میں چونکہ غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی تھی، اور اسلام کے

ایک بڑے دشمن کا خاتمہ ہوا تھا، فرط مسرت میں چند شعر کہے ہیں، جن کو صاحب استیعاب

نے نقل کیا ہے،

اصل واقعہ ہم محمد بن مسلمہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں، ان اشعار سے اس کی

کسی قدر تفصیل معلوم ہوتی ہے، اور وہ یہ ہو کہ عباد بن بشر نے اس کو دو مرتبہ آواز دی،

اور کہا زور رہن رکھنے آئے ہیں، وہ جلدی سے باہر آیا، محمد بن مسلمہ نے گرون پکڑ کر

توار کا وار کیا، اور ابو عبس نے مار کر کونہ میں ڈال دیا، اس جماعت کی کل تعداد، ہ تھی،

سلسلہ میں خندق کا محاصرہ پیش آیا اس میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کا چند انصار کے ساتھ ہر رات کو پہرہ دیتے تھے،

حدیبیہ میں سلسلہ میں قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد شکر خالہ بن ولید کو ۲۰۰ سواروں کے ساتھ آگے بھیجا تھا، اس موقع پر عباد بن بشرؓ ۲۰ سواروں کے ساتھ خالہ کے سامنے پڑے تھے،

غزوہ طائف کے بعد محرم سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیم اور مرزنیہ میں صدقات کا عامل بنا کر بھیجا،

اسی سلسلہ میں نبی مصطفیٰ میں بھی عامل صدقات ہو کر گئے، اور دس روز ہر کر واپس آئے، یہاں صدقات وصول کرنے کے علاوہ اسلام کے مبلغ بھی تھے، یعنی قرآن پڑھاتے تھے، اور احکام شریعت کی تعلیم دیتے تھے، یہ تمام کام انھوں نے نہایت خوبی سے انجام دیئے، ابن سعد لکھتے ہیں،

فلما بعد ما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يضيع حقاً
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حکم دیا تھا اس سے ہر مو
 تجاوز نہیں کیا، اور کسی سے ناحق کچھ وصول بھی
 نہیں کیا،

غزوہ تبوک میں کہ سلسلہ میں ہوا، رات کو تمام لشکر کے گرد گشت لگاتے تھے پہرہ دینے والوں کی ایک خاص تعداد تھی اور یہ اون پر افسر بنائے گئے تھے،
 وفات، جنگ یمامہ میں کہ سلسلہ میں ہوئی، نہایت بہادری سے لڑ کر مارے گئے،
 اس وقت ۴۵ برس کا سن تھا، کوئی اولاد نہیں چھوڑی،

سہ طبقات ابن سعد صفحہ ۴۸، سہ ایضاً صفحہ ۶۹، سہ ایضاً صفحہ ۱۱۵، سہ ایضاً صفحہ ۱۱۶، سہ ایضاً صفحہ ۱۲۰،

فصل مکالمہ حضرت عباؤ کا برصحابہ میں تھے، اس بنا پر ان کی حدیثوں کا ہمارے پاس بڑا مجموعہ ہونا چاہیئے، لیکن اس کے خلاف ان سے صرف ۲ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک ابو داؤد میں مندرج ہے، لیکن اصل یہ ہے کہ اس وقت تک اشاعت حدیث کا وقت نہیں آیا تھا، صحابہ کثرت سے ہر جگہ موجود تھے، جو خود آغوش نبوت کے پرورہ تھے، اس بنا پر بیان روایت اور ترجیح حدیث کی ضرورت ہی مفقود تھی، اس کے ماسوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام عرب میدان جنگ بن گیا تھا، ہر طرف سے فتنے اٹھ رہے تھے، مدعیان نبوت کی الگ سازشیں تھیں، ایسے وقت میں ظاہر ہے کہ خامہ و قرطاس کی جگہ تیغ و علم زیادہ ضروری اور حسب مقتضایہ وقت تھے،

ان فرایض کے بعد جب کبھی سکون و اطمینان نصیب ہوتا، دوسرا فرض بھی ادا کرتے تھے، چنانچہ بنو مصطلق میں ۱۰ روز رہ کر قرآن مجید پڑھا اور شریعت کے تمام ضروری مسائل تلقین کیئے،

اخلاق، | جوش ایمان کا نظارہ غزوات میں معلوم ہوتا تھا، جاننا زمی اور سرفروشی کے ساتھ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حفاظت میں رات رات بھر پہرہ دینا اور دن کو شریک جہاد ہونا، وہ لازوال سعادت ابدی ہے جو بہت کم لوگوں کو میراقتی ہے، یہ شب بیداری میدان جنگ تک محدود نہ تھی، یوں بھی عبادت الہی میں رات کا بہت سا وقت صرف ہوتا تھا، ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے کان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد پڑھنے اُٹھے اور عباد کی آواز سنی تو فرمایا خدا ان کی مغفرت کرے، امام بخاری نے تاریخ میں اور ابوالفضل نے مسند میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ انصار میں میں شخص سب سے بہتر تھے، سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، عباؤ بن بشر،

حضرت عبداللہ بن عتیک

نام و نسب | عبداللہ نام، خاندانِ سلمہ نسب یہ ہے، عبداللہ عتیک بن قیس بن اسود
ابن مرہ بن کعب بن غنم بن سلمہ،
ہجرت | ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے،

غزوات | غزوہ بدر کی شرکت میں اختلاف ہے، احاد و باقی غزوات میں شرکت تھے
رمضان ۳۳ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار آدمیوں پر امیر بنا کر
ابورافع کے قتل کرنے کے لیے بھیج دیا تھا، ابورافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف
غطفان وغیرہ کو بھڑکا کر بڑا جتھا اکٹھا کر لیا تھا، یہ لوگ شام کے قریب قلعہ کے پاس
پہنچے، عبداللہ نے کہا کہ تم لوگ سین ٹھہرو، میں اندر جا کر دیکھتا ہوں، پھاٹک کے
قریب پہنچ کر چار اوڑھ لی، اور جاتہ مندوں کی طرح دبا کر بیٹھ گئے، دربان نے کہا
میں دروازہ بند کرتا ہوں، اندر آنا ہو تو آ جاؤ، اندر جا کر صطیل نظر پڑا، اُسی میں
چھپ رہے، ارباب قلعہ کچھ رات تک ابورافع سے باتیں کرتے رہے، اس کے بعد جب
اپنے گھروں میں جا جا کر سو رہے، سنا نا ہوا تو عبداللہ نے دربان کو غافل پا کر پھاٹک کھولا
اور ابورافع کی طرف چلے، وہ بالا خانہ پر رہتا تھا، اور بیچ میں بہت سے دروازے پڑتے
تھے، یہ جس دروازے سے جاتے اس کو اندر سے بند کر لیتے تاکہ شور ہونے پر کوئی ابو
رافع تک پہنچ نہ سکے، ان مراحل کے طے کرنے کے بعد ابورافع کا بالا خانہ نظر آیا،
وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایک اندھیرے کمرہ میں سو رہا تھا، انھوں نے پکارا

ابورافع! بولا کون؟ جس طرف سے آواز آئی تھی بڑھکر اُسی سمت تلوار ماری لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا وہ چلا یا، یہ فوراً باہر نکل آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گئے اور آواز بد لکر کہا ابورافع کیا ہوا؟ بولا ابھی ایک شخص نے تلوار ماری، انھوں نے دوسرا وار کیا، لیکن وہ بھی خالی گیا، اس مرتبہ اس کے شور سے تمام گھر جاگ اُٹھا، انھوں نے باہر نکل کر پھر آواز بدلی اور ایک فریاد رس کی طرح اندر جا کر کہا میں آگیا، گھبرانے کی کوئی بات نہیں، وہ چت لیٹا ہوا اٹھا، انھوں نے دیکھ لیا، اور اس کے پیٹ میں انگوٹھ سے تلوار کو پچی کہ گوشت کو چیرتی ہوئی ہڈیوں تک جا پہنچی، اس کا فیصلہ کر کے جلدی سے باہر بھاگے، عورت نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پائے، چاندنی رات تھی اور آنکھوں سے نظر کم آتا تھا، زینہ کے پاس پہنچ کر پیر پھسلا اور لڑکتے ہوئے نیچے آ رہے، پیر میں زیادہ چوٹ لگی تھی، تاہم اُٹھ کر عامہ سے پنڈلی باندھی اور اپنے ساتھیوں کو لیکر کوڑے کے ڈمیر دن میں چھپ رہے،

ادھر تمام قلعہ میں ہلچل پڑی ہوئی تھی، ہر طرف روشنی کی گئی اور حارث سہرا آدمی لیکر ڈھونڈنے کے لیے نکلا، لیکن ناکام واپس گیا، عبداللہ نے ساتھیوں سے کہا کہ اب تم جا کر رسول اللہ صلیم کو بشارت سناؤ، میں اپنے کانوں سے اس کے مرنے کی خبر سن کر آتا ہوں،

صبح کے وقت ایک شخص نے قلعہ کی دیوار پر بڑھ کر آواز بلند پکارا کہ ابورافع تاجر اہل حجاز کا انتقال ہو گیا، عبداللہ یہ سن کر نکلے اور بڑھ کر ساتھیوں سے جا ملے، اور مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلیم کو خوشخبری سنائی، آپ نے اوس کا پیرست مبارک سے مس کیا اور بالکل سچ

حضرت عبداللہ کے ساتھ چار آدمی اور بھی شریک تھے، ان کے نام یہ ہیں،
 عبداللہ بن انیس، ابو قتادہ، اسود بن خزامی، مسعود بن سنان،
 سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ۱۵۰ انصار پر افسر مقرر کر کے، بنو طے
 کا بت توڑنے کے لیے بھیجا تھا، اس میں جو کچھ پڑا اسباب اور گائے ہاتھ لگی تھیں،
 ان کے گران حضرت عبداللہؓ تھے،
 وفات، جنگ ۱۳ یا ۱۲ میں شہید ہوئے، یہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا،
 اولاد، ایک بیٹے تھے جن کا نام محمد تھا، مسند میں ان کی ایک حدیث موجود ہے،



حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ

نام و نسب | عباس نام، قبیلہ خزرج سے ہیں، فہشب نامہ پڑی، عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج،

اسلام | بیعت عقبہ میں شریک تھے، انصار بیعت کے لیے مجتمع ہوئے تو انھوں نے کہا، جانتے ہو، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز میں بیعت کرو گے؟ عرب و عجم کی جنگ پر، اس میں تم کو بہت سے خطروں کا سامنا ہوگا، ذمی اثر لوگ مارے جائیں گے، مال تلف ہوگا، پس اگر ان مشکلات کا مقابلہ کر سکو تو بسم اللہ بیعت کر لو، ورنہ بیکار دین و دنیا کی ندامت سر لینے سے کیا فائدہ؟ انصار نے پوچھا یا رسول اللہ! بیعت کر کے اگر ہم وعدہ وفا کریں تو کیا اجر ملے گا؟ ارشاد ہوا کہ جنت اسبب نے کہا تو پھر اتمہ پھیلائیے، بیعت ختم ہوئی تو عباس بن عبادہ نے کہا آپ چاہیں تو ہم یہیں میدان کارزار گرم کر دیں، فرمایا ابھی اس کی اجازت نہیں،

حضرت عباس بیعت کر کے مکہ میں مقیم ہو گئے، جب ہجرت کا حکم ہوا، مہاجرین کے ہمراہ مدینہ آئے، اس بنا پر وہ مہاجر بنی انصاری بن، مصنف اصحاب کے نزدیک وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمان یعنی اصحاب صفہ میں داخل تھے،

غزوات اور دیگر حالات | مدینہ آکر حضرت عثمان بن مظعونؓ سے کہ اکابر مہاجرین سے تھے

براوری قائم ہوئی،

بدین شریک نہ تھے،

وفات، غزوہ اُحد میں شریک ہوئے، اور لڑکر شہادت پائی،

اخلاق، جوش ایمان اور مثبت رسول کا نظارہ بیعت عقبہ میں بخوبی ہو چکا ہے،



حضرت عبداللہ بن زید

نام و نسب، عبداللہ نام، ابو محجہ کنیت، صاحب الاذان لقب، قبیلہ خزرج سے
ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبیدہ بن ثعلبہ بن زید بن
حارث بن خزرج،

والد جن کا نام زید بن ثعلبہ تھا صحابی تھے،

اسلام، ہجرت عقبہ میں شامل تھے،

غزوات اور دیگر حالات، اسلحہ ہرین تعمیر مسجد نبوی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے
طریقہ اعلان کے متعلق مشورہ کیا، صحابہ نے مختلف رائے دین، کسی نے کہا کہ علم بلند
کیا جائے، بعض کا خیال تھا کہ ناقوس بجا جائے، لیکن ناقوس میں نصاریٰ کی مشابہت
تھی، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے، تاہم اسی پر اتفاق ہوا اور
آپ نے اجازت دیدی، رات کو حضرت عبداللہ نے خواب دیکھا کہ ایک شخص
ناقرے لئے کھڑا ہے، پوچھا چو گئے؟ بولا کیا کرو گے؟ کہا نماز کے وقت بجائیں گے،
اوس نے کہا اس سے بہتر ترکیب بتانا ہوں اور اذان بتائی، صبح اٹھ کر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور اس بشارت غیبی کا ذکر کیا، فرمایا یہ خواب بالکل سچا
تم اٹھ کر بلال کو بتاؤ وہ اذان پکاریں، حضرت بلال نے اذان دی تو حضرت
عمرؓ گھڑے چاؤ گسیٹے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے بھی خواب
میں یہی الفاظ سنے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مسلمانوں کے اتفاق پر خدا کا

شکرا و اکیا،

اِذَا ن كے بے جماعت کھڑی ہوئی، بلا لڑ آقامت کہنا چاہتے تھے، حضرت
عبداللہؐ نے کہا اقامت میں کہوں گا،

حضرت بلالؓ کے اذان کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عبداللہؓ سے زیادہ بلند آواز تھے۔
چنانچہ صحیح ترمذی میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ حضرت عبداللہؓ سے فرمایا کہ تم بلالؓ کو وہ
الفاظ بتاؤ تو یہ بھی کہا،

فانہ اندی و آمد صوتا منک
 و اتم سے زیادہ بلند آواز ہیں

اس مقام پر یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ اذان جو حقیقت نماز کا دیباچہ اور اسلام کا شعار اعظم ہے، حضرت عبداللہ کی رائے سے قائم ہوئی، ہاتھ غیب کا رویہ حق، آنحضرت صلعم کا اس کو صحیح سمجھنا اور پھر مسلمانوں میں بالاجماع اس پر عمل درآمد کرنا یہ وہ فضیلت و شرف ہے، جس سے حضرت عبداللہ قابل رشک ٹھہرتے ہیں،

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت معلّم کو یہ مشورہ دیا تھا، چنانچہ صحیح بخاری سیاسی معلّم نے دیا لیکن اصل یہ ہے کہ اس میں اذان کے الفاظ کا ذکر تک نہیں، ابو داؤد میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے خواب کو میں دن چھپایا، جب جب بلالؓ نے اذان دی اُس وقت آنحضرت معلّم سے بیان کیا، ارشاد ہوا، تم پہلے سے خبر کیوں نہ دی، ہر عرفہ کی عیدِ شہادت کر چکے تھے، اسلئے مجھے شرم معلوم ہوئی، یہ روایت قطع نظر اس کے کہ حضرت عمرؓ کی فطرت کے بالکل مخالف ہے، خواہ حدیث کے بھی موافق نہیں، اذان کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں اذان میں

قد مشترک یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو جلسہ میں مشورہ کیا اور اسی میں ایک بات طے پاگئی، عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اقاوس بن جناد نے پایا تھا، رات کو انھوں نے خواب دیکھا اور فجر کے وقت اذان پکاری گئی، اس بنا پر عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث، ابن عمرؓ کی حدیث مندرجہ بخاری کی کو یا تفسیر و تشریح ہے، امام بخاریؒ کو بھی یہ حدیث معلوم تھی لیکن چونکہ ان کی شرائط کے لحاظ سے کم مرتبہ تھی صحیح میں درج نہ کی،

حقیقت یہ ہو کہ ان روایات سے کسی کے تقدم و تاخر کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے عمداً اس بحث سے گریز کیا ہے، ورنہ طبرانی کی روایت کے بموجب تو حضرت ابو بکرؓ نے بھی اذان کا خواب دیکھا تھا، امام غزالیؒ نے سیدہ میں لکھا ہے کہ دس شخصوں سے زیادہ اس میں شریک تھے، جیلی نے شرح تہذیب میں ۱۳ اشخاص کی تعیین کی ہے، مغلطائی نے بالکل صحیح لکھا کہ یہ تمام روایتیں ناقابل استناد ہیں، صرف عبداللہ بن زیدؓ اور بعض طرق سے حضرت عمرؓ کا قصہ، پایہ ثبوت تک پہنچا ہے لیکن ان دونوں صاحبوں میں بھی عبداللہ بن زیدؓ کی روایت متعدد طرق سے ثابت ہے اور صحابہ کی ایک جماعت نے ان سے اس قصہ کو نقل کیا ہے،

ان تمام روایتوں سے ثابت ہو گیا کہ اذان کا خواب خواہ کسی نے بھی پیشتر دیکھا ہو لیکن اسکی تعبیر جس ذات گرامی سے پوری ہوئی وہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ بن عبد ربیع تھے، اور اسی وجہ سے وہ صاحب اذان کے لقب سے مشہور ہوئے،

اس عظیم الشان فخر سے بہرہ اندوز ہونے کے بعد سعادت ابدی کی بہت سی

راہیں کشادہ تھیں، چنانچہ سلسلہ مدین غزوہ بدر پیش آیا، انھوں نے اس میں بھی شرکت کا شرف حاصل کیا، اس کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے،

غزوہ مکہ کی شاندار فتح میں بنو حارث بن خزرج کا علم انھیں کئے ہاتھ میں تھا،
حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے بکریان تقسیم کیں، یہ پاس کھڑے تھے،
ان کو کچھ نہ دیا لیکن پھر ایک لازوال دولت عطا فرمائی، آپ نے بال بنو اسے تھے،
کچھ ان کو عنایت کیئے باقی اور لوگوں میں تقسیم ہوئے، یہ بال جو مہندی سے رنگے ہوئے
تھے ان کے خاندان میں تبرکاً محفوظ رہے،

وفات، اسی سلسلہ میں ہجرت ۶۴ سال انتقال فرمایا، حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی،
بعض لوگوں کا خیال ہے کہ احد میں شہید ہوئے تھے، اور انکا ثبوت یہ ہے کہ عبداللہ کی
صاحبزادی جب حضرت عمرؓ کے ہاں گئیں تو کہا کہ میرے باپ بدرین شریک تھے
احد میں مارے گئے، حضرت عمرؓ نے کہا پھر جو مانگنا ہوا مانگو، انھوں نے کچھ مانگا اور کامیاب
واپس آئیں،

یہ حلیہ کی روایت ہے، لیکن مسند اور تمام کتب رجال اس کے خلاف شاہد ہیں،
اس بناء پر قابل قبول کیونکر ہو سکتی ہے، اس کے ماسوا یہ خیال حاکم کا ہے، اور انھوں نے
مسند رک میں خود اس کے خلاف رائے ظاہر کی ہے،

اولاد، ایک صاحبزادی تھیں جن کا اوپر ذکر ہوا، ایک بیٹے تھے انکا نام محمد تھا،
آنحضرت صلعم کے عہد میں پیدا ہوئے تھے،

فصل وکمال، امام بخاری نے لکھا ہے کہ ان سے صرف ایک حدیث اذان کے متعلق مروی ہے،

ترندی بھی اسی کی تائید کرتے ہیں، لیکن حافظ ابن حجر کو ۶، ۷ حدیثیں ملی تھیں، جن کو انھوں نے علیحدہ ایک جز میں جمع کر دیا تھا،

ان کے راویان حدیث کے زمرہ میں حسب ذیل نام ہیں، محمد، عبد اللہ بن محمد

سعید بن مسیب، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ،

اخلاق، | عسرت و تنگی میں خدا کی راہ میں صرف ایشیا نفس کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہو حضرت

عبد اللہ کے پاس بہت قلیل جائداد تھی، جس سے وہ اپنے بال بچوں کی پرورش کرتے

تھے، لیکن انھوں نے کل کی کل صدقہ کر دی، ان کے باپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر

واقعہ بیان کیا، آپ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ خدا نے تمہارا صدقہ قبول کیا، لیکن اب

تمہارے باپ کی میراث کے نام سے تم کو واپس دیتا ہوں، تم اس کو قبول کر لو،

حضرت عبداللہ بن زید بن عامر

نام و نسب | عبداللہ نام، ابو محمد کنیت، قبیلہ خزرج سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے،
عبداللہ بن زید بن عامر بن کعب بن عمرو بن عوف بن بندول بن عمرو بن غنم بن
مازن بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج، مان گا نام ام عمارہ تھا،
اسلام | ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات | بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی، مشہد بعیت الرضوان علیہم وجوہ
جنگ یمامہ میں نہایت نمایان حصہ لیا، مسلمہ کذاب مدعی نبوت نے ان کے بھائی
حبیب بن زید کو قتل کرایا تھا، حضرت عبداللہ وقت کے منظر تھے، جنگ یمامہ میں خوش قسمتی
سے موقع مل گیا، پہلے وحشی نے مسلمہ کے پیچھا پھر عبداللہ نے بڑھکر تلوار کا وار کیا،
اور قتل کر دیا،

وفات | ۳۳ھ میں خود قتل ہوئے، یزید بن معاویہ کی خلافت سے تمام مدینہ
بیزار تھا، اس بنا پر اس کی بعیت توڑ کر عبداللہ بن خطلہ انصاری سے بعیت کی،
یزید نے ایک لشکر بھیجا، حضرت ابن خطلہ نے تمام شہر سے جہاد پر بعیت لینا شروع کی،
حضرت عبداللہ بن زید کو خبر ہوئی تو پوچھا بعیت کی شرط کیا ہے؟ جواب ملا موت!
بولے کہ میں رسول اللہ صلیم کے بعد کسی سے اس شرط پر بعیت نہیں کر سکتا،

لیکن چونکہ یہ حق و باطل کا معرکہ تھا، اپنے دو بیٹوں کے ساتھ میدان پہنچے

اور وہیں شہادت حاصل کی، یہ ماہ ذی الحجہ کی اخیر تاریخوں کا واقعہ ہے،
 اس وقت بقول واقعہ ہی وہ ہفتاد سالہ تھے، لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں،
 غزوہ اُحد میں ان کی شرکت مسندین بالتصریح مذکور ہے، اور اسما و الرجال کے تمام مصنفین
 متفق ہیں، بلکہ بعض نے تو بدر کی شرکت بھی تسلیم کی ہے، غزوہ کی شرکت کے لیے ۵ سال
 کی عمر شرط ہے، اس بنا پر وہ اُحد میں کم از کم پانزدہ سالہ تھے، اور اس لئے وفات
 کے وقت ان کی عمر ۵۵ سال ٹھہرتی ہے،

اولاد، | دولہ کے تھے، خلاو، اور علی، حرہ میں قتل ہوئے،

نفل و کمال، | چند حدیثیں روایت کیں، راویوں کے نام یہ ہیں، عباد بن تیمم،

(بھیجے تھے) سعید بن سب، یحییٰ بن عمارہ، واسع بن حیان، عباد بن حبیب، ابو

سفیان موطیٰ ابن ابی احمد،

اخلاق، | حب رسول کا منظر یہ ہے، آنحضرت صلعم ان کے مکان تشریف لے گئے، وہ

پانی لائے اور وضو کے لیے رکھا، آپ نے جس طرح وضو کیا تھا ان کو یاد تھا، چنانچہ

ایک زمانہ کے بعد جب لوگوں نے آنحضرت صلعم کے وہ نور کی کیفیت پوچھی تو خود اسی

طرح وضو کر کے بتلایا،

حضرت عبداللہ بن خطیبؓ

نام و نسب، عبداللہ نام، ابو موسیٰ کنیت، قبیلہ اوس سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے عبداللہ
ابن یزید بن زید بن حصن بن عمرو بن حارث بن خطیب بن یثلم بن مالک بن اوس،
والدین کا نام یزید تھا صحابیت کے شرف سے ممتاز تھے، احد اور ابجد کے
غزوات میں شریک ہوئے، اور فتح مکہ کے قبل وفات پائی،
اسلام، عبداللہ اپنے والد کے ساتھ ایمان لائے،
غزوات، بیعت رضوان میں شرکت کی، اس وقت ۷ برس کا سن تھا، بعد میں جو غزوات
ہوئے اول میں بالالتزام حصہ لیا،

جسراہی عبید کے واقعہ میں جو شعبان ۳۱ھ میں تھا شکست کی خبر مدینہ لیکر
بھی گئے تھے،

جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں جو معرکے ہوئے، سب میں اوس کے
ساتھ شریک رہے،

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد میں کچھ دنوں مکہ منظمہ کے امیر تھے،
لیکن چونکہ مکہ خود حضرت عبداللہ بن زبیر کا مستقر خلافت تھا، نائب کی ضرورت نہ تھی،
اس بنا پر اس عہدہ سے سبکدوش کئے گئے اور وہیں ٹھہر گئے،
یزید کی وفات کے ۳۱ھ بعد ۶۵ھ میں ابن زبیر نے ان کو کوفہ کا امیر بنایا،

اس زمانہ میں سبھی ان کے کاتب (میرٹھی) تھے،

اس کے بعد کوفہ کی سکونت اختیار کی اور مکان بنوایا،

وفات ۱۱۱ اسی عہد خلافت میں وفات پائی،

اولاد ۱ ایک لڑکا سنی یہ موسیٰ اور ایک لڑکی (عدی بن ثابت کی ماں) یادگار چھوڑی،

فضل و کمال ۱ فضلاء صحابہ میں تھے، اور امیر معاویہ کے زمانہ میں خلافت میں فقہ و فتاویٰ

میں مرتبہ عام بن گئے تھے،

با این ہمہ فضل و کمال ان کے سلسلہ سے صرف ۲ روایتیں ہیں، جن میں بعض

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں، اور بعض حضرت ابو ایوب انصاری، ابن مسعود،

قیس بن سعد، ابن عبادہ، خلیفہ بن الیمان، زید بن ثابت، برادر بن عازب اور حضرت

عمرؓ کی کتاب سے روایت کی تھیں،

راویان حدیث کے سلسلہ میں حسب ذیل حضرات کا نام لیا جاسکتا ہے، موسیٰ،

(بیٹے تھے) عدی بن ثابت (نواسے تھے) حارث بن وثار، شعبی، ابو اسحاق سمیعی، محمد بن

کعب قرظی، ابن سیرین، ابو بردہ بن ابی موسیٰ، ابو جعفر فراہ،

اخلاق، مصنف اصابہ لکھتے ہیں،

کان من اکثر الناس صلاحاً وکان لا

یصوم الا یوم عاشورہ،

البتہ روزہ (رمضان کے علاوہ) صرف عاشورہ کے

دن رکھتے تھے،

حضرت عبدالرحمن بن شبلؓ

نام و نسب، عبدالرحمن نام قبیلہ اوس سے ہیں، عبدالرحمن بن شبل بن عمرو بن زید بن نجار

بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف بن عبدعوف بن مالک بن اوس،

جاہلیت میں مالک بن لوذان کی اولاد بنو صماء کہلاتی تھی، یہ قبیلہ مزینہ کی ایک

عورت کا نام تھا، جو مالک کی بیوی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کروہ سمجھ کر بنو سمیعہ نام رکھا،

عام حالات، انصار کے نقیبوں میں اکابر بھی شمار تھا، (غالباً بسیت عقبہ کے نقیب میں)

عہد نبوت کے بعد شام کی سکونت اختیار کی اور محض میں قیام کیا،

وفات، امیر معاویہ کے عہد حکومت میں فوت ہوئے،

اولاد، حسب روایت ابن سعد، بیٹے اور ابٹی یا دو کارچوڑ سی، ان کے نام یہ ہیں

عزیز، مسعود، موسیٰ، جمیلہ،

نفل و کمال، علماء صحابہ میں تھے، امیر معاویہ نے ان کے پاس خط لکھا کہ آپ نے جو

حدیثیں سنی ہوں، لوگوں کو اودن سے آگاہ کر دیجیے، حضرت عبدالرحمانؓ نے منع کر کے چند

حدیثیں بیان کیں، بعض روایتوں میں چ

بعث معاویہ الی عبدالرحمن بن شبل

انک من فقہاء اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

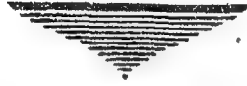
وفد ما انھم فقیہ فی الناس و عاۗلہم

راۗہ اصحاب فقہ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰

امیر معاویہ سے ملے تو انھوں نے کہا کہ جب آپ میرے مکان آئیں تو کوئی حدیث روایت کریں،

استقصا سے ۱۴ حدیث دستیاب ہوئیں لیکن مشہور صرف تین ہیں، یہ حدیثیں اب المفرد ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں مذکور ہیں،

راویان حدیث کے نام یہ ہیں، تیمم بن عمرو، ابو راشد حرانی، یزید بن خمیر، ابو سلام سودی



حضرت عثمان بن حنیف

نام و نسب، عثمان نام، ابو عمر و کنیت، قبیلہ اوس سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے، عثمان بن حنیف بن واثب بن العیکم بن ثعلبہ بن عارث بن مجدعہ بن عمرو بن غنث بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام اپنے برادر اکبر حضرت سہل بن حنیف کے ساتھ مسلمان ہوئے،

غزوات، اُحد اور باعد کے غزوات میں شرکت کی، ترمذی کے نزدیک بدر میں بھی شرکت تھی لیکن یہ رائے جمہور محدثین کے خلاف ہے،

دیگر حالات، عراق اور کوفہ فتح ہونے کے بعد سلسلہ میں حضرت عمرؓ نے خراج کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی، انکا یہ عام اصول تھا کہ ہر ملک کا انتظام وہاں کے قدیم رسم و رواج کے موافق کسی قدر اصلاح کے ساتھ بحال رکھتے، لیکن عراق میں اس وقت جو لگاری کا طریقہ رائج تھا، اوس میں دستور قدیم کے خلاف مختلف تبدیلیاں ہو چکی تھیں، اس بنا پر حضرت عمرؓ نے مزید تحقیقات کے لیے عراق کی پیمائش کا فیصلہ کیا،

چونکہ اس کام کے لیے دیانت و امانت کے علاوہ ایمائش اور حساب کا جاننا نہایت

ضروری ہے، اور اس زمانہ میں عرب عموماً ان چیزوں سے نا آشنا تھے، حضرت عمرؓ کو انتخاب میں

سخت وقت پیش آئی، مجلس شوریٰ قائم کر کے صحابہ کے سامنے انتخاب کا مسئلہ پیش کیا، تمام

صحابہ نے عثمان بن حنیف کے لیے بالاتفاق رائے دی، اور کہا کہ وہ اس سے زیادہ اہم کام

انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں، حضرت عمرؓ نے صحابہ کے اجماع عام سے عثمان بن حنیف کو

بند و بست کی تولیت (مکنتری) کے لئے نامزد فرمایا،

چلتے وقت پیانہ بنا کر دیا، حضرت عثمانؓ نے اسی کے بموجب پیمائش کی، اس موقع پر جو احتیاط ان کی جانب سے وقوع میں آئی، اس کو قاضی ابویوسف صاحب کتاب الخراج میں اس طرح بیان کرتے ہیں،

کان عثمان عالم بالخراج فسجها مساحۃ عثمان کو خراج میں پوری واقفیت تھی، اس بنا پر

الدیباج زمین کو اس محنت کے ساتھ پیمائش کی جس طرح قیمتی

کپڑا بنا جاتا ہے

۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳

یہ کام کئی عینے تک جاری رہا، پہاڑ، صحرا اور دریا کو چھوڑ کر قابل زراعت زمین میں کروڑوں لاکھ جریب ٹھہری، پہاڑ وغیرہ کی پیمائش کو خود حضرت عمرؓ نے منع کر دیا تھا،

بند و بست ختم ہوا تو کونہ کے صاحب الخراج (کلکٹر) مقرر ہوئے، مصنف استیعاب لکھتے ہیں

ولاح عمر مساحۃ الارضین وجباۃیتھا حضرت عمرؓ ان کو زمین کی پیمائش، وصول مالگذاری،

اور تخصیص خراج و جزیہ پر امور کیا تھا،

وضرب الخراج والجزیۃ علی اہلھا،

اس عہدہ پر مامور ہو کر انھوں نے مالگذاری کی تخصیص کی اور حسب ذیل شرح پر لگان

مقرر کیا۔

۱۰ درہم سال

فی جریب ینسہ پون بیکہ نخچہ

انگور

۸

۸

نخلستان

۶

۶

نیشکر

۱۵ یعقوبی صفحہ ۴، جلد ۱، ۱۲ کتاب مذکور صفحہ ۲۲ و ۲۱، ۱۵ ایضاً صفحہ ۲۰، ۱۵ یعقوبی صفحہ ۴، جلد ۲،

۱۵ استیعاب صفحہ ۴۵ و ۴۶، جلد ۲، ۱۵ کتاب الخراج صفحہ ۲۰،

گیہون فی جوب یعنی پون بیگہ نچتہ ۴ درہم سال

۲ ۲ ۲

جو

جزیہ کی شرح حسب ذیل تھی،

۴ درہم سال

امرا سے

۲ ۲ ۲

موسطین سے

۱۲ ۱۲ ۱۲

غزباء سے

عورتین اور بچے جزیہ سے مستثنیٰ تھے،

جزیہ کے وصول کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ ذمیون کے روسا جن کو وہقان کہتے تھے، ان کو لیکر عدالت میں حاضر ہوتے تھے، حضرت عثمانؓ ان سے روپے لیتے اور مٹر لگاتے، چنانچہ ۵ لاکھ ذمیون کے مہرین لگائے، اس کے بعد اون کو سرداروں کے سپرد کیا اور انگوٹھیاں توڑ ڈالی گئیں،

بند و بست جس خوبی سے ہوا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے ہی سال خارج کی مقدار ۸ کروڑ سے، اگر ورنہیں ہزار درہم تک پہنچ گئی، اس کے بعد بھی اضافہ ہوتا گیا، خاص کو فہ جو حضرت عثمانؓ کا دارالامارہ تھا، اس کی آمدنی میں حیرت انگیز ترقی ہوئی، چنانچہ حضرت عمرؓ کی وفات کے ایک سال قبل اس کا خارج ایک کروڑ تک پہنچ گیا، شخص میں جس قدر نرمی اور آسانی کی گئی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ حضرت عمرؓ کی وفات سے ۳-۴ سال قبل، عثمان اور حذیفہؓ نہ آئے تو انھوں نے فرمایا

۱۵ کتاب الخراج صفحہ ۲۱۵۳، و یعقوبی صفحہ ۱۴۲ جلد ۲، ۱۵ لیلۃ صفحہ ۳۲، ۱۵ یعقوبی صفحہ ۴۴ جلد ۲،

۱۵ استیعاب صفحہ ۴۹۶ جلد ۲،

شاید تم نے زمین پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لا دیا ہو" اس موقع پر عثمان نے جو جواب دیا، یہ تھا،

لقد تركت الضعف ولدي شمت
میں نے آدھا چھوڑ دیا ہے، آپ چاہیں تو وہ بھی
لاخذتہ،
لے سکتا ہوں،

با این ہمہ جب خراج روانہ ہوتا تو کوفہ اور بصرہ کے ۱۰۰ آدمی مدینہ جاتے اور حضرت عمرؓ کے سامنے شرعی قسم کھا کر کہتے کہ اس میں کسی مسلمان یا ذمی سے ایک جہ بھی جبراً وصول نہیں کیا گیا،

خراج اور جزیہ کی حضرت عثمانؓ نے جس قابلیت سے تشخیص کی تھی اس کا مقصد یہ تھا کہ سلطنت کے دوسرے صوبوں میں بھی اس کو نافذ کیا جائے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو حکم بھیجا کہ تم بصرہ میں، کوفہ کے مطابق خراج مقرر کرو، کوفہ کی آمدنی وہاں کے خزانہ میں جمع رہتی تھی، دار الخلافہ کو ۲ کروڑ سے ۳ کروڑ تک بھیجا جاتا تھا،

ملک کی اس کثیر آمدنی میں حضرت عثمانؓ کو جو کچھ ملتا تھا، اب اس کا بیان نہایت ضروری ہو، ابن واضح کاتب عباسی لکھتے ہیں

واجری علی عثمان بن حنیف خمسة
عثمان کو ۵ درہم یومیہ اور ایک قبیل آٹا
دادہم فی کل یوم وجر ابا من دقین
ملتا تھا،

قاضی ابو یوسف صاحب نے گوشت کے متعلق بھی تصریح کی ہے، یعنی ایک بکری کے

لے کتاب الخراج صفحہ ۲۱ سے ایضاً صفحہ ۶۵ سے یعقوبی صفحہ ۴۳ و ۴۵ جلد ۲، لے ایضاً صفحہ ۱۴۵

جلد ۲، لے ایضاً صفحہ ۱۴۴

۳ حصے ہوتے تھے، ایک حصہ والی کو، ایک قاضی کو، اور ایک عثمان کو ملتا تھا، حضرت
 غزنویؒ ان لوگوں سے فرمایا تھا کہ میں اور تم اس مال سے اس قدر لے سکتے ہیں جتنا ایک
 یتیم کا نفیل، یتیم کی جائداد سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ جو غنی ہو، ایتار کرے اور محتاج
 مناسب رقم لے، کیونکہ جو زمین ایک بکرہ کی روزانہ ویگی، خدا کی قسم بہت جلد تباہ ہو جائیگی،
 خلافت فاروقی کے بعد خلافت عثمانی میں مدینہ آئے، اور حضرت علیؓ کے عہد مبارک
 میں بصرہ کے حاکم مقرر ہوئے، ابھی چند ماہ گزرے تھے، کہ حجاز سے بدامنی کا ایک طوفان
 اٹھا جس نے بصرہ کے قصر امن کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، حضرت طلحہؓ، زبیرؓ اور حضرت
 عایشہؓ نے حضرت امیر علیہ السلام کے مقابلہ میں خروج کے لیے اسی مقام کو تاکا تھا یہاں
 پہلے سے ان بزرگوں کا اتر قائم تھا، اس بنا پر حضرت عثمان بن حنیفؓ کو قیام امن اور
 رنج شور و شر کے لیے طح طرح کی دقتیں پیش آئیں، یہ سیلاب بصرہ پہونچا تو امن و سکون کی
 دیواریں ہل گئیں، لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو خبر کی، انھوں نے دو آدمیوں کو اس لشکر
 کے سرگرد ہوں کے پاس روانہ کیا، لیکن جواب نہایت مایوس کن ملا، عثمانؓ نے منکر کہا
 انا لله وانا اليه راجعون: دادت رحی کا سلام و دوب الکعبینہ! انفسہ اسلام
 میں خانہ جنگی شروع ہو گئی، لوگوں سے مشورہ کر کے مدافعت کے لیے تیار ہوئے، حجازی گروہ
 شہوکے قریب پہونچا تو حکومت کی فوج مزاحم ہوئی، جس میں لڑائی تک نوبت پہنچی، اس
 موقع پر حضرت عائشہؓ کی پُراثر آواز نے افواج حکومت پر سحر دانسون کا کام کیا اور دو
 فرستے پیدا ہو گئے، جن میں ایک ٹوٹ کر حجازیوں سے جا ملا، نتیجہ یہ ہوا کہ افواج حکومت نے
 شکست کھائی، اور ایک صلح نامہ مرتب کیا گیا، چنانچہ بنسبہ دست ذیل ہے:

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ ہذا ما اصطلاح علی طلحہ والزبیر ومن معہما من المؤمنین
والمسلمین وعثمان بن حنیف ومن معہ من المؤمنین والمسلمین ان عثمان یقیم حیث ادرک
الصالح علی ما فی یدک وان طلحہ والزبیر یقیمان حیث ادرکہما الصالح علی ما فی یدہما حتی یرجع امین
الفریقین کعب بن سور من المدینۃ ولا ینار واحد من الفریقین الاخر فی مسجد ولا سوق ولا
طریق ولا فرضۃ بینہم علیۃ مفتوحۃ حتی یرجع کعب بالخبر فان یرجع بان النعمان الکرہی طلحہ
والزبیر فالا سراہمہا وان شاء عثمان خرج حتی یلحق بطیقہ وان شاء دخل معہما، وان مرجع بانہما
لویکرها فالامر عثمان فان شاء طلحہ والزبیر قما علی طاعة علی وان شاء اخرجا حتی
یلحقا بطیقہما والمؤمنان اعوان الفالح منہما“

صلحنامہ کے بموجب کعب بن سور ازومی مدینہ گئے اور جمعہ کے دن مسجد نبوی میں
مسلمانوں کے مجمع عام سے سوال کیا، کہ کیا طلحہ وزبیر نے جبراً بیعت کی؟ تمام مجمع خاموش تھا
لیکن اسامہ بن زید بول اٹھے کہ خدا کی قسم انہوں نے جبراً بیعت کی! اس پر مجمع کے کچھ
لوگ اسامہ کے رتبہ کا بھی پاس نہ کر کے ان کی طرف بڑھے، حضرت ابویوب، محمد بن سلمہ
اور دیگر اکابر صحابہ نے اسامہ کو خطرہ میں دیکھ کر بیک زبان کہا ہاں انہوں نے جبراً بیعت
کی، اسامہ کو چھوڑ دو، اس آواز پر مجمع منتشر ہو گیا اور اسامہ کی جان بچ گئی، کعب کیلئے
اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا تھا، مدینہ سے روانہ ہوئے، حضرت علیؑ نے عثمان بن
حنیف کے پاس ایک خط لکھ کر کہ طلحہ اور زبیر کو اگر مجبور بھی کیا گیا، تو جماعت عامہ
کے اتفاق اور اجماع پر نہ کہ تفریق و اختلاف پر، اسلئے وہ بیعت توڑتے ہیں تو مجھے کیا
جواب دینگے، اور اگر اس کے سوا کوئی اور راہ ہو تو ان کو انہم کو اس پر غور کرنا چاہیے
یہ خط اگرچہ سرتاپا حتی وحدائق تھا تاہم مخالف کے مفید مطلب تھا، کعب نے بصرہ پہنچ کر

سارا حال بیان کیا تو صلح نامہ کا عدم ہو گیا، اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کی طرف سے شہر خالی کرنے کا مطالبہ پیش ہوا، حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ اب بحث دوسری پیدا ہو گئی، چونکہ اُننگ وجوش کا فیصلہ دلیل و بحث کے بجائے تیغ و خنجر کی زبان کرتی ہے، طلحہ و زبیر نے رات کے وقت اپنی جماعت کے آدمیوں کو جامع مسجد بیجا، عشاء کا وقت تھا، اندھیری رات اور پھر سردی کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کے برآمد ہونے میں دیر ہوئی، ان لوگوں نے اپنی جماعت کے ایک شخص عتاب بن اسید کو امام بنا کر آگے بڑھایا، چونکہ امامت اس زمانہ میں لازماً حکومت تھی، اور سیاسی اہمیت رکھتی تھی، شرط اور سیاحچہ نے جو شہر کے انتظام کے لیے مقرر تھے، عتاب کو امامت سے روکا، جس میں تلوار تک نوبت پہنچی، ان لوگوں نے سپاہیوں کو ایک طرف مصروف کر کے، قصر امارت کا رخ کیا، چونکہ نماز عشاء بہت دیر میں پڑھی جاتی تھی، پہرہ دار جو تعداد میں ۴۰ تھے سو گئے تھے، یہ لوگ موقع پا کر اندر گئے اور حضرت عثمانؓ کو پکڑ کر طلحہ و زبیر کے سامنے لائے، انھوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، حکم ہوا اس کو قتل کر دو، لیکن اس سے انصار کے برہم ہونے کا خوف تھا، اس بنا پر قتل کے بجائے قید کرنے کی تجویز ٹھہری، چنانچہ اسی مقام پر پیروں سے روندے گئے، ہم کوڑے پڑے، اور ڈاڑھی، سر، ابرو، اور پلکوں کے بال سخت بیرحمی سے فوج لے گئے،

اشد اکبر! یہ کیسا عجیب نظارہ تھا، حاکم عراق، خلافت عظمیٰ کا دست و بازو، عہد فاروقی کا ایک مدبر اور معزز افسر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مسند نبوت کا ایک حاشیہ نشین کس بیرحمی سے ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے، جو شخص کل تک جاہ و جلال، طبل و علم، خیل و سپاہ، خدم و شتم اور تیغ و سان کا مالک تھا، آج بیکسی کے اس المناک درجہ پر ہے۔

کہ اس کے لئے خود اپنا سر بھی وبال جان ہو گیا ہو،

لیکن یہ ابتلا، یہ صبر، یہ تحمل مصائب بیکار نہ تھا، حکیم بن جبکہ کو خبر ہوئی تو صبح کے وقت عبدالقیس اور بکر بن وائل کے قبائل کو لیکر ابن زبیر کے پاس پہونچا، اور چند شرطیں پیش کیں، جن میں ایک عثمان کی قید سے سبکدوشی بھی تھی، ابن زبیر نے صاف انکار کیا اور ابن جبکہ کے ساتھیوں اور ابن زبیر کی جماعت میں کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا، جس میں ابن جبکہ مع کثیر رفقائے کام آیا، اور طلحہ و زبیر کو خبر پہنچی تو انھوں نے حضرت عائشہ کے پاس آئی تھیں حضرت عثمانؓ کا ہنر دیکھا اور وہ رندہؓ حضرت علیؓ علیہ السلام مدینہ سے کوچ کر کے یہیں مقیم تھے، عثمان سامنے آئے تو لوگوں سے فرمایا، دیکھو میں نے ان کو بوڑھا بھیجا تھا اب جوان واپس آئے ہیں عثمان نے کہا، امیر المومنین! آپ نے ڈارسی منہ بھون کے ساتھ بھیجا تھا، آج آپ کے سامنے ایک بے ریش و بروت امر کی صورت میں آیا ہوں، فرمایا! صبت اجر! او خیر! تم کو اس کا اجر ملے گا،

اس کے بعد غزوہ جمل پیش آیا اور بصرہ فتح ہو کر عبداللہ بن عباس والی مقرر ہوئے حضرت عثمانؓ نے کوفہ میں جس کو دار الخلافہ ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا، اقامت اختیار کی وفات، امیر معاویہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔

اولاد، عبدالرحمان نام ایک لڑکا یا لڑکا چھوڑا،

فصل وکمال، حضرت عثمانؓ عرب میں غیر معمولی قابلیت کے انسان تھے، حساب دانی اور ساخت کا کام جس خوبی سے انھوں نے انجام دیا، اس کو تم اوپر پڑھ چکے ہو، حساب کتاب کے علاوہ حدیث و فقہ کی واقفیت اور مسائل پر عبور حضرت علیؓ علیہ السلام کے والی

بصرہ مقرر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے، افسوس ہے کہ ان کی عدالت عالیہ کا کوئی فیصلہ ہمارے
پیش نظر نہیں، ورنہ اس سے قوت فیصلہ کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے،

چند احادیث بھی روایت کیں، ابو امامہ بن سہل بن ضعیف (برادر زاوہ) ہانی بن معاویہ
صدفی، عمارہ بن خزمیہ بن ثابت، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ، نوفل بن مساحق ان کے
سلسلہ روایت میں داخل ہیں،

اخلاق، دیانت، حق پرستی، صبر و شکر، جرأت اظہار حق یہ تمام اوصاف صحیفہ اخلاق کے
نمایان ابواب ہیں، حضرت عثمانؓ میں یہ چیزیں جس درجہ تک موجود تھیں، اس کا مفصل
تذکرہ اوپر گزر چکا ہے، اس بنا پر اب اس کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں،



حضرت عمارہ بن حرم

نام و نسب، [عمارہ نام، سلسلہ نسب یہ ہے، عمارہ بن حرم بن زید بن لؤذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار، والدہ کا نام خالدہ تھا اور انس بن سنان بن ہبہ ابن لؤذان کی بیٹی تھیں،

اسلام، [لیلۃ العقبہ میں، انصار کے ساتھ بیعت کی،

غزوات اور دیگر حالات، [حرز بن نفلہ سے براہِ رمی ہوئی،

بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں شریک ہوئے فتح مکہ میں نبو مالک بن

نجار کا علم انھیں کے پاس تھا،

وفات، [مرتدین کے جہاد میں حضرت خالد کے ہمراہ تھے، سلمہ کذاب کی جنگ میں

جسے یوم یامہ کہتے ہیں شہادت حاصل کی،

اولاد، [مالک نام ایک لڑکا چھوڑا، جس پر نسل منقطع ہو گئی،

نقل و کمال، [زیاد بن نعیم نے ان سے چند حدیثیں روایت کیں، جہاڑ پھونک کے منتر

جانتے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا ذرا جھکو تو سناؤ، چونکہ شرک کے الفاظ سے خالی تھا،

آپ نے اجازت دی، چنانچہ ان کے ہاں عرصہ تک وہ منتر متقل ہوتا رہا،

حضرت عمرو بن جموح^{رض}

نام و نسب | عمرو نام، قبیلہ خزرج کے خاندان سلمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، عمرو بن جموح بن زید بن زید بن ہرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ، بنو سلمہ کے رئیس تھے، اس کے علاوہ مذہبی عزت بھی حاصل تھی، یعنی تبحانہ کے متولی تھے،

مناف نامی لکڑی کا ایک بت بنایا تھا، جو ان کے گھر میں رہتا تھا، اور وہ اس کی بھی تعظیم کرتے تھے، اسی زمانہ میں سرزمین مکہ سے اسلام کا غلغلہ بلند ہوا تو مدینہ کے لوگ اس کو لبیک کہنے کے لیے مکہ پہنچے اور عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہو کر آئے، اس جماعت میں عمرو کے ایک لڑکے معاذ بھی شامل تھے، یہ لوگ مکہ سے واپس آئے تو شہر شریف کا ہر گھر گوشہ تکبیر کے ترانوں سے گونج اٹھا بنو سلمہ کے چند نوجوانوں نے جو مسلمان ہو چکے تھے، باہم مشورہ سے یہ طے کیا کہ کسی صورت سے عمرو کو بھی مسلمان بنایا جائے، انکے بیٹے نے اس میں خاص کوشش کی، چنانچہ کچھ دنوں تک یہ مشغلہ رہا کہ شب کو معاذ بن جبل وغیرہ کو ہمراہ لیکر مکان آتے اور گھر والوں کو سوتا پا کر رست کو اٹھاتے اور باہر کسی گڑھے میں لا کر پھینک دیتے تھے، صبح کو اٹھ کر عمرو سخت برہم ہوتے اور اپنے خدا کو اندر اٹھا کر لیجاتے، تھلاتے اور خوشبو لگا کر رکھ دیتے، آخر عاجز آ کر ایک روز بت کی گردن میں تلوار لٹکانی اور کہا کہ مجھے تو پتہ نہیں، ورنہ ان لوگوں کی خود نہیہ لیتا، اگر تم آپ کو کہہ سکتے ہو تو کہو، یہ تلوار موجود ہے، ان لڑکوں کو اب ایک سلمہ

چال سو بھی، رات کو اکبریت کو اٹھایا، گردن سے تلوار علیحدہ کی، اور اس میں ایک مے ہوئے کتے کو باندھ کر کنوے پر لٹکا دیا، عمرو نے یہ کیفیت دیکھی تو بجائے اس کے کہ اپنے معبود کی توہین پر غصہ ہوتے، راہ راست پر آگئے، چشم ہدایت روشن ہوئی، اور اس وقت مذہب اسلام قبول کر لیا،

قدیم جمالت، بُت کا قصہ اور دفعۃً اسلام کی توفیق ان واقعات کو انھوں نے خود نظم کر دیا ہے، فرماتے ہیں سہ

تالله لو كنت الهالم تكن انت وکلب وسط بحر فی قرن

ان لمصرک الهال یستدن الان فلنشناک عن سوء العین

فالحمد لله العلی ذی المنن الواهب المزیق و دیان الدین

هو الذی التقذنی من قبل ان اکون فی ظلمة قبر یرتھمن،

یہ اشعار بھی اسی تقریب سے ہیں،

التوب الی الله سبحانه واستغفر الله من نادر

واثنی علیہ بالاث باعلان قلبی واسرار

غزوات، غزوہ بدر کی شرکت میں اختلاف ہی، لیکن صحیح یہ ہے کہ شریک نہ تھے، چونکہ پیر میں چوٹ آگئی تھی اور لنگڑا کر چلتے تھے، اس لئے جب غزوہ کے لئے جانا چاہا تو لڑکوں نے آنحضرت صلیم کے حکم سے منع کیا کہ ایسی صورت میں جہاد فرض نہیں،

غزوہ احد میں بھی یہی واقعہ پیش آیا، بولے کہ تم لوگوں نے مجھ کو بدر جانے سے

روکا، اب پھر روک رہے ہو، لیکن میں ضرور جاؤں گا، بیٹوں نے رسول اللہ صلیم کو خبر کی، آنحضرت صلیم نے بلا کر سمجھایا، کہ تم معذور ہو، اسلئے سرے سے مکلف ہی نہیں، لیکن

وہاں شہادت کا سووا سوار تھا، عرض کی یا رسول اللہ! یہ لڑکے مجھ کو آپ کے ساتھ چلنے سے روک رہے ہیں، لیکن خدا کی قسم مجھے یہ امید ہے کہ میں اسی لنگڑے پیر سے جنت میں گھسیتا ہوا پہنچوں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر زیادہ زور دینا پسند نہیں کیا، اور لڑکوں کو سمجھایا کہ اب اصرار نہ کرو، شاید ان کی قسمت میں شہادت لکھی ہو،

شہادت، حضرت عمروؓ نے ہتھیار لیکر بیٹھ پھیر ہی اور کہا "آئی! مجھے شہادت نصیب کر" اور اب زندہ گھر واپس نہ لایا "وہاں نہایت خلوص سے کی تھی، مقبول ہوئی، لڑائی کی شدت کے وقت جب مسلمان منتشر ہونے لگے عمروؓ نے اپنے بیٹے علاء کو لیکر مشرکین پر حملہ کیا اور اس قدر پامردی سے لڑے کہ دونوں باپ بیٹوں نے شہادت پائی، اور حضرت عمروؓ اپنے لنگڑے پیر کے ساتھ جنت میں لنگڑاتے ہوئے پہنچ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف سے گزرے تو دیکھا کہ شہید پڑے ہوئے ہیں، فرمایا خدا اپنے بعض بندوں کی قسم پوری کرتا ہے، عمروؓ بھی انہیں میں ہیں، اور میں ان کو جنت میں اسی لنگڑے پائوں کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں،

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس کے بدلے ان کو وہاں صحیح و سالم پیر دیا گیا ہے، حضرت عمروؓ کی بیوی کو ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو ایک اونٹ لیکر آئیں اور اپنے شوہر اور بھائی عبداللہ بن عمروؓ (حضرت جابرؓ کے والد ماجد) کو اس پر لا کر گھر لے گئیں، لیکن بعد میں احد کا دامن گنج شہیدان قرار پایا اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاش منگو کر یہیں تمام شہدائے ساتھ دفن کی، چنانچہ عبداللہ بن عمروؓ اور عمرو بن جموحؓ ایک قبر میں دفن کیے گئے،

اولاد، چار لڑکے تھے، اور چاروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک تھے

دو کے نام معلوم ہیں اور وہ یہ ہیں، معاذ، (عقبہ ثانیہ میں شریک تھے) خلاد (اُحد میں شہید ہوئے)

بیوی کا نام ہند بنت عمرو تھا، بنو سلمہ کے سردار عبداللہ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابر صحابی مشہور کی حقیقی بھوپھی تھیں،
علیہ، اگر لڑنگ، گھونگھروالے بال، پیر میں لنگ تھا،

اخلاق، اجود و سخاوت کی ایک قدیم میراث ہے، حضرت عمرو بن جس درجہ تک یہ صفت موجود تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اسی کی وجہ سے ان کو بنو سلمہ کا سردار بنایا تھا،

چنانچہ خاندان سلمہ کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ تو انھوں نے کہا جبر بن قیس ایک نجیل شخص ہمارا سردار ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجیل سے بدتر کوئی چیز نہیں، اسیلئے تمہارا سردار عمرو بن جوح کو بنانا ہوں، اس واقعہ کو انصار کا شاعر ان الفاظ میں بیان کرتا ہے،

وقال رسول الله والحق قوله

فقالوا له جد بن قيس على القى

فتى ما تخطى خطوة له نياء

فسود عمر بن الجوح لجودا

اذا جاعوا السؤال اذهب ماله

وقال خذ ولا انه عابد غذا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نکاح کرتے تو عمرو و نیمہ کرتے تھے، خرضی اللہ تعالیٰ عنہ بھڑا لہجیۃ

حضرت عمرو بن خرمؓ

نام و نسب، عمرو نام، ابو الفحاک کنیت، خاندان نجار سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے، عمرو بن خرم بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن الک بن نجار، حضرت عمارہ بن خرم جو بیعت عقبہ میں شریک تھے، ان کے برادر علاتی ہیں، ان کی بان خاندان ساعدہ سے تھیں،

اسلام، ابتدائے اسلام اور ہجرت کے زمانہ تک کم سن تھے، اس بنا پر زمانہ اسلام کی صحیح تیسین نہیں ہو سکتی، غالباً اپنے گھر والوں کے ساتھ مسلمان ہوئے ہوں گے، غزوات، کم عمری کی وجہ سے بدر اور احد میں شرکت کے قابل نہ تھے، جب غزوہ خندق واقع ہوا تو پانزدہ سالہ تھے، اس لئے غزوہ میں شریک ہوئے، اس کے بعد اور بھی غزوات میں شرکت کی،

سلسلہ میں آنحضرت صلیم نے خالد بن ولید کو نجران بھیجا تھا وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے تو حضرت عمرو کو حاکم پر گنہ بنا کر روانہ فرمایا، خود ایک یا دو اشت لکھوا کر حوالہ کی جس میں فرائض، سنن، صدقات، دیات، اور بہت سے احکام و راج تھے، چنانچہ دنیاوی حکومت کے ساتھ ساتھ حکمہ مذہبی بھی انھیں کی زیر نگرانی تھا، یعنی تعلیم اور تبلیغ کا مذہبی فرض بھی انجام دیتے تھے، صاحب استیعاب لکھتے ہیں،

استعملہ رسول اللہ علی النجران لیفقہہم
یعنی رسول اللہ صلیم نے ان کو فقہ، قرآن کی تعلیم اور
فی الدین ولعلہم الفہم ان یأخذوا صدقاتہم
صدقات کی تحصیل پر مامور فرمایا تھا،

اس وقت ان کا سن عام روایت کے لحاظ سے ۷۰ سال کا تھا، لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں، کیونکہ غزوہ خندق ۳۳ھ میں واقع ہوا اور اس وقت وہ پانزدہ سالہ تھے۔ اس بنا پر سنہ ۳۳ھ میں ان کا سن کسی حال میں ۲۰ سال سے کم نہیں ہو سکتا، مدینہ سے روانگی کے وقت بیوی کو جن کا نام عمرہ تھا ہمراہ لے گئے تھے چنانچہ نجران پہنچ کر اسی سال ایک لڑکا پیدا جس کا نام انھوں نے محمد اور ابو سلیمان کنیت رکھی، لیکن پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ محمد نام اور ابو عبد الملک کنیت رکھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غالباً مدینہ ہی میں مقیم رہے،

وفات، اور یہیں ۳۳ھ میں وفات پائی، مورخین نے سنہ وفات میں سخت اختلاف کیا ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ سنہ ۳۳ھ کے بعد انتقال کیا،

اہل و عیال، دو بیویاں تھیں، پہلی کا نام عمرہ تھا اور عبد اللہ بن حارث غسانی کی بیٹی تھیں، جو قبیلہ ساعدہ کے عقیق تھے، دوسری کا نام سودہ بنت حارثہ تھا، اور یہ اون کے اخیر وقت تک زندہ تھیں،

اولاد کی صحیح تعداد معلوم نہیں، محمد البتہ مشہور ہیں، عہد نبوت میں پیدا ہوئے حضرت عمرؓ وغیرہ سے حدیث شنی، ۳۳ھ میں یوم حراء میں لشکر شام سے مقابلہ ہوا، اور اسی میں شہادت حاصل کی، اس موقع پر قبیلہ خزرج کا علم انھیں کے ہاتھ میں تھا، قاضی ابوبکر فقیہ جو روایت اجتہاد دونوں کے مالک تھے انھیں کے بیٹے ہیں،

فضل و کمال، علی قابلیت، اصابت رائے، قوت فیصلہ، احکام شریعت پر عبور، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاکم نجران مقرر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے، ۲۰ سال کی عمر میں حکومت کے

ایک عمدہ جلیلہ کی انجام دہی اور پھر قرآن و فقہ کی تعلیم، اون کی غیر معمولی قابلیت کا بین ثبوت ہے،

احادیث نبوی میں بھی ان سے روایت کی گئی ہیں، جن میں وہ کتاب بھی ہے جو آنحضرت صلعم نے اون کو لکھوا کر دی تھی، اس کو ابو داؤد، نسائی، ابن حبان، دارمی اور دیگر محدثین نے بھی نقل کیا ہے،

راویان حدیث کے زمرہ میں ان کی بیوی اور بیٹے کے علاوہ پوتے ابو بکر، اور نضر ابن عبداللہ سلمیٰ اور زیاد بن نعیم حضرمی بھی داخل ہیں،

اخلاق، حضرت عمرؓ کے معدن اخلاق میں حق گوئی سب سے نمایاں جزو ہے،

حضرت عمار بن یاسرؓ کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ ان کو باغی گروہ قتل کرے گا اس بنا پر جب جنگ صفین میں وہ جناب امیر علیہ السلام کی طرف شہید ہوئے تو انھوں نے امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کو یہ حدیث یاد دلائی،

ایک مرتبہ امیر معاویہ کے پاس گئے تو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ باؤشاہ سے رعیت کے متعلق قیامت میں سوال ہوگا،

امیر معاویہ نے جب یزید کی خلافت کے لیے تمام ملک سے بیعت لی تو انھوں نے امیر معاویہ سے نہایت سخت گفتگو کی،

حضرت عمیر بن سعدؓ

نام و نسب، عمیر نام، نسج وحدہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے، عمیر بن سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن عوف،

باپ نے جن کا نام سعد بن عبید تھا، حضرت عمیرؓ کی صغر سنی میں انتقال کیا، مانجے جلاس بن سوید سے نکاح کر لیا، عمیرؓ بھی اپنی مان کے ساتھ جلاس کی زیر تربیت رہے، جلاس نے نہایت ناز و نعمت کے ساتھ حقیقی اولاد کی طرح پرورش کی،

سعد بن عبید کے نام سے مورخین نے دھوکا کھایا، حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ جو انصار کے اون چار قاریوں میں جن کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے، اون کا نام نامی بھی سعد بن عبید تھا، اس بنا پر لوگوں نے عمیرؓ کو انکا فرزند تصور کر لیا، لیکن سخت غلطی ہے، زمانہ اور نشین و فات کے فرق کے علاوہ صاف بات یہ ہے کہ عمیرؓ کے والد قبیلہ اوس سے تھے، اور حضرت ابو زید حبیبیہ کہ حضرت انسؓ نے تصریح کی ہے، ان کے رشتہ کے چچا ہوتے تھے، ظاہر ہے کہ حضرت انسؓ قبیلہ خزرج سے تھے، اسیلئے حضرت ابو زید قبیلہ اوس سے کیونکر ہو سکتے ہیں،

اسلام، جلاس مسلمان ہو گئے تھے، یہ بھی غالباً اسی زمانہ میں اسلام لائے، غزوات، اگرچہ کم سن تھے تاہم جلاس کے ہمراہ جہاد میں جاتے تھے، غزوہ تبوک کی ہمارے واضح طور پر ذکر آیا ہے، لیکن با اینہم وہ کسی غزوہ میں شرکت کا شرف حاصل نہ کر سکے اور حقیقت وہ کم عمری کی وجہ سے اس کے قابل بھی نہ تھے،

فتوحات شام میں البتہ حصہ لیا، اور حضرت عمرؓ نے ان کو شام کے ایک لشکر کا
افسر بنایا، کچھ دنوں کے بعد حص کے حاکم مقرر ہوئے، اور حضرت عمرؓ کی وفات تک اسی
منصب پر سرفراز رہے،

وفات، | حص بن انصون نے مستقل اقامت اختیار کر لی تھی، چنانچہ ابن سعد کے خیال
کے مطابق امیر معاویہ کے عہد حکومت میں یہیں فوت بھی ہوئے،
اولاد، | حسب ذیل اولاد چھوڑی، عبد الرحمن، محمد،

فضل و کمال، | اصحابہ میں فضل و کمال کے لحاظ سے ممتاز سمجھتے جاتے تھے، حضرت عمرؓ کہا
کرتے تھے، کاش! مجھ کو غیر جیسے چند آدمی مل جاتے تو امور خلافت میں بڑی مدد ملتی، حضرت
عمرؓ ان کی قابلیت پر خوب کرتے تھے، نیچ وحدہ (کیا دیگانہ) کا لقب اسی حیرت انگیز
لیاقت کی وجہ سے دیا تھا،

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے کہ میرے بہتر شام میں ایک شخص بھی نہ تھا،
سلسلہ روایت میں ان سے چند حدیثیں مروی ہیں، جن کے راوی حسب ذیل
حضرات ہیں، ابو طلحہ خولانی، راشد بن سعد، حبیب بن عبید، ابو ادریس خولانی، زبیر
بن سالم وغیرہ،

اخلاق، | اخلاقی حیثیت سے حضرت عمرؓ نہایت بلند پایہ تھے، زہد و تقویٰ میں ان کا مثل
بشکل مل سکتا تھا، جوش ایمان اور حب رسول کی دولت صغریٰ ہی سے ملی تھی، چنانچہ
غزوہ تبوک میں جبکہ نہایت غمزدہ حال تھے، اور جہاد میں حص تماشا کی حیثیت رکھتے
تھے، جلا سے ایک موقع پر کہا کہ اگر قصہ (صلعم) اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہم تمہیں
سے بھی بدتر ہیں تو میرے بلائسی خیال کے فوراً جواب دیا کہ وہ ضرور سچے ہیں اور تم

یقیناً گدھوں سے بدتر ہو، جلاس کو سخت ناگوار گزارا اور انھوں نے عہد کر لیا کہ اب عمیر کی کفالت سے قطع تعلق کر لیں گے،

حضرت عمیر نے جلاس کو جواب دیکر آنحضرت صلیم کو بھی خبر کر دی، کہ اس کے چھپانے میں حبط اعمال اور قرآن نازل ہونے کا خوف تھا، آنحضرت صلیم نے عمیر اور جلاس کو بلا کر واقعہ پوچھا، جلاس نے قطعی انکار کیا، لیکن وحی والہام کی دسترس سے ایک چیز بھی باہر نہیں ہو سکتی، چنانچہ اس سے حضرت عمیر کی اس سے تائید ہوئی، آنحضرت صلیم نے سراٹھا کر یہ آیت پڑھی،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلَا اَنَّكُمْ كُنْتُمْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا
كَلِمَۃَ الْاَكْفَرِ،

اور جب

فَاَنْتُمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خِيَرَالْمَعْمُورِ
اگر وہ توبہ کر لیں تو بہتر ہے،

پر پہونچے تو جلاس نے بے ساختہ کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں، اس کے بعد جلاس حقیقی طور پر مسلمان ہو گئے، اور پھر کوئی ناگوار طرز عمل اختیار نہیں کیا، توبہ قبول ہونے کی خوشی میں عمیر کی کفالت کرنے کی بد قسم کھائی تھی تو ردی اور پھر ہمیشہ ان کی کفالت کرتے رہے، آیت اترنے پر آنحضرت صلیم نے عمیر کا کان پکڑا اور فرمایا اے تیرے کان نے ٹھیک سنا تھا،

وجہ سے وہ جمع کو چھوڑ کر کسی طرف جا رہے تھے،

وفات، خلافت فاروقی میں ۶۵-۶۶ برس کے میں انتقال فرمایا، حضرت عمرؓ جنازہ کے ساتھ تھے، فرمایا دنیا میں اس وقت ایک شخص بھی ان سے بہتر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی نشان کھڑا کیا عوام ہمیشہ اس کے سایہ میں رہے،
اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، عقبہ، عبیدہ،

فصل و کمال، ایک حدیث روایت کی جو شرجیل بن سعد اور سالم بن عقبہ کے ذریعہ مسموعی ہے
اخلاق، صفائی و پاکیزگی، طہارت و نظافت کا سخت اہتمام رکھتے تھے، وہ مسلمانوں میں پہلے شخص ہیں، جنہوں نے استنجائے پانی استعمال کیا، ان کو دیکھ کر اور مسلمان بھی اس پر عمل کرنے لگے، قرآن مجید نے اس کو نظر استحسان دیکھا، چنانچہ مسجد قبا کے متعلق جو آیتیں نازل ہوئیں
اوس میں ایک آیت یہ بھی ہے،

فیه رجال یحبون ان یتطہروا وادللہ اس میں چند لوگ طہارت کو سخت دوست رکھتے ہیں
یحب المتطہرین، اور اللہ بھی ایسے پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ طہارت کی وہ کیا صورت ہی جس کی وجہ سے
خدا نے تم کو ان کی روح فرمائی، جواب ملا،

لغسل من الجنابة و نستنجی بالماء ہم جنابت سے غسل کرتے ہیں، اور پانی سے استنجا کرتے ہیں،

ارشاد ہوا کہ یہ طرز عمل نہایت پسندیدہ ہے، تم کو اس پر پابند رہنا چاہیئے،
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں جن لوگوں
کی تعریف کی ہے، وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا انھیں میں ایک نیک مرد عوام

بھی ہے،

بعض روایتوں میں ہے،

نعم العبد من عباد الله الرجل الصالح
 من اهل الجنة
 یعنی عویم، خدا کا نیک بندہ اور خلیفہ شخص ہے

حضرت فضالہ بن عبیدؓ

نام و نسب، الفضالہ نام، ابو محمد کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، فضالہ بن عبید بن ناقد بن قیس بن صہیب بن اصرم بن جحجی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس، والدہ کا نام عقبہ بنت محمد بن عقبہ بن ابلح انصاریہ،

عبید بن ناقد (حضرت فضالہ کے والد) اپنے قبیلہ کے سربراہ اور شخص تھے، اوس و خزرج کی لڑائی میں نمایاں رہے، نہایت شجاع و بہادر تھے، گھوڑ دوڑ کراتے اور اوس میں سب سے بازی لجاتے، زور و قوت کا یہ حال تھا کہ ایک پیچہ دوسرے پر دے مارتے تو آگ نکلنے لگتی، پہلگری کے ساتھ فن شاعری میں بھی کافی ذوق پایا تھا، اسلام، حضرت فضالہؓ مدینہ میں اسلام کے قدم آتے ہی مسلمان ہو گئے تھے،

غزوات، لیکن کسی وجہ سے بدر میں شریک نہ ہوئے، غزوہ احد اور باقی تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے، اور بیعت الرضوان کے واقعہ میں شرکت کا شرف حاصل کیا، عہد نبوت کے بعد شام گئے، اور وہاں کی فتوحات میں حصہ لیا، اس کے بعد فتح مصر میں شامل ہوئے، پھر شام آکر مستقل سکونت اختیار کی، اور دمشق میں اپنے رہنے کے لیے مکان بنایا، بعض روایتوں میں ہے کہ امیر معاویہؓ نے بنوا دیا تھا،

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں قاضی و مشق حضرت ابو دوانے انتقال فرمایا تو امیر معاویہؓ نے وفات سے قبل رائے پوچھی کہ آپ کے بعد قاضی کس کو بنایا جائے؟ فرمایا

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے شرف اور حضرت عمرؓ اور ابوورداءؓ جیسے اساطین امت سے مستفیض ہوا ہو، اس کے فضل و کمال کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے، دار السلطنت و مشرق کی قضا کے لئے منتخب ہونا، اور حضرت ابوورداءؓ جیسے بزرگ کی رائے سے منتخب ہونا، ان کی قابلیت کی سب سے بڑی سند ہے، لیکن با اینہم فضل و کمال صرف ۵۰ حدیثیں ان کے سلسلہ سے ثابت ہیں، راویوں کے نام حسب ذیل ہیں،

حنش صنعانی، عمرو بن مالک الجعفی، عبد الرحمن بن حبیر، عبد الرحمن بن محیریز، ابو علی ثمامہ بن ثنی، علی بن رباح، محمد بن کعب القرظی، عبد اللہ بن عامر حبیبی، سلمان بن سفیر، عبد اللہ بن محیریز، میسرۃ، ابو یزید غولانی،

اخلاق، احکام رسول کی تعمیل اور پابندی سنت، ہر کام میں خیال رکھتے تھے،

غزوہ روم میں ایک مسلمان کا انتقال ہوا تو فضالہ نے حکم دیا کہ ان کی قبر زمین کے برابر بنائی جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمایا کرتے تھے، ان کے علاوہ جو مسلمان روم میں شہید ہوئے تھے، سب کی قبریں اسی طرح بنوائیں،

ایک شخص مصر آیا اور حدیث سننے کے لئے ملاقات کی تو دیکھا کہ پرانندہ سر اور برہنہ پاپین، بڑا تعجب ہوا، اور بولا کہ امیر شہر کو یہ حالت؟ فرمایا ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تن آسانی اور بناؤ سنگھار کی ممانعت کی ہے، اور کبھی کبھی ننگے پیر رہنے کو بھی فرمایا ہے،

”ق“

حضرت قتادہ بن نعمان

نام و نسب، قتادہ نام، ابو عمر کنیت، قبیلہ اوس کے خاندان ظفر سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے،
 قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سوا بن ظفر (کعب) بن خزرج بن عمرو بن مالک
 بن اوس، مان کا نام انیسہ بنت قیس تھا، جو قبیلہ نجار سے تھیں اور حضرت ابو سعید خدی
 کی والدہ ہوتی تھیں، اس بنا پر قتادہ اور ابو سعید اخیا فی بھائی تھے،
 اسلام، عقبہ ثانیہ میں بیعت کی،

غزوات، بدر میں شریک تھے، غزوہ احد میں حیرت انگیز صبر و استقلال کا اظہار کیا،
 میدان میں واو شجاعت سے رہے تھے، کہ کسی مشرک نے آنکھ پر حملہ کیا، آنکھ باہر نکال کر خیار
 لشک آئی، لوگوں نے کہا اس کا کاٹ دینا بہتر ہو، بولے رسول اللہ صلعم سے مشورہ کر لو،
 آپ نے فرمایا، نہیں، اور خود دست مبارک سے آنکھ کو اوس کی جگہ پر لگا دیا، اور دعا کی
 اللہم! کسما کسما جلا! خدا کی شان! کہ یہ آنکھ نہایت خوبصورت اور تیز تھی، ان کی اولاد
 میں کسی شخص نے اس واقعہ کو دو شعرون میں نظم کر دیا ہے،

انا بن الذی سالت علی الخدعینہ فزدت بکف المصطفیٰ احسن العبد

فعاذت کما کانت لاؤل امہا فیا حسن ماعین ویا حسن بارد

بعض لوگوں نے اس کو جنگ بدر کا واقعہ قرار دیا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ احد کا
 واقعہ تھا، امام مالک، دارقطنی، بیہقی، اور حافظ ابن عبد البر نے اسی لئے کوثر خبیج ہی ہے۔

لے اسد الغابہ صفحہ ۱۹۵، جلد ۲، ص ۱۹۵، صحیح بخاری صفحہ ۲۰۵، جلد ۲، ص ۲۰۵، اسد الغابہ صفحہ ۱۹۷، جلد ۲، ص ۱۹۷

فتح کہ میں بنو طغر کا علم ان کے پاس تھا،

غزوہ خنین میں ثابت قدم رہے تھے

سلسلہ مدین آنحضرت صلعم نے اسامہ بن زید کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ

کیا تھا، تمام اکابر مہاجرین اور انصار اس میں شریک تھے، حضرت قتادہؓ بھی اس میں شامل تھے،

وفات | سلسلہ مدین انتقال کیا، حضرت عمرؓ اس وقت سند خلافت پر متمکن تھے،

انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمرؓ ابو سعید خدری اور محمد بن مسلمہ قبر میں اُترے

وفات کے وقت ۶۵ سال کا سن تھا،

اہل و عیال | اولاد کے نام یہ ہیں، عمر، عبید،

بیوی کا نام معلوم نہیں، اتنا معلوم ہے کہ ان سے نہایت محبت کرتے تھے،

غزوہ اُحد سے قبل شادی کی تھی،

فصل و کمال | افضل اُئے صحابہ میں تھے، ان سے خود صحابہ استفادہ کرتے تھے، حضرت

ابو قتادہ اور ابو سعید خدری کے استغنیٰ کتب حدیث میں منقول ہیں،

مرویات کی تعداد یہ ہے، ان میں سے ایک میں بخاری منقول ہیں،

راویوں میں حضرت ابو سعید خدری، حضرت خذیفہ اور حضرت محمود بن لبید

جیسے اکابر صحابہ کا نام داخل ہے،

اخلاق | بیاض اخلاق میں زہد کا عنوان نہایت جلی ہے،

۱۔ اسد الغابہ صفحہ ۱۹۶ جلد ۴، سلسلہ طبقات ابن سعد صفحہ ۱۳۶، سلسلہ استیعاب صفحہ ۵۴ جلد ۲، لکھ ایضاً،

۲۔ اسد الغابہ ۱۹۶ جلد ۴، لکھ مسند صفحہ ۱۵ جلد ۴، لکھ صحیح بخاری صفحہ ۵۰ جلد ۲

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ

نام و نسب، [قیس نام، ابو الفضل کنیت، خاندان ساعدہ (قبیلہ خزرج) کے معزز کن اور حضرت سعد بن عبادہ سردار خزرج کے فرزند ارجمند ہیں، سلسلہ نسب، پدر گرامی کے حالات میں بیان ہو چکا، والدہ ماجدہ کا نام فکیہ بنت عبید بن ولیم تھا، اور ان کے والد بزرگوار کی بنت عم تعین،

اجداد گرامی، مدینہ کے مشہور خیر اور رؤسا اعظم گذرے ہیں، والد ماجد قبیلہ خزرج کے سردار اور صحابیت کے شرف سے ممتاز تھے، آل ساعدہ کا یہ نامور اسی سپہر برین کا آفتاب عالم تاب تھا،

اسلام، ہجرت نبوی سے قبل مذہب اسلام سے مشرف ہوئے،

غزوات، تمام غزوات میں شرکت کی، حبشہ انجھڑ میں کہ رجب ۱۱ھ میں ہوا شریک تھے، یہ غزوہ مسلمانوں کے لیے سرتاپا امتحان و آزمائش تھا، ۳۰۰۰۰ میوں کو لیکر جن میں حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے، حضرت ابو عبیدہؓ ساعل کی طرف گئے، وہاں ۱۵ روز قیام رہا، زوارہ ختم ہو چکا تھا، اور تمام لشکر بے آب و دانہ تھا، لوگ پیٹے جھاڑ جھاڑ کر کھاتے تھے، قیس نے یہ دیکھ کر ۳ اونٹ قرض لیے اور ان کو ذبح کرایا، اسی طرح ۳ مرتبہ میں ۱۹ اونٹ قرض لیکر ذبح کیے اور تمام لشکر کے قوت کا سامان مہیا کیا، حضرت ابو عبیدہؓ نے یہ دیکھ کر کہ زیادہ نیر بار ہو رہے ہیں منع کیا،

حضرت ابو بکر و عمرو نے کہا کہ ان کو روکا جائے، ورنہ اپنے باپ کا مال اسی طرح اڑاؤ الین گے، غزوہ سے واپس ہو کر لوگوں نے آنحضرت صلعم سے ذکر کیا، فرمایا کہ سخاوت اور فیاضی اس گھرانے کا خاصہ ہے۔

غزوہ فتح میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھے، سعد بن عبادہ سے جب آنحضرت صلعم نے جھنڈا لیا تو انھیں کو عطا کیا تھا،

غزوات کی علمبرداری کے علاوہ، وہ خلافت اسی کے ایک ضروری رکن تھے، خلافت کا نظام جن اہل کان سے قائم تھا، حضرت قیس انھیں میں کے ایک تھے، حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں،

ان قیس بن سعد کان یکون بین یدی النبی ﷺ قیس کا دربار رسالت میں وہ درجہ تھا جو کسی صلح بنزلة صاحب لشرط من الامیر بادشاہ کے یہاں پولیس کے افسر علی کا ہوتا ہو،

جناب امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں ان کو خاص خصوصیت حاصل تھی، مسند خلافت پر جلوس فرما ہوئے تو ان کو مصر کا والی مقرر کیا، امیر معاویہ نے ہر چند کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے، اور مصر میں کسی قسم کی شورش نہ ہو سکی، آخر کو فیون کو اٹھا کر حضرت علی سے قیس کی معزولی کا فرمان بھجوا دیا، اور محمد بن ابی بکر والی ہو کر مصر گئے، لیکن مصر کی حکومت ان کے بس کی نہ تھی، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کی حکمت عملی نے بد امنی کا ایک طوفان کھڑا کر دیا، جس سے سد خلافت ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی،

حضرت قیس، مصر سے مدینہ چلے آئے، یہاں مردان موجود تھا، اس نے وہابی دہی

۱۔ اسد الغابہ صفحہ ۱۱۵ جلد ۲، ۲۔ ایتھاب صفحہ ۸۳ جلد ۲، ۳۔ ایضاً، ۴۔ صحیح بخاری صفحہ ۵۹۰ جلد ۲

مجبور ہو کر کوٹہ گئے، اور جناب امیر کے ساتھ بود و باش اختیار کی،
 اسی زمانہ میں مصنفین کا واقعہ پیش آیا، حضرت قیس اس میں شریک ہوئے، اور
 یہ اشعار پڑھے،

هذا اللواء الذي كنا نحت به مع النبي وجبريل لنا مدد
 حاضر من كانت الانصار عليه ان لا يكون له من غيرهم احد
 قوم اذا احادوا طالت اكفهم بالمشرفية حتى يفتح البلد
 اس سے قبل جنگ جمل میں بھی حصہ لے چکے تھے،

جنگ نہروان میں اپنی تمام قوم کے ساتھ شامل تھے، ابتداءً تمام محبت کے لیے
 جناب امیر علیہ السلام نے حضرت ابو ایوب انصاری اور قیس کو خوارج کے لشکر میں
 بھیجا، عبداللہ بن سحر خارجی سے گفتگو ہوئی، اوس نے کہا کہ آپ کی اتباع منظور نہیں،
 ہاں عمر بن خطاب جیسا کوئی شخص ہو تو اوس کو خلیفہ بنا سکتے ہیں، قیس نے جواب دیا کہ
 ہم میں علی بن ابی طالب ہیں، تم میں کوئی اس مرتبہ کا ہو تو پیش کرو، بولا ہم میں کوئی نہیں،
 فرمایا تو میرا اپنی جلد خبر لو، میں دیکھتا ہوں کہ قتنہ تمہارے ولوں میں آشیانہ بنارہا ہے،

لڑائی کے بعد بھی جناب امیر کے وفادار دوست رہے، ششمہ عین جناب
 امیر علیہ السلام شہید ہوئے اور عنان خلافت امام حسن علیہ السلام کو تفویض ہوئی،
 قیس ان کے بھی دست و بازو رہے، امیر معاویہ نے جناب امیر کی خبر شہادت سن کر ایک
 لشکر بھیجا تھا، قیس ہزار آدمیوں کو لیکر جن کے سر منڈے ہوئے تھے اور موت پر جمعیت
 کر چکے تھے، شامی لشکر کا آکا روکنے کے لئے انبار پہنچے، امیر معاویہ نے انبار کا محاصرہ کیا،

اسی اثنار میں فریقین میں صلح ہو گئی، اور امام حسن نے قیس کو خط لکھا کہ شہر معاویہ کے سپرد کر کے میرے پاس مدائن چلے آؤ، خط پہنچا تو نہایت برہم ہوئے اور امام حسن کو سخت دسست کہا، پھر سب کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا، اور کہا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کرو، قتال بلا امام یا اطاعت معاویہ، سب نے اتفاق کہا کہ جنگ کے بجائے امن چھوڑا، ہم سب امیر معاویہ کی بیعت میں داخل ہوتے ہیں، قیس نے ان لوگوں کے لیے امیر سے امان طلب کی اور سب کو یکدم مدائن چلے آئے،

یہاں سے مدینہ کا رخ کیا، ساتھیوں کے لیے خوراک اپنے اونٹ ذبح کراتے تھے، مدینہ پہنچنے تک ایک اونٹ روزانہ ذبح کرایا،

مدینہ آکر گوشہ تنہائی اختیار کیا، اب اس آٹھ مہینے میں مصروف ہوئے، یہاں تک کہ اسکا مقررہ وقت آگیا،

وفات، اسلئے مدین انتقال کیا، یہ امیر معاویہ کی حکومت کا اخیر زمانہ تھا، کچھ دنوں بیمار رہے، اہل مدینہ کثرت سے ان کے قرضدار تھے اسلئے عیادت کو آتے ہوئے ٹھرتے تھے، انھوں نے اعلان کروایا کہ جس پر قبضہ قرض ہو، میں معاف کرتا ہوں، اس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام شہر امن آگیا۔ حضرت عائشہؓ نے اسکا جنازہ پڑھا، لوگ ان کی کثرت ہوئی کہ آمد و رفت میں کوٹھے کا زینہ ٹوٹ گیا،

اہل و عیال، لڑکے کا نام عامر تھا، اپنے والد امیرؓ کی وصیت کی ہی،

حلیہ، حلیہ تھا، قلمیاء، ان کے ہر انوار سے نور نکلتا تھا، چہرہ پر ایک بال نہ تھا، اسلئے انصار و منافقین میں رشتہ نہ تھا، ان کے لیے ایک دارق خرید لیجائی

قد اتنا لمبا تھا کہ گدھے پر سوار ہوتے تو پیر زمین پر لٹکتے تھے،

فضل و کمال، [فضلائے صحابہ میں تھے، اشاعت حدیث، خاص نصب العین تھا، مصر میں جب امیر ہو کر گئے، تو بعض حدیثین منبر پر بیان لکین،

مسائل میں غور و فکر اور تحریر سے کام لیتے تھے،

ایک شخص نے صدقہ فطر کی بابت سوال کیا، فرمایا زکوٰۃ سے پیشتر آنحضرت صلعم نے اس کا حکم دیا تھا، جب زکوٰۃ مقرر ہو گئی تو نہ حکم دیا اور نہ منع فرمایا، اسی بنا پر ہم لوگ اب تک ادا کرتے ہیں،

راویان حدیث اور تلامذہ خاص میں اصحاب ذیل کا نام لیا جاسکتا ہے،

حضرت انس بن مالک، ثعلبہ بن ابی مالک، ابو مسرور، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ،

ابو عمار غریب بن حمید ہمدانی، شعبی، عمرو بن شریحیل وغیرہ،

اخلاق و عادات، [گلستان سیرت، نسیم اخلاق سے شگفتہ ہو، خدمت رسول، زہد و اتقا،

اویس بن موت، جرد و سخا، رائے و تدبیر، شجاعت و بسالت، ہر دلعزیزی اور بے تقصیبی،

اس نوبادہ ساعدہ کے گلمائے شگفتہ ہیں،

رسول اللہ صلعم کی خدمت دین و دنیا کی سعادت ہو، تمام صحابہ اس شرف عظیم

کے لیے جہد و جہد کرتے تھے، لیکن یہ

این سعادت بزور بازو نیست

حضرت قیسؓ کو یہ شرف بھی حاصل تھا، مسند ابن جنبل میں ہے،

ان اباء دخیه الى النبي صلعم یخمدونہ یعنی ان کجاپ حضرت سعدؓ نے ان کو آنحضرت صلعم کے

حوالہ کیا کہ ان سے کام لیا کریں،

زہد کا یہ حال تھا کہ امام حسن علیہ السلام کے زمانہ خلافت کے بعد بالکل عزت نشین ہو گئے تھے، اکثر عبادت کیا کرتے تھے،

فرائض سے گزر کر نوافل تک نہایت پابندی سے ادا ہوتی تھیں، یوم عاشورہ کا روزہ نفل ہی، رمضان کے روزوں سے قبل تمام صحابہ رکھتے تھے، روزہ رمضان فرض ہونیکے بعد اس کی ضرورت باقی نہ رہی، تاہم حضرت قیسؓ ہمیشہ عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے،

حائل رسالت کے ادب و احترام کا یہ حال تھا کہ ایک بار آنحضرت صلیم سعد بن عبادہ کے مکان تشریف لے گئے، واپسی کے وقت سعد نے اپنا گدھا منگایا اور اس پر چاڑھ چڑھائی، اور قیسؓ کہا کہ تم آپ کے ساتھ ساتھ جاؤ، قیس چلے تو آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ، انھوں نے انکار کیا، ارشاد ہوا کہ سوار ہو یا واپس جاؤ، حضرت قیسؓ آنحضرت صلیم برابر بیٹھا خلافت ادب سمجھتے تھے، اسلئے واپس آئے، جو وسخا، فیاض و کرم ان کی زندگی کا روشن تر وصف ہے، اسماء الرجال کے مصنفین لکھتے ہیں،

کان من کرم اصحاب النبی صلیم و اسخیاہم یعنی وہ صحابہ بن نہایت کریم اور سخی تھے،

سخاوت ایک حد تک تو فطری تھی، یعنی طبعاً فیاض پیدا ہوئے تھے، لیکن اس میں ملک آب و ہوا، والدین کے طرز بود و ماند، اور خاندان کی قدیم خصوصیات کو بڑی حد تک دخل تھا،

جیش الجحط کے معرکہ میں جب مدینہ آکر اپنے والد سے لوگوں کی فاقہ مستی کا حال بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اونٹ ذبح کراتے، جواب دیا کہ میں نے ایسا ہی کیا، دوسرے فاقہ کا حال کہا تو بولے کہ پھر ذبح کراتے، عرض کیا کہ یہی کیا تھا، اسی طرح چوتھی مرتبہ کی بھوک اور شدت سُکھ فرمایا کہ پھر ذبح کراتے، بولے کہ پھر مجھے روک دیا گیا،

اسی غزوہ میں حضرت ابو بکر و عمرؓ نے جو جملہ ان کے متعلق استعمال کیا تھا، اسکی خبر سعد بن عبادہ کو پہونچ گئی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آکر کھڑے ہوئے، اور کہا کہ ابن ابوقحافہ اور ابن خطاب کی طرف سے کوئی جواب دے، وہ میرے بیٹے کو بخیل کیون بنانا چاہتے ہیں،

جس شخص کا باپ اتنا دریا دل ہو، اس کی فیاضی کی کیا انتہا ہو سکتی ہے مصنف
اسد الغابہ لکھتے ہیں،

واما جودہ لافلہ فیہ اخبار کثیرۃ یسے ابن کی سخاوت کے قصے کثرت سے مشہور ہیں ہم
لا نطول بذکرہا، انکا ذکر طوالت کے خون سے قلم انداز کرتے ہیں،

کثیر بن صلت، امیر معاویہ کے قرضدار تھے، انھوں نے مروان کو لکھا کہ کثیر کا مکان تم خرید لو، اگر نہ دین تو روپیوں کا مطالبہ کرنا، روپیہ تو خیر ورنہ مکان فروخت ڈالنا، مروان نے کثیر کو بلا کر اس واقعہ سے آگاہ کیا اور ۳ روز کی صلت دی، کثیر کو مکان بیچنا منظور نہ تھا، روپیوں کی فکر کی، لیکن ۳۰ ہزار کی کمی باقی تھی، سخت پریشان تھے کہ کہاں سے پوری ہو، اتنے میں قیس کا خیال آیا، ان کے مکان پہنچے، اور ۲۰ ہزار قرض مانگا، انھوں نے فوراً دیدیا، چنانچہ مروان کے پاس روپیے لیکر آئے، اس کو رحم آگیا،

اور مکان اور روپیے دونوں ان کے حوالے کیے، وہاں سے اٹھ کر قیس کے پاس پہنچے اور ۳۰ ہزار کی رقم پیش کی انھوں نے قبول کرنے سے انکار کیا، اور کہا کہ جو چیز ہم دیدیتے ہیں اوس کو پھر واپس نہیں لیتے،

ایک ضعیفہ اپنی مفکوک اگالی اور فقر کی شکایت لیکر آئی، اور کہا کہ میرے گھر میں چوہے نہیں ہیں (یعنی اناج نہیں، جس سے چوہے آئین) فرمایا سوال نہایت عمدہ ہے، اچھا جاؤ اب تمہارے گھر میں چوہے ہی چوہے نظر آئیں گے، چنانچہ اس کا گھر غلہ اور روغن اور دوسری کھانے کی چیزوں سے بھر دیا،

آبائی جائیداد میں نہایت استغناء اور سیر چمپی ظاہر کی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ شام روانہ ہوتے وقت اپنی تمام جائداد اولاد پر تقسیم کر گئے تھے، ایک لڑکا ان کی وفات کے بعد پیدا ہوا، اس کا حصہ انھوں نے نہیں لگایا تھا، حضرت ابو بکر و عمر نے قیس کو مشورہ دیا کہ اس تقسیم کو فسخ کر کے، از سر نو حصے لگائیں، انھوں نے کہا کہ میرے باپ جس طرح حصے لگا گئے ہیں، بدستور باقی رہیں گے، باقی میرا حصہ موجود ہی وہ میں اوس کو دیتے ہیں، رائے و تدبیر میں تمام عرب میں انتخاب تھے، مصنف اسد الغابہ لکھتے ہیں،

کاؤالیدون دھاۃ العرب حین نارت الفتنۃ	یعنی ایام فتنہ میں عرب میں چال اور حکمت عملی والے
خمسۃ دھط، یقال لہم ذو وراۃ العرب و ملکد تھم	پانچ شخص تھے، معاویہ، عمرو، قیس، مغیرہ
معاویۃ و عمر بن العاص و قیس بن سعد و الخیر	عبداللہ بن ابی بن عبداللہ بن بدیل اور قیس
بن شعبہ و عبداللہ بن بدیل بن ورقاع	جناب امیر کے ساتھ، اور عمرو، معاویہ کے ساتھ تھے
" " " "	اور مغیرہ طاغف میں عرب میں نشین ہو گئے تھے،

ہوشیاری اور چالاکی کا یہ عالم تھا کہ جب تک وہ مصر کے والی رہے، امیر معاویہ اور عمرو کی کوئی حکمت کارگر نہ ہوئی، وہ کہتے ہیں،

لولا الاسلام لمکرت مکر الاطیقا العرب! یعنی اگر اسلام نہ ہوتا تو میں ایسا مکر کرتا جس سے تمام عرب عاجز آجاتا،

اپنی قوم میں نہایت ہرولعزیز اور تمام انصار پر حاوی تھے،
حسب بن سلمہ، فتنہ اولیٰ (قتل حضرت عثمانؓ) کے زمانہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آئے، اور کہا کہ اسی گھوڑے پر سوار ہو جائیے، خود زین سے ہٹ گئے، قیس نے اس بنا پر آگے بیٹھنے سے انکار کیا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آگے خود جانور کے مالک کو بیٹھنا چاہیے، حسب نے کہا یہ میں بھی جانتا ہوں، لیکن آپ کے پیچھے بیٹھنے میں مجھ کو اطمینان نہیں،

نہایت درجہ بے تعصب تھے، قادیسیہ میں سہل بن حنیف کے ساتھ بیٹھے تھے، ایک جنازہ گزرا تو جیسا کہ مسلمانوں کا عام قاعدہ تھا، کھڑے ہو گئے، لوگوں نے کہا آپ ناحق کھڑے ہوئے، وہ ایک ذمی کا جنازہ تھا، حضرت قیسؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک یہودی کے جنازہ کے لیے اُٹھے تھے۔ جب واقعہ معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کیا مضا القہر؟ آخر وہ بھی تو ایک جان ہے،

شجاعت و بسالت کا تذکرہ غزوات میں آچکا ہے، اس بنا پر اس کا اعادہ چندان ضرور نہیں،

حضرت قرظہ بن کعب

نام و نسب، قرظہ نام، ابو عمرو کنیت، قبیلہ حارث بن خزرج سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ قرظہ بن کعب بن کعب بن ثعلبہ بن عمرو بن کعب بن الاطنابہ، بعض لوگوں اس طرح لکھا ہے، قرظہ بن عمرو بن کعب بن عمرو بن عامر بن زید مناة بن مالک بن ثعلبہ کعب بن خزرج بن اخیارث بن الخزرج،

ان کا نام خلیدہ بنت ثابت بن سنان تھا، اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات اور عام حالات، غزوہ اُحُد، غزوہ خندق اور تمام غزوات میں شرکت کی، عہد صدیقی مدینہ میں گذرا، حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں عمار بن یاسر کے ساتھ کوفہ آئے، اور یمن میں مقیم ہوئے، حضرت عبداللہ بن مسعود کے ایام حکومت میں مسلمہ کذاب مدعی نبوت کے ایک دوست کو جو ابن النواحہ کے نام سے مشہور تھا کوفہ میں قتل کیا،

۳۳ھ (خلافت فاروقی) میں رسے کی ہم سر کی، جناب امیر علیہ السلام جنگ جمل کے لیے روانہ ہوئے، تو ان کو کوفہ پر جانشین بنایا، اور جب صفین کے لیے نکلے تو ان کو ہمراہ لینگے اور ابو مسعود بدری کو کوفہ پر چھوڑا،

اس زمانہ میں ان کے علاوہ کا ایک واقعہ تاریخوں میں مذکور ہے، ذمیون کی ایک نہر خشک ہو کر مٹ رہی تھی، اور ذمی پانی نہ ہونے کی وجہ سے اس مقام کو چھوڑنا چاہتے تھے، جناب امیر علیہ السلام کے پاس ایک وفد بھیجا، اور حالات گوش گزار کئے،

آپ نے قزطہ کو ایک خط لکھا جو بحسنہ تاریخ یعقوبی میں درج ہے، ہم اُس کے بعض فقرے
اس مقام پر نقل کرتے ہیں،

فانظرات دھم شہر اعمرو اصلہ النھر
فلم یلک لانیعمر و احب الینامن ان یحی
وان لیجن وادلیقصر وانی واجب من
صلاح البلاد (۲۳۰ ج ۲)

تم اور وہ (دومی) بلکہ اس معاملہ پر غور کرو، ان کے
آباد رہنے کی فکر رکھو، اور نہرو رست کرو، خدا
کی قسم میں انکا آباد رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں،
اؤ نکا عاجز اگر بھاگ جانا یا زمین اور آبادی کی
سعی فلاح میں ناکام رہنا مجھے منظور نہیں،

وفات، حضرت علی علیہ السلام کے عہد خلافت میں انتقال فرمایا، جناب امیر نے نماز
جنازہ پڑھی، اہل کوفہ کو ان کی وفات کا سخت صدمہ ہوا، چنانچہ بزم ماتم قائم ہوئی،
اور ہر طرف کھرام بچ گیا، کوفہ میں یہ بالکل نئی بات تھی، ابو حاتم رازی، ابن سعد،
ابن حبان، اور قاضی ابن عبد البر کا یہی خیال ہے،

لیکن صحیح مسلم میں اس کے خلاف روایت آئی ہے، اس بنا پر بعض لوگوں نے
انکا سنہ وفات خلافت علویہ کے بجائے عہد معاویہ قرار دیا ہے، صحیح مسلم میں ہے کہ قزطہ بن
کعب پر کوفہ میں فوجہ کیا گیا، تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہنم
فوجہ کیا جائے اوس کو قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا، اس روایت میں جندامور قابل
محاط ہیں،

۱۔ مغیرہ بن شعبہ کے کوفہ میں موجود ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امیر معاویہ کا
عہد خلافت تھا، اور مغیرہ کوفہ کے والی تھے، کیونکہ جناب امیر اور امیر معاویہ کے ایام
جنگ میں مغیرہ طائف میں عزالت نشین تھے، حضرت علی کے انتقال کے بعد کوفہ آئے

اور امام حسن سے صلح کے بعد امیر معاویہ نے ان کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا،
 ۲۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں تصریح ہے کہ مغیرہ اس زمانہ میں امیر کوفہ تھے
 ۳۔ ترمذی میں ہے کہ مغیرہ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا اور رونے کی ممانعت پر
 حدیث پڑھی،

۴۔ صحیح بخاری کتاب العلم میں ہے کہ مغیرہ نے بحالت امارت، خلافت معاویہ
 میں انتقال کیا،

۵۔ مغیرہ کی امارت کوفہ نہ ہو تھی،

ان تمام روایتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کے عہد میں ان کا انتقال
 ہوا، یہی وجہ ہے کہ ابن سعد نے طبقات الکوفین میں پہلی روایت کو لیا ہے، دوسری جگہ
 اس سے ہٹ کر لکھتے ہیں، مات بالکوفة والمنيرة والعلية،

حافظ ابن حجر نے تہذیب میں ایک احتمال پیدا کیا ہے، یعنی یہ کہ صحیح مسلم کی
 روایت میں جو واقعہ ضرور نہیں کہ امارت مغیرہ کا ہو، ممکن ہے کہ مغیرہ امیر نہ ہوں،
 اور یہ جملہ عہد امیر میں کہا ہو، لیکن یہ کیسی طرح صحیح نہیں، مسلم کی دوسری روایت میں اسکی
 تصریح موجود ہے، اس کے علاوہ جیسا کہ ہم نے اوپر لکھ دیا ہے، امیر علیہ السلام کے عہد میں
 مغیرہ سر سے کوفہ میں موجود ہی نہ تھے،

فضل دیکھال، [فضلاً صحابہ میں تھے، حضرت عمرؓ نے عمار بن یاسر والی کوفہ کے ہمراہ
 انصار کے دس بزرگوں کو تعلیم فقہ کے لیے بھیجا تھا، قرظہ بھی انھیں میں تھے،

آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ سے چند روایتیں کیں، عام بن سعد بخلی اور امام
 شہبی ان کے مسند فیض کے حاشیہ نشین ہیں،

اخلاق، مقدس اور عالی مرتبہ ہونے کے باوجود زندہ دل تھے، ان کے ہاں شادی
 تھی، لڑکیاں گاہر ہی تھیں، اور یہ، ابو مسعود اور ثابت بن یزید کے ساتھ بیٹھے گانا سُن
 رہے تھے، عامر بن سعد نے کہا آپ لوگ صحابی ہو کر گانا سنتے ہیں، فرمایا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ہم کو شادی میں گانے، اور موت میں نوحہ کے بغیر رونے کی اجازت دیدی ہے،



حضرت قطبہ بن عامرؓ

نام و نسب، قطبہ نام، ابو زید کنیت، قبیلہ خزرج سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے، قطبہ بن

عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ،

اسلام، عقبہ اولیٰ میں مسلمان اور عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے،

غزوات، بدر، احد اور تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، غزوہ

بدر میں نہایت پامردی اور جانبازی سے لڑے مسلمانوں اور کفار کی صفوں کے درمیان

ایک پتھر پھینکا اور کہا کہ ”جب تک یہ نہ بھاگے گا میں بھی نہ بھاگوں گا“، غزوہ احد میں

وزخم کھائے اور فتح مکہ میں نبو سلمہ کی علمبرداری کا فخر حاصل کیا،

وفات، حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی،

اخلاق، اسنت نبویؐ پر چلنے کی سخت کوشش کرتے تھے، زمانہ جاہلیت میں انصار

احرام باندھ کر دروازوں سے گھر کے اندر نہ آتے تھے، قریش میں بھی یہی دستور رہتا۔

لیکن چند قبائل مستثنیٰ تھے، ایک روز احرام کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی باغ میں

داخل ہوئے، اور صحابہ بھی ساتھ تھے، قطبہ بھی دروازہ سے اندر چلے گئے، لوگوں نے کہا

یا رسول اللہؐ یہ فاجر آدمی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو یہ لوگ فاجر کہتے ہیں جب

احرام باندھے تھے تو پھر اندر کیوں آئے؟ جواب دیا آپ کے ساتھ چلا آیا، فرمایا میں تو

احسب ہوں، عرض کی دینی دنیا جو آپ کا دین ہو وہی میرا بھی ہے، کلام مجید نے

اس خیال کی تائید کی، اور یہ آیت اُتری،

لَئِنْ أَمَرَ بَابُ تَالُو ۱۱ البینت من طهر دہا یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پیچھے سے آتے ہو،
 اس آیت کے بموجب انصار کی ایک قدیم رسم جو بالکل حماقت پر مبنی تھی، منسوخ
 ہو گئی، لیکن جس شخص نے سب سے پہلے اس کو ترک کیا وہ حضرت قطبہؒ تھے، اور اسلئے
 من سن سنة حسنة الخ کے وہی مصداق کہے جاسکتے ہیں،



”ک“

حضرت کعب بن مالک

نام و نسب | کعب نام، ابو عبد اللہ کنیت، بنو سلمہ سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے، کعب بن مالک بن ابی کعب عمرو بن قین بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد ابن سارہ بن یزید بن جشم بن خزرج، والدہ کا نام لیلیٰ بنت زید بن ثعلبہ تھا، اور بنو سلمہ سے تھیں،

جاہلیت میں ابو بکر کنیت کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے بدکر ابو عبد اللہ رکھ دی، مالک سے بھی ایک چشم و سپراغ تھے،

اسلام | عقبہ ثانیہ میں ۷۰ آدمیوں کے ساتھ مکہ جا کر بیعت کی،

غزوات | آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے اور انصار و مہاجرین میں برادری قائم کی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو غزوہ بدر میں تھے اٹکا بھائی بنایا،

غزوہ بدر میں جلدی کی وجہ سے نہ جاسکے، اور بھی بہت سے لوگ رہ گئے تھے، لیکن آنحضرت نے کسی کو کچھ نہ کہا،

اس غزوہ کی غیر حاضری کا ان کو کچھ افسوس ہی نہ تھا، خود فرماتے تھے کہ ایلۃ تعقبہ کے مقابلہ میں جو اسلام کی آئندہ کامیابیوں کا ویسا چہ تھی، میں بدر کو ترجیح نہیں دیتا، گو لوگوں میں بدر کا زیادہ چرچا ہو،

غزوہ احد میں اپنے مہاجر بھائی کی طرح داد شجاعت دی، آنحضرت صلعم کی

زور زور پہنکر میدان میں آئے، آنحضرت صلیم اُن کی زرہ زیب تن کئے تھے، اس لڑائی میں اُن زخم کھائے،

آنحضرت صلیم کے متعلق خبر اُڑی تھی کہ شہید ہو گئے، صحابہ کو سخت انتشار تھا سب سے پہلے انھوں نے پہچانا، اور باواز بند پکار اُٹھے کہ یہ رسول اللہ ہیں، آنحضرت صلیم نے اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو،

احد کے بعد جو غزوات پیش آئے، انھوں نے نہایت مستعدی سے شرکت کی، یہ عجیب بات ہے کہ عہد نبوت کے پہلے غزوہ کی طرح پچھلے غزوہ میں بھی شرکت کر کے محروم رہے، غزوہ تبوک آنحضرت صلیم کا اخیر غزوہ ہو، اور غزوہ عسرت کہلاتا ہے، آنحضرت صلیم کی عادت یہ تھی کہ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو صاف صاف نہ بتاتے، لیکن اس دفعہ خلاف معمول ظاہر کر دیا تھا، کہ مسلمان اس دراز اور مشکل سفر کے لیے تیار ہو رہے ہیں، خود حضرت کعب نے اس کے لیے دوا دنت مہیا کیے تھے، انکا بیان ہے کہ میں کسی غزوہ میں اتنا قوی اور خوشحال نہ تھا، جتنا اس دفعہ تھا،

اہتمام کی وجہ یہ تھی کہ رومیوں سے مقابلہ تھا جو ساز و سامان، تعداد و جمعیت و کثرت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی قوت شمار ہوتے تھے، آنحضرت صلیم نے مسلمانوں کی بہت بڑی جمعیت فراہم کی، اور شدید گرمی کے زمانہ میں تیار می کا حکم دے دیا،

حضرت کعب زور مہیشہ کرتے، لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا، اسی حیس و میں میں وقت گزر گیا، اور آنحضرت صلیم صحابہ کو لیکر تبوک روانہ ہو گئے،

یہاں ابھی تک سامان بھی درست نہ ہوا تھا، دل میں کہتے تھے کہ میں جاسکتا ہوں
پھر نیت بدل جاتی، اسی طرح روزانہ سفر کا قصد کرتے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بتوک پہنچنے کی خبر آگئی،

شہر میں نکلتے تو منافقین اور ضعفا کے علاوہ کوئی نظر نہ آتا، سخت شرمندگی
ہوتی کہ تنو مند اور صحیح سالم ہو کے کیوں پیچھے رہ گیا،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رہ جانے کا خیال بھی نہ تھا، فوج کا کوئی رجسٹر نہ بنا تھا
جس سے غیر حاضر رہنے والوں کا پتہ چلتا، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جانے کا
ذریعہ صرف وحی الہی تھی،

بتوک پہنچ کر ان کو دریافت کیا، بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ!
ان کو اپنے کپڑے دیکھنے سے فرصت نہیں، یہاں کیسے آتے، معاذ بن جبل نے کہا یہ
غلط ہو، ہم نے ان میں کوئی بڑی بات نہیں پائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر خاموش ہو گئے
غزوہ ختم ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کی خبر پہنچی، تو ان کے دل مختلف
خیالات موجزن ہوئے، گھر کے لوگوں سے مشورہ کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی سے
پہنچنے کی کیا تدبیر ہے، کبھی کبھی یہ سمجھ میں آتا کہ باتیں بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عصبہ سے
نجات حاصل کریں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے قریب پہنچے تو یہ تمام دوسو سے
دور ہو گئے، اور تہیہ کر لیا کہ چاہے جو کچھ ہو سچ سچ تمام ماجرا کہہ دینا چاہیے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو ۸۰ سے اوپر آدمیوں کی ایک جماعت معذرت
کی غرض سے حاضر ہوئی اور قسم کھا کر سب نے عذر بیان کیے، آپ نے سب کا عذر
قبول کیا، بیعت لی اور استغفار فرمایا، اس کے بعد حضرت کعب بن لہیؓ آئے، آنحضرت

ان کو دیکھ کر طنزاً مسکرایا، اور فرمایا، آؤ، وہ سامنے آکر بیٹھ گئے، پوچھا بتاؤ غزوہ میں کیون نہ گئے؟ عرض کی حضور سے کیا چھپانا! اگر کوئی دنیاوی حاکم پوچھتا تو سو طرح کی باتیں بنا کر راضی کر لیتا، کیونکہ میں مقرر اور مباحث واقع ہوا ہوں، لیکن آپ کے سامنے سچ بولوں گا، شاید خدا معاف کر دے، جھوٹ بولنے سے اس وقت آپ خوش ہو جائیں گے، لیکن پھر خدا آپ کو میری طرف سے ناراض کر دے گا، واقعہ یہ ہے کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا، میں نہایت قوی اور مالدار تھا، اور با اینہم نہ گیا، آنحضرت صلیم نے فرمایا، انھوں نے سچی بات کہی، اچھا جاؤ، تمہارے لیے خدا جو فیصلہ کرے،

یہ وہاں سے اٹھے تو بنو سلمہ کے کچھ لوگوں نے کہا، کہ اس سے پہلے تم نے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا تھا، اور تعجب ہے کہ اس کے لیے کوئی عذر بھی نہ پیش کر سکے، اور لوگوں کی طرح تم نے بھی کوئی عذر کر دیا ہوتا، رسول اللہ صلیم نے استغفار کیا تھا، سات ہو جاتا، یہ بات سن کر دوسو سہ پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلیم کے سامنے جا کر اگلے بیان کی تردید کریں، پھر کچھ سوچ کر پوچھا کہ میرے جیسے کچھ اور لوگ بھی ہیں؟ معلوم ہوا ہاں، دو آدمی اور ہیں، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ، دونوں بزرگ نہایت صالح اور غزوہ بدر میں ^{مقتد} رسول اللہ صلیم کے ہمراہ تھے، ان کے نام سن کر تسکین ہوئی، اور جھوٹ کے ارادے سے باز آئے،

آنحضرت صلیم نے ان تینوں سے مسلمانوں کو بات چیت کرنے کی مانعیت کر دی تھی۔ ۵۰ دن تک یہی نوبت رہی لوگ ان کو گھوٹھور کر دیکھتے تھے مرارہ اور ہلال تو گھر میں بیٹھ گئے تھے اور رات دن رویا کرتے تھے، کعب جو ان آدمی تھے گھر میں کہاں بیٹھ سکتے تھے، پانچون وقت مسجد میں نماز کو آتے اور بازاروں میں پھرتے

لیکن کوئی مسلمان بات تک نہ کرتا،

مسجد میں آتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد سلام کرتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصلے پر بیٹھے رہتے، یہ دیکھتے کہ جواب میں ہونٹ ہلے یا نہیں، پھر قریب ہی نماز پڑھتے۔ رگوشہ چشم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تکتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے رہتے، جب نماز سے فارغ ہو کر متوجہ ہوتے، تو آپ منہ پھیر لیتے تھے،

میری برتاؤ گھروالوں کا بھی تھا، ابوقتادہ عم زاد تھے، ان کے مکان کی دیوار پر چڑھے، اور سلام کیا، انھوں نے جواب تک نہ دیا، انھوں نے تین مرتبہ قسم دیکر پوچھا کہ تم یہ جانتے ہو کہ میں اللہ اور رسول کو محبوب رکھتا ہوں، انھوں نے اخیر مرتبہ جواب دیا کہ خدا اور رسول کو خبر ہوگی، اس جواب سے سخت مایوسی ہوئی کہ اب میرے ایمان کی بھی کوئی گواہی دینے والا نہیں، بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور بازار کی طرف نکل گئے، وہاں ایک بطنی جو شام کا باشندہ تھا، ان کو ڈھونڈ رہا تھا، مسلمانوں نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھو وہ آ رہے ہیں، وہ بادشاہ غسان کا ان کے پاس خط لایا تھا، لکھ کر پڑھا تو یہ تحریر تھا کہ تمہارے صاحب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم پر زیادتی کی، لیکن خدا نے تم کو کسی ذلیل گھرمین نہیں پیدا کیا، تم میرے پاس آ جاؤ، مضمون پڑھ کر کہا یہ بھی ایک آزمائش ہے، اور اس کو ایک تنور میں ڈال دیا،

چالیس دن گذرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آدمی پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اپنی بیوی سے علحدہ ہو جاؤ، پوچھا طلاق چاہو، وہ بولا نہیں صرف الگ رہو، اپنی بیوی سے جا کر کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ، اور جب تک میری نسبت خدا کوئی فیصلہ نہ کر دے تو میں رہو، ہلائی اور دہرائی کہ کوئی حکم ہو اتنا، لیکن ہلال بہت بڑھے تھے،

اون کی بیوی خدمت کرنے کے لیے اجازت لے آئیں، ان گھروالوں نے کہا تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے آؤ، بولے میں نہیں جاتا، معلوم نہیں آپ کیا فرمائیں، پچاس دن پورے ہوئے، فجر کی نماز پڑھ کر ایک چھت پر بیٹھے ہوئے تھے، اور دل میں کہہ رہے تھے کہ اب تو زندگی سے بیزار ہوں، زمین و آسمان مجھ پر تنگ ہیں، کہ پہاڑ پر سے آواز آئی اسے کعب! بشارت ہو، سمجھ گئے کہ اللہ نے توبہ قبول کی، سجدہ میں گرے، دو آدمیوں نے جس میں ایک گھوڑے پر سوار تھا، اگر خوشخبری سنائی، انھوں نے اپنے کپڑے اتار کر دونوں کو دیدیئے، اور کپڑے موجود نہ تھے، مانگ کر پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے،

راستہ میں لوگ جوق جوق چلے آ رہے تھے، سب نے مبارکباد دی، مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بیٹھے تھے، حضرت طلحہؓ نے دوڑ کر مصافحہ کیا، اور لوگ بیٹھے رہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، چہرہ مبارک مسرت سے چاند کی طرح چمک رہا تھا فرمایا تم کو بشارت، جب سے تم پیدا ہوئے، آج سے بہتر کوئی دن نہ گزرا ہوگا، پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے معاف کیا؟ فرمایا خدا نے، جوش مسرت میں عرض کیا کہ اپنا مال صدقہ کرتا ہوں، فرمایا کہ کچھ صدقہ کر، انھوں نے خیر کا حصہ صدقہ کیا، اس کے بعد کہا کہ خدا نے مجھ کو صرف بیچ کی وجہ سے نجات دی اب یہ عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ بیچ بولوں گا، بیچ بولنے میں حضرت کعبؓ کو جس ابتلا کا سامنا ہوا، اس کی نظیر سے اسلام کی تاریخ خالی ہو، ایسے ایسے عظیم الشان مصائب پر بھی ان کا قدم صدق، جادہ استقلال سے نہ ہٹا،

قرآن مجید کی یہ آیتیں ان کے متعلق نازل ہوئیں،

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَقُوا اِزْحَقَ اِذَا خَلَقْنَا
 عَلَيْهِمُ الْاَرْضَ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ
 اَنْفُسُهُمْ وَظَلَمُوا اَنْ لَا يَجِئِنَّ اللّٰهَ الْاٰلِیُّهَ
 ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ لَتَّٰبٌ
 الرَّحِیْمُ (توبہ رکوع ۳۱)

یعنی خدا نے ان تین آدمیوں کی توبہ قبول کی جو
 پیچھے چھوڑے گئے تھے، یہاں تک کہ جب اُن پر
 زمین اُپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہو گئی، اور
 خود اُنہی زندگی سے بھی تنگ آ گئے، اور انہوں نے
 سہم لیا کہ صرف خدا ہی سے پناہ لینا چاہیے، تو
 خدا اُن کی طرف رجوع ہوا تاکہ وہ اس کی
 طرف رجوع ہوں، بیشک خدا توبہ قبول
 کرنے والا اور مہربان ہے،

اس آیت میں خلفو کا لفظ ہے جس کے معنی غزوہ سے پیچھے رہنا نہیں، بلکہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن کے معاملہ میں امر الہی کا منتظر رہنا اور اُن کی چھوڑ رکھا ہے،
 عہد نبوی کے بعد حضرت عثمان کی شہادت کے روح فرسا واقعہ میں انہوں نے
 مرتبہ لکھا تھا،

حضرت علی علیہ السلام اور امیر معاویہ کی لڑائیوں میں وہ دونوں سے الگ ہوئے
 وفات، امیر معاویہ کے عہد میں وفات پائی، سنہ ۴۰ میں اختلاف ہے، بعض کا خیال
 ہے کہ ششہ مہ تھا، عمر، سال تھی،

اولاد، عبد اللہ، عبید اللہ، عبد الرحمن، معبد، محمد، قعر کعب کے ارکان خیمہ تھے،
 ان میں سے اول الذکر کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب ان کے والد بابتیا ہو گئے تو یہ
 اُن کے قائد اور راہ نمائے تھے،

نفل و کمال، | حدیث کی کتابوں میں ۸۰ روایتیں ہیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسید بن
 حضیر سے روایت کی، راویوں میں عبد اللہ بن عباس، جابر بن عبد اللہ، ابو امامہ باہلی، امام
 باقر علیہ السلام، عمر بن حکم بن قوبان، علی بن ابی طلحہ، عمر بن کثیر بن اطلح، عمر بن حکم
 ابن رافع، جیسے اساطین امت اور اکابر ملت شامل ہیں،

مشہور شاعر تھے، طبیعت اچھی پائی تھی، اور اشعار میں جدت تھی، جاہلیت
 میں شاعری کی انتساب سے مشہور ہو چکے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ شعر
 کہنا کیسا ہے؟ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں، مسلمان اس کی وجہ سے تلوار اور زبان دونوں سے
 جھاو کرتا ہی، یہ شعر کہا،

ذمت سنجینہ ان ستغلب رہما فلیغلب مغالب الفلاب

سنجینہ کا گمان ہے کہ اس کا محبوب اسکو غالب کر گیا بہر خود تمام غالب بنے والوں کے غالب (خدا) پہ چل کرین

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے تم نے خدا کو مشکور بنایا،

ان کی شاعری کا موضوع کفار کو لڑائی سے ڈرانا اور مسلمانوں کا اون کے قلوب
 میں سکھ جمانا تھا، دربار رسالت میں تین شاعر تھے، اور تینوں کے موضوع جدا گانہ
 تھے، حضرت کعب بن لہب انھیں میں کے ایک تھے، کلام کے اثر کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے،
 کہ صرف دو بیت کہے اور تمام قبیلہ دوس مسلمان ہو گیا، وہ شعر یہ تھے،

قضینا من تمامہ کل وتر وخیر ثمر اغمدنا لیسونا

تمہارا اور خیر ہے ہم نے کینہ کو دور کر کے تلواریں نیام میں کر لیں

نخیں ہاں لوں نطق لقا لث قواطمہن دوسبا وثقیفا

اب ہم پھر اون کو اٹھاتے ہیں اور اگر بول سکیں تو کہیں کہ اب دوس یا ثقیف کا نبر ہے

دوسروں نے سنا تو کہا کہ مسلمان ہو جانا بہتر ہے ورنہ ثقیف کی طرح ہمارا بھی حشر ہوگا،
 اخلاق، صدق و راستی، بے لک اخلاق کا گوہر شاہوار ہے، حضرت کوٹ مین جس جہ
 یہ وصف موجود تھا، اس سے زیادہ ہونا نامکن ہے، ماقبول ہونے کے بعد کبھی جھوٹ نہ بولنے
 خود فرماتے ہیں واللہ ما تعدت کذبۃ منذ قلت ذلک لہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم ادا فی کارحوان یحفظنی اللہ فیما بقی،
 غزوہ تبوک سے پیشتر کی زندگی نہایت پاک اور روشن گذری، چنانچہ جب یہ واقعہ
 پیش آیا تو نبو سلمہ نے کہا،

واللہ ما علمناک کنت اذیننا
 ذنباً قبل ہذا !
 یعنی خدا کی قسم تھے اس سے پہلے تو کوئی گناہ
 نہ کیا تھا،



حضرت کلثومؓ بن اہم

نام و نسب، کلثوم نام، صاحبِ حل رسول اللہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے، کلثوم بن اہم بن امر القیس بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

ضعیفی کا عالم تھا کہ اسلام کی صدا کا لون مین پہونچی اور انھوں نے اوس کو لبیک کہا،

ہجرت نبوی، مکتورے دنوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، ابتداء قبیلہ عمرو بن عوف مین نزول اجلال ہوا، اور حضرت کلثومؓ کے مکان مین ٹھہرے، گھر پہونچے تو کلثوم نے اپنے نوکر کو آواز دی، یا نبیج، عرب شگون اور فال کے عادی ہوتے تھے، ارشاد ہوا انجحت یا ابابک! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان ۴ روز مقیم رہے، اوس کے بعد حضرت ابوالیوب انصاریؓ کے مسکن کو اپنی اقامت کی عزت بخشی،

وفات، مسجد نبوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات کی تعمیر شروع تھی، اور بدر کو بہت کم عرصہ باقی تھا، کہ پیغام اجل آپہونچا اس بنا پر حضرت کلثومؓ کسی غزوہ مین شریک نہ ہو سکے، ہجرت کے بعد صحابہ مین یہ پہلی موت تھی، جس کے چند ہی روز بعد اسلام کے پر جوش داعی حضرت ابوامامہؓ نے بھی اس دار فانی سے رخت سفر باندھا،

”مم“ حضرت معاذ بن جبلؓ

نام و نسب اور ابتدائی حالات، [معاذ نام، ابو عبد الرحمن کنیت، امام الفقہاء، کثر العلماء اور عالم ربانی القاب، قبیلہ خزرج کے خاندان اوس بن سعد سے تھے، نسب نامہ یہ ہے، معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائد بن عدی بن کعب بن عمرو بن اوس بن سعد بن علی بن اسد بن ساروہ بن یزید بن ہشم بن خزرج اکبر، سعد بن علی کے دو بیٹے تھے، سلمہ اور اوس، سلمہ کی نسل سے نبو سلمہ بن حنین حضرت ابوقحافہ، جابر بن عبد اللہ، کعب بن مالک، عبد اللہ بن عمرو بن حرام مشہور صحابہ گزرے ہیں، ان لوگوں کے ماسوا اور بھی بہت سے بزرگوں کو اس خاندان سے امتساب تھا، لیکن سلمہ کے دوسرے بھائی اوس کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت صرف ایک مشرند تھا، جس کی وفات پر خاندان اوس کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا،

امام سمعانی نے کتاب الانساب میں حسین بن محمد بن طاہر کو اسی اوس کی طرف منسوب کیا ہے، لیکن یہ خیال غلطی سے خالی نہیں، تمام مشوق روایتوں سے ثابت ہے کہ اسلام کے زمانہ میں اس خاندان میں صرف دو شخص باقی تھے، حضرت معاذ اور انکار کا عبد الرحمن،

بنو اوس کے مکانات اپنے بنو اعمام (نبو سلمہ) کے پڑوس میں واقع تھے،

سجد قبلتین جہان تحویل قبلہ ہوا تھا یہیں واقع تھی، حضرت معاذؓ کا گھر بھی یہیں تھا، اسلام، طبعیت نظرۃ اثر پذیر واقع ہوئی تھی، چنانچہ نبوت کے بارہویں سال جب مدینہ میں اسلام کی دعوت شروع ہوئی، تو حضرت معاذؓ نے اس کے قبول کرنے میں کچھ بھی پس و پیش نہ کیا، حضرت مصعب بن عمیرؓ داعی اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور صدق دل سے توحید کا اقرار کیا، اس وقت حضرت معاذؓ کا سن ۸ سال کا تھا،

حج کا موسم قریب آیا تو حضرت مصعبؓ مکرر روانہ ہوئے، اہل مدینہ کی ایک جماعت جس میں مسلم اور مشرک دونوں شامل تھے، ان کے ہمراہ ہوئی، حضرت معاذؓ بھی ساتھ تھے، مکہ پہنچ کر عقبہ میں وہ نورانی منظر سامنے آیا جو حضرت معاذؓ کی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تشریف لائے، اور اس جماعت بیعت لی،

یہ جماعت مکہ سے مدینہ واپس ہوئی تو ملت اسلام کی روشنی گھر گھر پھیل گئی، یہ شرب تمام مطہرات انوار ہو گیا

حضرت معاذؓ گمن تھے مگر جو شش ایمان کا یہ اثر تھا، کہ بنو سلمہ کے بت توڑے گئے، تو بت شکنوں کی جماعت میں وہ سب کے پیش پیش تھے، بت کا کسی کے گھر میں موجود ہونا اب ان کے لیے سخت تکلیف دہ تھا، بنو سلمہ کے اکثر گھرانے کی حد اسے معمور ہو چکے تھے، لیکن بعض لوگ اب بھی باقی تھے جن کا نفس بائی مذہب چھوڑنے سے ابا کر تا تھا، عمرو بن جوح بھی انہیں لوگوں میں تھے، اور اپنے قبیلہ کے سردار اور نہایت معزز شخص تھے، انہوں نے لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا

جس کا نام مٹا تھا، حضرت معاذؓ اور کچھ دوسرے نوجوان رات کو اون کے گھر پہنچے وہ بستر استراحت پر آرام کر رہے تھے، ان لوگوں نے بت کو لیکر محلہ ایک گڑھے میں پھینک دیا، کہ آنے جانے والے اس کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں، صبح کو بت کی تلاش ہوئی تو اپنے معبود کو اوندھا پا کر دیکھ کر عمر کا غیظ و غضب اختیار سے باہر تھا، ہزار وقت اس کو اٹھا کر لائے، اس کو نہ لایا، تو شبو لگائی، اور نہایت طیش میں کہا کہ جس شخص نے یہ حرکت کی ہو اگر مجھے اس کا نام معلوم ہو جائے تو بڑی طرح خبر لون، لیکن جب پھر یہی واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا تو کفر سے بیزار ہو کر اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئے،

تسلیم و تربیت، حضرت معاذؓ ابتدائی ہونہار تھے، آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے، اور چند ہی دنوں میں فیض نبوت نے یہ اثر دکھایا کہ اسلام کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بن گئے، اور اون کا شمار صحابہ کے برگزیدہ افراد میں ہونے لگا،

رسول اللہ ﷺ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ بسا اوقات ان کو اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھاتے تھے، اور اسرارِ حکم کی تلقین کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ آنحضرت ﷺ کے روئے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا یا معاذ بن جبل! انھوں نے کہا لبیس یا رسول اللہ! وسعد یہ آپ نے پھر انکا نام پکارا، انھوں نے پھر اسی ادب اور محبت بھری الفاظ سے جواب دیا، اسی طرح تین مرتبہ آپ نے انکا نام لیا، اور انھوں نے برابر جواب دیا، پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص صدق دل سے کلمہ توحید پڑھ لے اس پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے، حضرت معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو یہ بشارت سناؤں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "نہیں ورنہ لوگ عمل

چھوڑ بیٹھیں گے،

حضرت معاذ بن عنیات نبوی کا یہ حال تھا کہ وہ خود کوئی سوال نہ کرتے تو آنحضرت صلیم فرماتے کہ تم نے مجھے تنہائی میں پا کر کچھ پوچھا کیوں نہیں،

حضرت معاذ ایک مرتبہ آنحضرت صلیم کے ساتھ حجر پر سوار تھے، آنحضرت صلیم نے کورے یا عصا سے اون کی پشت پر آہستہ سے ٹھوکرو دی، اور فرمایا جاتے ہو بند و نیر خدا کا کیا حق ہو؟ عرض کی اشد اور رسول کو زیادہ معلوم ہے؟ فرمایا یہ کہ بندے اس کی عبادت کریں اور شرک سے اجتناب کریں، تھوڑی دیر چل کر پھر پوچھا کہ خدا پر بندوں کا کیا حق ہو؟ پھر عرض کی کہ خدا اور رسول کو معلوم آپ نے فرمایا یہ کہ وہ ان کو جنت میں داخل کرے۔

حضرت معاذ ہمیشہ عنایات نبوی سے سرفراز رہتے تھے، ان کو اٹھتے بیٹھتے حامل نبوت سے تعلیم ملتی تھی، ایک مرتبہ آنحضرت صلیم نے ان کو دروازہ پر کھڑا دیکھا تو ایک چیز کی تعلیم دی، ایک اور مرتبہ عنایت لطیف و کرم سے فرمایا کہ میں تمہیں جنت کا ایک دروازہ نہ بتاؤں؟ گذارش کی ارشاد ہوا فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ لیا کرو،

تعلیم زندگی کے ہر شعبہ پر مشتمل تھی، مذہبی، اخلاقی، علمی، عملی، غرض مختلف عنوان اس کے احاطہ میں داخل تھے، چنانچہ اس کے متعدد مناظر اس مقام پر پیش کیے جاتے ہیں،

حضرت معاذ رسول اشد صلیم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے، ایک روز صبح کے وقت

لے بخاری صفحہ ۲۸، جلد ۱ باب ۱۱، لے بخاری لا اعتبار بخلافہ ان یقصر فیہم الخ لے بخاری صفحہ ۲۸، جلد ۱، لے بخاری صفحہ ۲۸، جلد ۱

جب لشکر اسلام منزل مقصود کی طرف روانہ ہو رہا تھا، حضرت معاذؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے، پوچھا ایسا عمل بتائیے جو مجھ کو جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے بچائے، فرمایا تم نے بہت بڑی بات پوچھی، لیکن جس کو خدا توفیق دے اس پر اسان بھی ہے، شرک نہ کرو، عبادت کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان میں روزے رکھو، حج کرو، پھر فرمایا خیر کے کچھ دروازے ہیں، میں تم کو بتاتا ہوں، روزہ جو سپر کا حکم رکھتا ہے صدقہ جو آتش خطا کو پانی کی طرح بجھا دیتا ہے، اور رات کے حصوں میں نماز، اور یہ آیت تلاوت فرمائی، تبتغیٰ جنہم عن المضاجع، (یعلمون تک آیت پڑھی) پھر فرمایا کہ اسلام سہرا و عمو و اور چوٹی کی خبر دیتا ہوں، سہرا اور پافون تو نماز ہے اور کولان کی چوٹی جہاد،

پھر ارشاد ہوا کہ ان تمام باتوں کی بیخ و بن صرف ایک چیز ہی زبان، اس کو روکو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا) حضرت معاذؓ نے سوال کیا کہ کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں اس پر مواخذہ ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکلث لک یا معاذ! بہت سے لوگ صرف اسی کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے،

حضرت معاذؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت کی تھی، شرک نہ کرنا، خواہ تم کو کوئی اس کے عوض قتل کر دے یا جلا دے، والدین کو گزند پہنچانا خواہ تم کو وہ تمہارے بال بچوں اور مال سے علیحدہ کر دین، فرض نماز قصد اکبھی نہ ترک کرنا کیونکہ جو شخص قصد نماز چھوڑتا ہو خدا اس کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے، شراب نہ پینا کیونکہ یہ تمام فواحش کی بنیاد ہے، معصیت میں مبتلا نہ ہونا، کیونکہ مبتلائے معصیت پر

تمہارے لئے دنیا کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے،

غرض یہ پاکیزہ خیالات اور اعلیٰ تعلیمات جس بزرگ کے رگ و پے میں سرایت کر گئی تھیں وہ جماعت انصار کا وہ نوجوان تھا جس کو حضرت ابن مسعودؓ فرمیں بلکہ ایک ایک امت کہا کرتے تھے،

غزوات اور عام حالات، آنحضرت صلعم نے مدینہ تشریف لا کر مہاجرین کی تو حضرت معاذ کا مہاجر ہی بھائی حضرت عبداللہ بن مسعود کو تجویز فرمایا،

سلسلہ میں غزوہ بدر پیش آیا، حضرت معاذؓ اس میں شریک تھے، اور اس وقت ان کا سن ۲۱ سال کا تھا، بدر کے علاوہ تمام غزوات میں حضرت معاذؓ نے شرکت حاصل کیا،

ان فضائل کے اسوا حضرت معاذؓ نے آنحضرت صلعم کے عہد مبارک میں قرآن حفظ کیا تھا،

امت مسجد، ابنو سلمہ نے اپنے محلہ میں ایک مسجد بنائی تھی، حضرت معاذؓ اس مسجد کے امام تھے، ایک روز غشا کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی، چھپے ایک شخص نماز میں شریک تھا جو دن بھر کھیت میں کام کرنے سے تھکا ہوا تھا، حضرت معاذؓ کی نماز ختم نہ ہوئی تو وہ چلا گیا، حضرت معاذؓ کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے کہا کہ وہ منافق ہو، اس کو نہایت ناگوار گذرا، رسول اللہ صلعم سے شکایت کی، آنحضرت صلعم نے معاذؓ سے فرمایا انا ان انت؟ کیا تو کون کو فتنہ میں مبتلا کر دے گا؟ اس کے بعد فرمایا کہ چھوٹی سورت میں پڑھا کرو، کیونکہ تمہارے چھپے پوشے ضعیف، اور ارباب حاجت نماز پڑھتے ہیں، تم کو ان سب کا خیال کرنا چاہیئے، (بخاری)

امارتِ یمن اور اشاعتِ اسلام | سلسلہ میں آنحضرت صلیم غزوہ تبوک سے تشریف لائے تھے کہ رمضان میں بلوک حمیر (یمن) کا قاصد اہل یمن کے قبولِ اسلام کی خبر لیکر مدینہ پہنچا، اب آنحضرت صلیم نے یمن کی امارت کے لیے حضرت معاذؓ کو تجویز فرمایا،

اس سے پیشتر حضرت معاذؓ کی جائداد قرض میں بیع ہو چکی تھی، حضرت معاذؓ بہت قیاض تھے، اور خوب خرچ کرتے تھے، قرض کا بار جائداد پر پڑ رہا تھا، قرض خواہوں نے زیادہ تقاضا کیا تو کچھ دنوں گھر میں چھپ رہے، وہ لوگ آنحضرت صلیم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ معاذؓ کو بلوایئے، آنحضرت صلیم نے آدمی بھیجا، حضرت معاذؓ حاضر ہوئے، قرض خواہوں نے شور مچایا کہ ہمارا ابھی فیصلہ ہونا چاہیئے، جائداد سے قرض بہت زیادہ تھا، آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا حصہ نہ لے اوس پر خدا رحم کرے گا، چنانچہ کچھ لوگوں نے اپنا حصہ چھوڑ دیا، لیکن کچھ لوگ بصد رہے، آنحضرت صلیم نے حضرت معاذؓ کی کل جائداد اُن لوگوں پر تقسیم کر دی، لیکن قرض اب بھی ادا نہ ہوا، تو آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ اس سے زیادہ نہیں مل سکتا، اسی کو بچاؤ، حضرت معاذؓ اب بالکل مفلس تھے، آنحضرت صلیم کو ان کا بہت خیال تھا، فرمایا کہ گھبرا نا نہیں خدا اس کی جلد تلافی کر دے گا،

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلیم نے ان کو امارتِ یمن کے لیے منتخب فرمایا، اگرچہ انکی قابلیت پر ہر طرح کا اطمینان تھا، تاہم امتحان لے لینا مناسب خیال کیا، پوچھا فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے کہا کہ قرآن مجید سے فیصلہ کروں گا، فرمایا اگر اوس میں نہ ملے کہا سنت رسول اللہؐ کے مطابق فرمایا اور اوس میں بھی نہ ہو، کہا میں خود اجتہاد کروں گا، آنحضرت صلیم نہایت مسرور ہوئے، اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اوس نے رسول اللہؐ کے رسول کو اس چیز کی توفیق دی جس کو اوس کا رسول پسند کرتا ہے،

امتحان ہو چکا تو اہل مین کو ایک فرمان لکھوایا، جس میں حضرت معاذؓ کے رتبہ کی طرف ان الفاظ میں اشارہ تھا،
انی بعثت لکم خیراھلی!

میں اپنے لوگوں میں سے بہترین کو تمہارے لیے

”بھیجتا ہوں“

اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ معاذ بن جبل اور دوسرے آدمیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اور صدقہ اور جزیہ کی رقعین وصول کر کے ان کے پاس جمع کرنا، اور معاذ بن جبل کو سب پر امیر بنانا ہوں، ان کو راضی رکھنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے ناخوش رہیں،

یہ تمام مراتب ملے ہوئے تو حضرت معاذؓ نے مین کی تیاری کی، سوار ہو کر آنحضرتؐ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور لوگ بھی ساتھ ساتھ تھے، روانگی کا وقت آیا تو

خود منورار و دو عالم نے مشایعت کی، حضرت معاذؓ اونٹ پر سوار تھے، اور شہنشاہِ مدینہ

اونٹ کے ساتھ پیادہ پا چل رہے تھے، تہنقّت اور محبت کا اظہار ہر فقرہ سے ہوتا تھا،

فرمایا معاذؓ! تم پر قرض بہت ہے، اگر کوئی ہدیہ لائے تو قبول کر لینا، مین تم کو اس کی اجازت

دیتا ہوں، تھوڑی دور چل کر دارع کا وقت آیا، اس وقت عجیب سمان تھا، سرور کا نانا

اپنے محبوب سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہے تھے، معاذؓ سے کہا شاید اب تم سے ملاقات

نہو، اب مدینہ آؤ گے تو میرے بجائے میری قبر یلگی، حضرت معاذؓ اس جملہ پر زار و قطار

تھے کہ اب آخری ملاقات ہے، آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا بس اب نہ رو، رونا شیطان کی حرکت

رخصت کرتے وقت آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا، حفظک اللہ من بین یدیک ومن خلقتک

وعن یمینک وعن شمالک ومن قیّ قاک ومن تحتک ودراء عندک مشرور

الانس والجن، یعنی جاؤ، خدا تم کو تمام آفات سے محفوظ رکھے، حضرت معاذؓ نے

چلتے وقت مدینہ کی طرف نہایت حسرت سے دیکھا اور کہا کہ میں متقیوں کو اچھا سمجھتا ہوں
خواہ کوئی ہوں، اور کہیں ہوں (یہ غالباً خلفاء کی طرف اشارہ تھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر یمن کا راستہ لیا، جب یمن پہنچے تو سپید ہ
صبح نمودار تھا، خورشید امارت جند کے افق سے طلوع ہوا، اسلامی جاہ جلال بصرہ
سے نمایاں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول کسی دنیاوی فرمانروا کا نائب سلطنت نہ تھا،
ظاہری شان و شوکت سے اس کا جلوس بالکل خالی تھا، خدم و حشم، نقیب و چاؤش
خیل و سپاہ ان میں سے ایک چیز بھی اس کے ساتھ نہ تھی، تاہم اسلام و ایمان کا نور
چہرہ مبارک پر رعب و ہیبت بنکر چمک رہا تھا، زبان و لب نعرہ تکبیر بلند کر رہے تھے،
اور ہوا کی موجیں اس کو اڑا اڑا کر اہل یمن کے کانوں تک پہنچا رہی تھیں، دہان
مبارک سے تکبیر کی جو کانپتی ہوئی آواز نکلتی تھی، ہیبت حق کا کفر و شرک کے اندام پر
لرزہ طاری کرتی تھی، غرض اس شان و شوکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول پہنچا تو
قصر کفر کی بنیادیں ہل گئیں، اور کفرستان میں نعرہ توحید سے گونج اٹھا،

حضرت معاذ ملک یمن کے صرف امیر ہی نہ تھے، بلکہ محکمہ مذہبی بھی انھیں کے
ماتحتی میں قائم تھا، وہ ایک طرف سلطنت عرب کے گورنر تھے تو دوسری طرف دین
اسلام کی تبلیغ کا عہدہ تفویض تھا، اسلئے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اوقات کے علاوہ
جند ہی خدمات انجام دیتے تھے اُس کی تفصیل یہ ہے، لوگوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے،
اور اسلام کے احکام کی تعلیم کرویتے تھے،

قبیلہ حوٹان کی ایک عورت ان کے پاس آئی، اوس کے بیٹے تھے جن میں سب سے

چھوٹا بھی ڈاڑھی مونچھ والا تھا، شوہر کو گھر میں چھوڑا اور بیٹوں کو ساتھ لائی، ضعف کا یہ حال تھا کہ دو بیٹے اس کے بازو پکڑے ہوئے تھے، اگر پوچھا تم کو یہاں کس نے بھیجا؟ حضرت معاویہؓ نے کہا مجھ کو رسول اللہ (صلعم) نے بھیجا، اوس نے کہا تو آپ رسول اللہ (صلعم) کے فرستادہ میں؟ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں آپ بتائیں گے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا جو جی چاہے پوچھو، اوس نے کہا یہ بتائیے کہ شوہر کا زوجہ پر کیا حق ہے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ حتی الامکان خدا سے ڈرے اور اوس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور اوس نے کہا آپ کو خدا کی قسم ٹھیک ٹھیک بتائیے، حضرت معاویہؓ نے کہا کیا اتنے پر تم راضی نہیں؟ وہ بولی کہ لڑکوں کا باپ بہت بوڑھا ہے، میں اوس کا حق کس طرح ادا کروں؟ حضرت معاویہؓ نے کہا جب یہ بات ہو تو تم ان کے حق سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتیں، اگر خدا تم نے اونکا گوشت پہاڑ دیا ہو، اور اوس میں سے خون اوپر سپ بہ رہا ہو اور تم اپنا منہ ملی ہو میں لگا دو تب بھی حق نہ ادا ہو گا،

میں کا ملک آنحضرت (صلعم) نے پانچ حصوں پر تقسیم کر دیا تھا، منہار کن، حبشہ، حبشہ، زبید، رمہ، عدن اور ساحل تک اس میں شامل تھا، میں کا حصہ بمقام جند تھا، اور حضرت معاویہؓ میں رہتے تھے، باقی چار حصوں میں حسب ذیل حضرات حاکم تھے

خالد بن سعید	منہار
ہاجر بن ابی امیہ	کنہ
زیا بن لبید	حضرت موت
ابو موسیٰ اشجری	زبید اور ساحل

یہ چاروں بزرگ اپنے اپنے علاقوں سے صدقہ اور جزیہ وغیرہ کی زمین وصول کر کے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجتے تھے، خزانہ حضرت معاویہؓ کے پاس رہتا تھا، حضرت معاویہؓ اپنے ماتحت عمال کے علاقہ میں دورہ کرتے تھے، عمال کے فیصلوں کی دیکھ بھال رکھتے تھے، اور ضرورت کے وقت خود مقدمہ کی سماعت کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے علاقہ میں گئے تھے، اور وہاں ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا، دورہ میں خیموں میں قیام نہوتا تھا، چنانچہ یہاں بھی ایک خیمہ لگایا گیا، حضرت ابوموسیٰ بھی قریب ہی ایک خیمہ میں رہے،

حضرت معاویہؓ صدقات کی تحصیل اس فرمان کے مطابق کرتے تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھوا کر عطا فرمایا تھا، یہ فرمان تاریخ کی کتابوں میں بتا ہوا مذکور ہے، اس فقہیت، شمس، صدقات، جزیہ، اور بہت سے مذہبی احکام کی تفصیل تھی، حضرت معاویہؓ ہمیشہ اس پر عمل کیا،

ایک مرتبہ گائے کا گلہ ایک شخص لیکر آیا، گائے تعداد میں ۳۰ سے کم تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ ۲۰ پر ایک بچہ لینا، حضرت معاویہؓ نے کہا کہ میں تا وقتیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لوں، اس پر کچھ نہ لوں گا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق مجھ سے کچھ نہیں فرمایا، اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ عہد نبوت کے عمال، دیگر دنیاوی حکومتوں کے امراء کی طرح جبار اور ظالم نہیں ہوتے تھے، راعی اور رعایا کے جو تعلقات اسلام نے بیان کیے ہیں ان کی ہمیشہ نگہداشت کی جاتی تھی، اور راعی پر جو ذمہ داریاں شریعت کی طرف سے عاید کی گئی ہیں وہ ان پر نہایت شدت سے

عمل درآمد کرتا تھا،

فیصلون میں بھی اس کی رعایت رکھی جاتی تھی کہ رعایا کی حق تلفی نہ ہو، اسلامی عمل کے اجلاس میں حق و صداقت کو غلبہ ہوتا تھا، ایک یہودی مرگیا، در نہ میں صرفت کے بھائی تھا جو مسلمان ہو چکا تھا، حضرت معاذ کی عدالت میں مرافعہ (اپیل) ہوا، انھوں نے بھائی کو ترکہ دلوا یا،

حضرت معاذ کی حکومت یمن میں ۲ برس رہی اسلئے میں وہ عامل بنکر یمن گئے تھے اور اسلئے میں خود ہی اپنی مرضی سے واپس آ گئے،

حضرت معاذ نے یمن میں بیت المال کے رویوں سے تجارت کی تھی، اس کا بہ منافع تھا اس سے اپنا قرض پورا کیا، اس کے ماسواہ یہی کی رقم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق قبول کی تھی، چنانچہ جب یمن سے واپس ہوئے تو ۳۰ اس ان کے ساتھ تھیں، یہ سب گوا ایک طرح سے خود امیر وقت کے اجمالی اشارہ کے مطابق ہوا تھا، لیکن یہ بھی کوئی تقریری حکم نہ تھا، اسلئے بیت المال کے سرمایہ سے اتنا فائدہ اٹھانا بھی کھٹاک سکتا تھا، یمن سے واپسی، حکومت کی میعاد ختم کر کے مدینہ منورہ وارو ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وصال ہو چکا تھا،

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اوس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین تھے، حضرت معاذ آئے اور مال و متاع ساتھ لائے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کو مشورہ دیا کہ ان کے گزراوقات کے موافق تلخہ کر کے باقی تمام چیزیں ان سے وصول کر لی جائیں، حضرت ابو بکر نے کہا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم بنا کر بھیجا تھا، اگر ان کی مرضی ہوگی،

لے سند صفحہ ۲۳۰ جلد ۲، مشکوٰۃ، شعیب ابن عبد البر،

میرے پاس لائینگے تو نے لوگا ورنہ ایک جہ نہ لوگا“ حضرت ابو بکرؓ نے صاف جواب ملا تو
تو حضرت عمرؓ خود حضرت معاذؓ کے پاس پہنچے اور ان سے اپنا خیال ظاہر کیا، انھوں نے
کہا کہ جملہ رسول اللہؐ نے صرف اسلئے بھیجا تھا کہ اپنے نقصان کو پورا کر لیں، میں کچھ بھی
نہ دوں گا، حضرت عمرؓ خاموش ہو کر واپس چلے آئے، تاہم وہ اپنے خیال پر قائم تھے،

حضرت معاذؓ نے اس وقت حضرت عمرؓ سے انکار کر دیا تھا، لیکن آخر تائید غیبی نے
حضرت عمرؓ کی موافقت کی، حضرت معاذؓ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بانی میں
غرق ہونا چاہتے ہیں مگر حضرت عمرؓ نے آکر نکالا، ٹھوکے اٹھے تو سیدھے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے
اور خواب بیان کر کے کہا کہ جو تم نے کہا تھا مجھے منظور ہے، وہاں سے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت
میں آئے اور تمام کیفیت سنا کر قسم کھائی کہ جو کچھ سب لا کر دوں گا، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا
میں تم سے کچھ نہ لوں گا، میں تم کو سبہ کر دیا، حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ سے کہا اب اپنے
پاس رکھو، اب تمہیں اجازت مل گئی،

شام کی روانگی | یہ مرحلے ہو گئے تو حضرت معاذؓ نے شام کا قصد کیا، اور اپنے اہل و عیال کو
لیکر وہیں سکونت پذیر ہوئے، حضرت ابو بکرؓ نے انتقال کیا تو حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے فتوحات
اسلامی کا سیلاب بلا و شام سے گذر رہا تھا، حضرت معاذؓ بھی نوح میں شامل تھے اور میدان
میں واد شجاعت دیتے تھے،

سفارت، | رسول اللہؐ کی تعلیم کی عربی دیکھو کہ صحابہ میں مختلف کام انجام دینے کی قابلیت
پیدا ہو گئی تھی، یہی حضرت معاذؓ مفتی شریع بھی تھے، مجلس ملی کے ممبر بھی، جامع محسن میں
ذکر آن، حدیث کے معلم بھی تھے، اور صوبہ یمن کے کہ رسول اللہؐ کے عہد میں سلطنت کا
سب سے بڑا صوبہ تھا حاکم حکومت بھی، پیچیدہ معاملات اسلام کے سفیر بھی تھے اور میدان

جنگ میں غازی و شجاع و مجاہد بھی،

سفارت کا منصب تفویض ہوا تو نہایت خوش اسلوبی سے اپنے ذالفس انجام دے،
شام کے ایک شہر خل میں سلسہ میں معرکہ کی تیاریاں ہوئیں تو رومی صلح پر آمادہ ہوئے
اور حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار لشکر اسلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ کسی شخص کو سفیر بنا کر
ہمارے پاس بھیجئے، حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت معاذ کو تجویز کیا، حضرت معاذ رومی لشکر
میں پہنچے تو وہاں نہایت ساز و سامان سے دربار آراستہ کیا گیا تھا، ایک خیمہ نصب تھا جس میں
دیباٹے زرین کا فرش بچھا ہوا تھا، معاذ نے یہ تکلفات دیکھے تو باہر کھڑے ہو گئے، ایک عیسائی
نے کہا کہ گھوڑا میں تمام لیتا ہوں، آپ اتار تشریف لے جائیں، حضرت معاذ نے کہ جن کی بزرگی
اور تقدس کا عیسائیوں تک میں چرچا تھا جواب میں فرمایا کہ میں اس فرش پر نہ بیٹھا کا حق حسین کر
تیار کیا گیا ہے بیٹھنا پسند نہیں کرتا، یہ کہار میں پر بیٹھ گئے، عیسائیوں نے افسوس کیا کہ ہم آپ
کی عزت کرنا چاہتے تھے لیکن آپ کو خود اس کا خیال نہیں بدست معاذ کو غصہ آگیا کہ ان کے
بل کھڑے ہو گئے، اور فرمایا کہ جس کو تم عزت سمجھتے ہو اس کی مجھے حاجت نہیں، اگر زمین پر
بیٹھنا غلاموں کا شیوہ ہے تو مجھ سے بڑھ کر خدا کا کون غلام ہو سکتا ہے؟ رومی نہایت معاذ کی
اس آزادی اور بے پروائی پر سخت تعجب کرتے، بہانہ بنا کر کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ مسلمانوں
میں تم سے بھی بڑھ کر کوئی ہے؟ انھوں نے کہا معاذ افسند ہی بہت ہے کہ میں سب سے بڑھ کر ان
رومی خاموش ہو گئے، حضرت معاذ نے کچھ دیر انتظار کر کے ترجمان سے فرمایا کہ وہاں سے
کہہ کہ اگر وہ کوئی معاملہ کرنا چاہے تو مجھ سے ملے، یہ بتا ہوا تھا کہ وہاں سے عیسائیوں نے کہا
ہمارا آپ سے یہ سوال ہے کہ ہمارے ملک پر حملہ کیوں کیا گیا؟ ہم نے کہا کہ آپ سے یہ سوال ہے
فارس کا بادشاہ فوت ہو چکا ہے اور سلطنت کی باگ ایک عورت کے ہاتھ میں ہے، ان ملکات پر کچھ

تم نے ہماری طرف کیوں رخ کیا، حالانکہ ہمارا بادشاہ تاجدارانِ روئے زمین کا شاہنشاہ ہے اور تعداؤں میں ہم آسمان کے ستاروں اور زمین کے فزوں کے برابر ہیں، حضرت معاؤ نے کہا: ”ہم تم سے جو درخواست کرتے ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان ہو جاؤ، ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھو، شراب چھوڑ دو، سور کا گوشت نہ کھاؤ، اگر تم ایسا کرو گے تو ہم تمہارے بھائی ہیں اور اگر اسلام منظور نہیں تو جزیرہ دو، اور اس سے بھی اگر انکار ہے تو اعلانِ جنگ کرتا ہوں، اگر تم آسمان کے ستاروں کے برابر ہو تو ہم کو قلت و کثرت کی پروا نہیں،

اور ان تم کو اس پر ناز ہے کہ تمہارا شاہنشاہ تمہاری جان اموال کا مالک ہے، لیکن ہم نے جس کو بادشاہ بنایا ہے وہ اپنے آپ کو ہم پر ترجیح نہیں دے سکتا، اگر وہ زنا کا مرتکب ہو تو دوسے لگائے جائیں، اور چوری کرے تو ہاتھ کاٹے جائیں، وہ پردے میں نہیں بیٹھتا، اپنے کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا، مال و دولت میں بھی اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں، رومیوں نے ان باتوں کو برے غور سے سنا اور اسلام کی تعلیم اور پیروانِ دینِ عظیم کے طہر و طریق پر نہایت حیرت زدہ ہوئے، حضرت معاؤ نے کہا: ”ہم آپ کو بلقا و کا ضلع اور اروں کا وہ حصہ جو آپ کے علاقہ سے متصل ہے دیتے ہیں، اب آپ لوگ اس ملک کو چھوڑ کر فارس جائیے، چونکہ یہ کوئی خرید و فروخت کا معاملہ نہ تھا، حضرت معاؤ نے اس کا جواب نفی میں دیا، اور اُنھ کو ہان سے چلے آئے،

فوجی خدمات | حضرت معاؤ اگرچہ خلفائے راشدین کے عہد کے تمام غزوات میں امرائے عشا میں شامل تھے، تاہم دو موقعوں پر ان کو نہایت ممتاز فوجی عہدے تفویض ہوئے، سفارت سے واپس آئے تو لڑائی کی تیاریاں شروع ہوئیں، اس موقع پر ان کو جو امتیاز حاصل ہوا یہ تھا کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کو سینہ کا افسر بنایا،

تکبیر موافقین بھی جو شہید ہوئی تھی اور نہایت معرکہ کی تھی، حضرت

معاذ میمنہ کے ایک حصہ کے افسر تھے، عیسائیوں کا حملہ اس زور شور کا تھا کہ مسلمانوں کا
 میمنہ ٹوٹ کر فوج سے علیحدہ ہو گیا تھا، حضرت معاذؓ نے یہ حالت دیکھی تو نہایت استقلال
 اور ثابت قدمی کا ثبوت دیا، گھوڑے سے کود پڑے اور کہا میں پیدل لڑوں گا، لیکن کوئی
 بہادر اس گھوڑے کا حق ادا کر سکے تو گھوڑا حاضر ہے، ان کے بیٹے بھی میدان میں موجود تھے،
 بولے یہ حق میں ادا کر دوں گا، کیونکہ میں سوار ہو کر اچھا لڑ سکتا ہوں، غرض دونوں باپ بیٹے رومی
 فوج کو چیر کر گھس گئے، اس دلیری سے جنگ کی مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر سنبھل گئے،
 مجلس شوریٰ کی کیفیت | مجلس شوریٰ کی باضابطہ شکل اگرچہ عہد فاروقی میں عالم دہود میں
 آئی لیکن اس کا خاکہ عہد عدی میں تیار ہو چکا تھا، چنانچہ ابن سعد کی روایت کے مطابق
 حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں سے سلطنت کے کلمات امور میں مشورہ لیتے تھے، ان میں حضرت
 معاذ کا نام نامی بھی داخل تھا، حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں
 مجلس شوریٰ کا باقاعدہ انعقاد کیا، تو حضرت معاذؓ اس زمانہ میں بھی اس کے رکن تھے،
 انوارِ شام کی سپہ سالاری | عہد فاروقی میں ملک شام کی تمام فوج حضرت ابوجبیدؓ کے
 ماتحت تھی، شام میں نہایت زور شور سے شام میں طاعون نمودار ہوا، طاعون عہد
 کے نام سے مشہور ہے، حضرت ابوجبیدؓ نے اسی میں وفات پائی، انتقال کے قریب حضرت معاذؓ کو
 اپنا جانشین بنا لیا اور چونکہ ناز کا وقت آچکا تھا حکم دیا کہ وہی ناز پڑھائیں، اور نماز ختم ہوئی
 اودھر انھوں نے داعیِ اجل کو لبیک کہا، اور حضرت معاذؓ کی تدفین کے بعد ان کی جگہ حضرت
 قاضی رہے،

وفات | بیماری اسی طرح رہی، اور ان کے تئیں پریشان وقت عہدِ بنی عاص نہ تھا کہ

ابن کثیر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے،

یہاں سے ہٹ چلو، یہ بیماری نہیں بلکہ آگ ہے، حضرت معاذؓ نے سنا تو نہایت برہم ہوئے، کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا، جس میں عمرؓ کو سخت دھمکتا ہوا، اس کے بعد فرمایا کہ یہ دبا، بلا نہیں، خدا کی رحمت ہے، نبی کی دعوت ہے، اور صحابین کے اُٹھنے کی ساعت ہے، میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا تھا کہ مسلمان شام میں ہجرت اختیار کر میں گے شام اسلام کے علم کے نیچے آجائیں گے، پھر ایک بیماری پیدا ہوگی، پیوڑے کی طرح جسم کو زخمی کرے گی جو اس میں مرے گا شہید ہوگا اور اوس کے اعمال پاک ہو جائیں گے، اسی! اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو یہ رحمت میرے گھر میں بھیج! اور جبکہ اس میں کافی حصہ ہے تقریر ختم کر کے اپنے بیٹے کے پاس آئے جن کا نام عبد الرحمن تھا، دعا قبول ہو چکی تھی دیکھا تو دنیا اسی بیماری میں مبتلا تھا، باپ کو دیکھ کر کہا الحق من ربك فلا تکن من الممترین، یہ قوت جو حق ہے، خدا کی طرف سے ہو، شک کرنے والوں میں نہ ہو بیٹے، حضرت معاذؓ نے جواب دیا مستجبد فی ان شاء الله من الصابرين، تو انتہاء، اللہ مجھے صابر و ناسرین پائے گا، حضرت عبد الرحمنؓ نے انتقال کیا، بیٹے کے فوت ہونے سے پہلے دو بیویاں اسی بیماری میں مر چکی تھیں، اب حضرت معاذؓ تنہا رہ گئے تھے، ساعت مقررہ آئی تو خدا کا بندہ خاص بھی دائرہ رحمت میں شامل ہوا، وہ اپنے ہاتھ کی کلمہ والی انگلی میں پیوڑا لٹکا، حضرت معاذؓ نہایت خوش تھے، فرماتے تھے کہ تمام دنیا کی دولت اس کے سامنے بیچ ہے، بائین ہمہ تکلیف اس قدر تھی کہ بیہوش تھے، بیہوش آتا تو کہتے تھا دایا! مجھ کو اپنے غم میں غلگین کر کیونکہ میں تجھ سے نہایت محبت رکھتا ہوں، اور اس کو تو خوب جانتا ہوں، پھر بیہوش ہو جاتے جب افاقہ ہوتا تو پھر ہی فرماتے، وفات کی رات بھی عجیب رات تھی، حضرت معاذؓ نہایت چپین تھے، بار بار پوچھتے تھے، کیسے صبح ہوئی؟

لوگ کہتے تھے کہ ابھی نہیں، جب صبح ہوئی اور خبر کی گئی تو فرمایا، اُس رات سے خدا کی پناہ جس کی صبح جہنم میں داخل کرتی ہو، مرجھا اے موت، مرجھا! تو اوس دوست کے پاس آئی جو فاقہ کی حالت میں ہو، اُنہی میں تجھ سے جس قدر غوث کرتا تھا، تجھ کو خوب معلوم ہے، آج میں تجھ سے بڑی اُمیدیں رکھتا ہوں، میں نے کبھی دنیا اور رازی عمر کو اسلئے پسند نہیں کیا کہ درخت ہونے اور ہنس نہ کھونے میں وقت صرف کرتا، بلکہ اسلئے چاہتا تھا کہ فضا کُٹ و فحش سے دور رہوں، کرم و جو کو فروغ دوں، اور ذکر کے حلقوں میں علماء کے پاس بیٹھوں، وفات کا وقت قریب پہنچا تو حضرت معاذؓ کو یاد کیا، وہ بکا میں مشغول تھے، لوگوں نے تسلی دی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اس کے اسوا فضائل و مجاہد سے ممتاز ہیں، آپ کو رونے کی کیا ضرورت؟ حضرت معاذؓ نے فرمایا مجھے نہ موت کی گھبراہٹ ہے، اور نہ دنیا چھوڑنے کا غم، مجھے عذاب و ثواب کا خیال ہے، اسی حالت میں روح مطہرہ جسم سے پرواز کر گئی، اور خالقِ کون و مکان کا پیارا اپنے محبوب آقا کے جوار رحمت میں داخل ہو گیا،

وفات کے وقت حضرت معاذؓ کی عمر شریف ۲۶ سال کی تھی، اور اسلامی شمسہ ہجری ۱۰ وفات بھی نہایت مبارک خطہ میں واقع ہوئی، بیت المقدس اور دمشق کے درمیان غولائی ایک صوبہ تھا، جس میں بجلہ اور شہرون کے بیان بھی ایک مشہور و معروف شہر تھا، جو نہاردون کے قریب واقع تھا، اسی بیان میں حضرت معاذؓ نے وفات پائی، شہر کے مشرقی طرف وہ مقدس مقام واقع تھا جہاں سے حضرت عیسیٰ اُٹھائے گئے تھے، حضرت معاذؓ کا فن، اسی کو تجویز کیا گیا، چنانچہ شبیہ ابراہیمؑ نے اس بابرکت مقام میں جگہ پائی جہاں ابراہیمؑ کا ایک فرزند جلیل (مسح) مراحل حیات فانی طے کر کے مدارجِ زندگی ابدی کی معراج کمال پر پہنچا تھا،

علیہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا علیہ یہ تھا، رنگ سپید، چہرہ روشن، قد و رازہ آنکھیں سرنگین اور بڑی بڑی، ابرو پیوستہ، بال سخت گھونگھروالے، آگے کے دانت صاف اور چمکتے ہوئے، بات کرنے میں دانت کی چمک ظاہر ہوتی تھی، جس کو انکا ایک عقیدت کیش "نور" اور موتی سے تعبیر کرتا ہو، آواز بہت پیاری اور گفتگو نہایت شیرین تھی، اور حسن صورت میں وہ عموماً صحابہ سے متنازع تھے،

اولاد، حضرت معاذ کا بس ہی کیا تھا، وفات کے وقت وہ شباب کی دوسری منزل پر تھے تاہم صاحب اولاد تھے، بعض بزرگوں نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ لعل لولہ لہ قطن، یعنی معاذ کی سرسے سے اولاد ہی نہیں ہوئی، لیکن ہم کو مستند ذرائع سے ان کے ایک بیٹے کا وجود معلوم ہوا جو بن کا نام عبد الرحمن تھا، صاحب استیعاب کا خیال ہے کہ یہ حضرت معاذ کے ساتھ یرموک میں شریک تھے اشمہ میں طاعون عمواس میں حضرت معاذ سے پیشتر وفات پائی، ازواج کی تفصیل بھی نامعلوم ہے، اس قدر معلوم ہے کہ طاعون عمواس میں ان کی دو بی بیوں نے وفات پائی،

علم و فضل، حضرت معاذ کو جن علوم میں کمال تھا وہ قرآن، حدیث اور فقہ ہیں، قرآن انی کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود حال قرآن نے ان کی مع فرمائی تھی، چنانچہ ایک حدیث جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے ذریعہ سے روایت کی گئی ہے، ہمارے اس قول کی تصدیق کرتی ہے، اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ چار بزرگوں سے قرآن پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی، ان عناصر اربعہ کے ایک رکن حضرت معاذ بھی تھے، اس کی وجہ یہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جو اصحاب پورے قرآن کے حافظ ہو چکے تھے ان میں ایک یہی تھے، حدیث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ صحابہ کو روایت کی نوبت بہت کم آتی تھی، کہ خود

خود حامل نبوت سامنے تھا، تاہم اس زمانہ میں بھی متعدد صحابہ ان سے احادیث نبوی روایت کرتے تھے، چنانچہ حضرت انسؓ کا واقعہ اسد الغابہ میں مذکور ہے، لیکن چونکہ وہ احادیث کے بیان میں سخت محتاط تھے اور نیز اسلئے بھی کہ آنحضرت صلیم کے اخیر زمانہ سے لیکر اپنی وفات تک بڑے بڑے کاموں کے انجام دینے کے لئے برابر مدینہ سے باہر رہتے، یمن سے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ان کو تعلیم و روایات کے لئے شام بھیجا اور وہیں ان کا سلسلہ میں عین عالم شباب میں انتقال ہو گیا، اسلئے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا، ”حدیث اوچن ان باقی نہ اند“

تاہم روایات کا سلسلہ زندگی کی اخیر سانس کے ساتھ وابستہ تھا، عموماً کسی طاعون میں جب انگلی کی سوزش بستر مرگ پر تڑپا رہی تھی، زبان مبارک اس فرض کی دانگی میں مصروف تھی،

وفات کے وقت بھی یہی حال تھا، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور کچھ اور لوگ پاس بیٹھے تھے، وقت وفات قریب آیا تو فرمایا ”پر وہ اٹھاؤ، میں ایک حدیث بیان کر دوں گا“ جس کو اب تک میں نے اسلئے معفی رکھا تھا کہ لوگ تکیہ کر بیٹھیں گے، اس کے بعد ایک حدیث بیان کی،

حضرت معاذ کی روایتیں اگرچہ دیگر صحابہ سے کم ہیں، تاہم ان کا شمار راویان حدیث کے تیسرے طبقہ میں تھا، ان کی احادیث کی مجموعی تعداد (۱۵۷) ہے جس میں دو حدیثوں پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے،

تلاذہ حدیث کی تعداد کثیر تھی، اکابر صحابہ کا ایک بڑا طبقہ ان سے احادیث کی روایت

کرتا ہی، حضرت عمرؓ، ابوقحافہ انصاریؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، جابر بن عبد اللہؓ، عبد اللہ بن عباسؓ،
عبد اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ، انس بن مالکؓ، ابوامامہ باہلیؓ، ابولیلی انصاریؓ
ابو ایلؓ

تلامذہ خاص میں حسب ذیل حضرات شامل ہیں، ابن عدیؓ، ابن ابی اوفیٰ اشعریؓ،
عبد الرحمن بن سمرہ البغلیؓ، جابر بن انسؓ، ابو ثعلبہ خثنیؓ، جابر بن سمرہ السوائیؓ، مالک بن
نجمہؓ، عبد الرحمن بن غنمؓ، ابومسلم خولانیؓ، ابو عبد اللہ صنابچیؓ، ابو دائلؓ، مسروقؓ، جناودہ بن
ابی اسیمہؓ، ابو ادریس خولانیؓ، حمیر بن نغیرؓ، اسلم مولیٰ حضرت عمرؓ، اسود بن ہلالؓ، اسود بن یزیدؓ،
وغیرہم

نعت، خود عہد نبوی میں حضرت تمنا کا شمار اکابر فقہاء میں تھا، اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہو،
کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فقیہ ہونے کی شہادت دی، چنانچہ فرمایا

اعلمہم بالحلل والحرام معاذ بن جبل ہمارے صحابہ میں حلال و حرام کے سب سے بڑے
عالم معاذ بن جبلؓ

حضرت عمرؓ نے ایک موقع پر ان کے متعلق کہا کہ لا معاذ لعلک عیسیٰ یعنی اگر معاذ
تو نہ تو عمر ہلاک ہو جائے، اس سے حضرت معاذؓ کے رتبہ اجتہاد و درجہ استنباط پر کافی روشنی
پڑتی ہو، حضرت عمرؓ اس کے علاوہ اور بھی متعدد و مرتبہ حضرت معاذؓ کے فقیہ ہونے کا اعلان کیا
چنانچہ حبیب جابیہؓ میں خطبہ دیا تو فرمایا،

من اراد الفقه فلیات معاذ ا یعنی جسے فقہ سیکنا ہو وہ معاذؓ کے پاس جائے،

طلب علم اور شوق تفصیل، ان اوراق کو پڑھ کر تم کو تعجب ہوگا کہ اذکو فی فضل و کمال کا منصب کیونکر
ملتا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو اون کا فطری شوق، اور طبعی ذکاوت و ذہانت، جس کا

ہر موقع پر اظہار ہوتا ہی، دوسرے یہ کہ خود معلم نبوت صلعم ایسے جو ہر قابل اور مستعد طالب علم کو دیکھ کر ان کی طرف خاص عنایت مبذول فرماتے تھے، حضرت معاذؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے تھے، آنحضرت صلعم کی ہر مجلس تعلیم و تربیت کی ایک درگاہ ہوتی تھی، ان کو اکثر اوقات اس سے استفادہ کا موقع حاصل ہوتا تھا۔

حضرت معاذؓ بسا اوقات آنحضرت صلعم کے ساتھ تنہا ہوتے تھے، آنحضرت صلعم ایسے اوقات خاص میں ان کو مختلف مسائل تعلیم کیا کرتے تھے، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضرت معاذؓ کو کوئی مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہوتی تو آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوتے، آنحضرت صلعم اپنے سعادت کدہ میں تشریف نہ رکھتے تو وہ آپ کی تلاش میں دور تک نکل جاتے، پچانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے، معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے ہیں، راستہ میں لوگوں سے پوچھتے جاتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کدھر تشریف لے گئے، آخر ایک جگہ آپ کو پایا، آنحضرت صلعم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، وہ بھی پیچھے کھڑے ہو گئے، اور نماز کی نیت کر لی، آپ نے دیر تک نماز ادا فرمائی، فارغ ہوئے تو اونھوں نے پوچھا کہ حضور نے بڑی لمبی نماز پڑھی؟ فرمایا: ”ترغیب و ترہیب کی نماز تھی، میں نے خدا سے تین باتوں کی درخواست کی تھی، جس میں کسے متعلق رضامندی ظاہر ہوئی اور ایک کی نسبت میں روک دیا گیا، میں نے یہ چاہا تھا کہ میری امت غرق سے محفوظ رہے، یہ مجھ کو دیا گیا، ایک یہ خواہش کی تھی کہ غیر مسلم دشمن اسلام پر غالب نہ آسکے، یہ بھی عطا کیا گیا، ایک یہ تمنا تھی کہ اسلام میں اختلاف و تفریق نہ پڑے اس کو مسترد کر دیا گیا،“

غزوہ تبوک سے مراجعت کے وقت رسول اللہ صلیم کو خالی پا کر حضرت معاذؓ نے پوچھا کہ مجھ کو وہ عمل بتائیے جو میرے دخولِ جنت کا سبب بنے، آنحضرت صلیم اس سوال سے نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا: لقد سألت عن عظیم، یعنی تم نے بہت بڑی بات پوچھی، اس کے ساتھ ہی یہ بھی خوف لگاتا تھا کہ کہیں اور لوگ خللِ نماز نہ ہوں، کیونکہ شیعہ نبوت کے گرد ہر وقت پروانوں کا ہجوم رہتا تھا، چنانچہ اسی روایت میں حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلیم ابھی بیان فرما ہی رہے تھے کہ کچھ لوگ آتے دکھائی دیئے جھکو ڈر لگا کہ رسول اللہ صلیم کی توجہ میری طرف منقطع نہ ہو جائے، میں نے رسول اللہ صلیم سے عرض کیا کہ فلاں بات جو آپ نے فرمائی تھی اس کے متعلق کیا ارشاد ہو؟ چنانچہ آنحضرت صلیم نے اوس کو بیان فرمایا،

حضرت معاذؓ کو ایسے موقع کی ہمیشہ تلاش رہتی تھی، موقع ملنے پر آنحضرت صلیم سے فوراً سوال کرتے تھے، لیکن نبوت کا ادب ضروری تھا، رسول اللہ صلیم کا مزاج پچا کر سوال کی جرات کرتے تھے، غزوہ تبوک سے قبل لوگ طلوعِ آفتاب کے وقت سوار یوں پر سو رہے تھے، حضرت معاذؓ کو اب موقع تھا، اونٹ اور آہِ عمر راستہ میں چرتے پھرتے تھے، جن کی پشت پر عالمِ خواب بپا تھا، حضرت معاذؓ آنحضرت صلیم کی خدمت میں پہنچے، آنحضرت صلیم بھی مصروفِ خواب تھے اور ناقہ مبارک چرتی اور کھاتی چلی جا رہی تھی، حضرت معاذؓ کا اونٹ گرا، انھوں نے ہمارے کھینچی، جس سے اوس کی وحشت مین اور اضافہ ہوا، اس کے بدکنے سے رسول اللہ صلیم کا اونٹ بھی پکا، آنحضرت صلیم خواب سے بیدار ہوئے پیچھے دیکھا تو معاذؓ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا، آپ نے پکارا معاذؓ! انھوں نے کہا حضور! آپ نے فرمایا میرے قریب

کہ فتح ہوا تو آنحضرت صلعم نے ان کو مکہ میں چھوڑا کہ یہیں رہ کر لوگوں کو سنن اور فقہ سکھائیں،
 سلسلہ مدینہ والی مین بنا کر بھیجا، تو فصلِ قضا کے علاوہ اہل مین کی تعلیم بھی انہیں کے
 ذمہ کی، حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں بھی منصبِ اقتدار سرفراز رہے، حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں
 اہل شام کو تعلیم کی ضرورت تھی، یزید بن ابی سفیان والی شام نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ کچھ لوگوں کو
 اس غرض کے لیے یہاں بھیجے، حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ وغیرہ کو بلایا، اور شام جانے کی ہدایت
 کی، حضرت معاذؓ نے فلسطین میں سکونت اختیار کی اور تعلیم میں مشغول ہوئے، تمام ملک شام میں
 صرف دو صحابی تھے، جن کی ذات علوم و فنون کا مرکز بنی ہوئی تھی، حضرت معاذؓ ان میں سے
 ایک تھے،

حضرت معاذؓ کی سکونت اگرچہ علاقہ فلسطین میں محدود تھی، لیکن انشاءً علم کا دائرہ
 غیر محدود تھا، فلسطین سے متجاویز ہو کر دمشق اور حص تک مین ان کے حلقہٴ درس قائم تھے، اور خود
 حضرت معاذؓ نے ان مقامات میں جا کر درس دیا تھا، قاعدہ تھا کہ مجلس میں چند صحابہ کسی مسلمان
 مباحثہ کرتے، حضرت معاذؓ خاموش بیٹھے رہتے، جب معاملہ طے نہ ہوتا، تو حضرت معاذؓ اس کا
 فیصلہ کرتے تھے،

ابو اوس خولانی جامع دمشق میں گئے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان تشریف فرما ہے،
 اور لوگ اس کے گرد جمع ہیں، جب کسی چیز میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی طرف رجوع کرتے
 ہیں، اور وہ تسلی بخش جواب سے مطمئن کرتا ہے، پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا معاذ
 بن جبل ہیں،

ابو مسلم خولانی جامع حص میں آئے، وہاں ایک حلقہ تھا، جس میں ۲۰ صحابہ بیٹھے تھے،

اور سب بن کھولتے تھے، ایک نوجوان بھی بیٹھا تھا، جب کسی مسئلہ میں اختلاف رائے ہوتا، نوجوان سے فیصلہ کراتے تھے، یہ نوجوان معاذ بن جبلؓ تھے۔

غرض حضرت معاذؓ کی مجلس علمی کا سلسلہ محض تک تھا، شہروں کی جامع مسجدیں اونکی درسگاہ کا کام دیتی تھیں، وہ مختلف شہروں میں دورہ کرتے تھے، اور جہاں جاتے تھے علم کا مرکز وہاں منتقل ہو جاتا تھا،

حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں صرف تین عالم ہیں، جن میں ایک شام میں اقامت پذیر ہو، یہ حضرت معاذؓ کی طرف اشارہ تھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ لوگوں سے پوچھتے تھے کہ جانتے ہو عقلا کون ہیں؟ لوگ کہتے کون ہیں؟ فرماتے معاذ بن جبلؓ اور ابوذرؓ عقلا سے مقصود ظاہر ہے کہ عقلا سے شریعت ہیں،

مجھد کے لیے سب سے زیادہ ضروری اصابت رائے ہی، حضرت معاذؓ اس درجہ صاحب الرائے تھے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض موقعوں پر ان کی رائے کو پسند فرمایا،

پڑھ چکے ہو کہ مین روانہ کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ سے پوچھا تھا کہ مقدمہ آئے گا تو کیونکر فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا، کتاب اللہ سنئے، آپ نے فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ، تو عرض کی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنئے، پھر فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ، تو عرض کی کہ چہاؤ کرو گا، یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوئے کہ ان کے سینہ پر اپنا دست مقدس پھیرا اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے تم کو اس بات کی توفیق دی جس کو میں پسند کرتا ہوں، حضرت معاذؓ کے جواب سے گویا اصول فقہ کا یہ پہلا اصول مرتب ہوا کہ احکام اسلامی کے یہ تین بڑے ترتیباً خدا میں، اول کتاب الہی، پھر حدیث نبوی، اور اس کے بعد قیاس۔

ابتد اگر جن لوگوں کی نماز چھوٹ جاتی، وہ نمازیوں سے اشارہ سے پوچھتے تھے کہ کئے
 رکعتیں ہو چکیں، وہ اشارے سے جواب دیدیتے، اور اس طرح لوگ اور نوت شدہ کعتیں پوری
 کر کے نماز میں مل جاتے تھے، ایک دن جماعت ہو رہی تھی، اور سب قعدہ میں تھے، حضرت
 معاویہؓ آئے اور کعتیں پوری کرنے سے قبل جماعت کے ساتھ قعدہ میں شریک ہو گئے،
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو حضرت معاویہؓ نے اٹھ کر قیہ کعتیں پوری کیں، آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا قد سن لکم فہکذا افا صنعوا یعنی معاویہؓ نے تمہارے لئے ایک
 طریقہ نکالا ہے، تم بھی ایسا ہی کیا کرو،

آج دنیا میں جس قدر مسلمان ہیں اسی طریقہ سے فوت شدہ نماز ادا کرتے ہیں، اور
 یہ فخر حضرت معاویہؓ کے لئے کیا کم ہے کہ ان کی سنت تمام مسلمانوں کے لئے واجب العمل قرار
 دی گئی، نماز اور روزہ کے تین دوارہمہوں نے جس طرح قایم کیے تھے وہ بھی ان کے تفقہ
 پر شاہد عدل ہو، اسی بنا پر ان کے اجتہادات جہاں دوسرے صحابہ سے مختلف ہوئے صحت
 اور تعین کا دامن اکثر ان کے ہاتھ میں رہا،

جماعہ کی ایک صورت خاص میں صحابہ کرام میں اختلاف تھا، حضرت عمرؓ بھی نہایت
 متروک تھے، مگر عام صحابہ کی تردید نہ کر سکتے تھے، لیکن حضرت معاویہؓ اور حضرت علی رضی اللہ
 عنہما کو سب سے اختلاف تھا، آخر حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کی رائے سے اتفاق کیا،
 اور حضرت عمرؓ نے تمام صحابہ کو ان کے خیال پر متفق کیا،

اسی طرح ایک مرتبہ، ایک اور پیچیدہ صورت پیدا ہوئی، ایک عالمہ عورت کا شوہر
 دو برس سے غائب تھا، لوگوں کو شبہ ہوا، حضرت عمرؓ سے ذکر کیا، حضرت عمرؓ نے اس کو نکسا

سخت تکلیف ہوئی، اور فرمایا کہ یہ رحمت الہی ہے اے خدا اپنی اس رحمت کو تو میرے گھر بھیج۔
 جب رسول، احب آلہی کے بعد حب رسول کا درجہ ہی سن چکے ہو کہ وہ جب کبھی آپ کو نہ پاتے تھے،
 تو کس طرح آپ کی تلاش میں نکل جاتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلیم کسی سفر میں تشریف لے گئے، صحابہ
 بھی ہمراہ تھے، آنحضرت صلیم کا قاعدہ تھا کہ مہاجرین کو اپنے قریب اتارتے تھے، آنحضرت صلیم
 صحابہ کے جمع سے جن میں معاذ بن جبل بھی تھے اٹھکر چلے گئے، معاذ کو بڑا غم ہوا، شام تک انتظار
 کیا، اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری کو لیکر آنحضرت صلیم کی تلاش میں نکلے، راستہ میں آواز معلوم
 ہوئی دیکھا تو آنحضرت صلیم تھے، معاذ کو دیکھ کر پوچھا کیوں؟ ان لوگوں نے کہا کہ آپ آج
 تشریف نہ رکھتے تھے، ہم کو خوف ہوا کہ خدا نخواستہ کوئی ضرر نہ پہنچا ہو، اس وقت آپ کو ڈھونڈنے
 کے لیے نکلے تھے،

ادب رسول، آنحضرت صلیم کا سجدہ ادب و احترام کرتے تھے، ایک بار یمن سے آئے تو آنحضرت صلیم
 سے درخواست کی کہ یمن میں کچھ لوگ دیکھے جو ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے، کیا ہم آپ کو سجدہ
 نہ کریں؟ آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ اگر میں کسی انسان کے لئے سجدہ جائز کرتا تو وہ صورت ہوتی کہ
 عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرتے،

خود جناب رسالت پناہ بھی اس محبت و جان نثاری کی بنا پر ان سے نہایت محبت
 کرتے تھے، ایک بار حضرت معاذ رسول اللہ صلیم کے ساتھ تھے، آنحضرت صلیم نے ان کا ہاتھ
 پکڑا اور فرمایا کہ مجھ کو تم سے بہت محبت ہے، حضرت معاذ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا
 میں ہیں آپ کو نہایت محبوب رکھتا ہوں، آنحضرت صلیم نے فرمایا میں ایک وصیت کرتا ہوں،
 اس کو کسی ترک نہ کرنا، یہ کہ اگر ایک دعا بتائی، جو حضرت معاذ نے ہر گز کے بعد ہمیشہ پڑھی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا اس قدر خیال تھا کہ اپنے تئیں خاص صنابچی کو حضرت معاذؓ نے وصیت کی، صنابچی پر یہ اثر تھا کہ انھوں نے اپنے شاگرد ابو عبد الرحمن حبلی کو اور حبلی نے عقبہ بن مسلم یثربی کو اس کے پڑھنے کی وصیت کی تھی،

ذکورہ بالا واقعات تمام تر عہد نبوت سے تعلق رکھتے تھے، عہد نبوت میں حضرت معاذؓ کی محبت کا جو نقشہ تھا، اوپر گزر چکا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ان کی کیا کیفیت تھی اس کا بیان اب سننا چاہیے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حلت کے بعد حضرت معاذؓ کا اضطراب و اضطراب حد وجہ یا اس انگیز تھا، یمن سے واپس ہو کر آئے تو مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہال مبارک سے خالی ہو چکا تھا، حضرت معاذؓ نے مدینہ منورہ کو چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کی،

شام میں بھی محبوب کا فراق چین نہ لینے دیتا تھا، اسلئے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے، حضرت بلالؓ بھی موجود تھے، حضرت عمرؓ نے ان سے درخواست کی کہ آج اذان دیجئے، بلالؓ نے کہا کہ میں ارادہ کر چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے ایسے اذان نہ دوں گا، لیکن آج آپ کا ارشاد بجا لا تا ہوں، اذان دینی شروع کی تو صحابہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک یاد آگیا، تمام صحابہ پر رقت طاری تھی، حضرت معاذؓ بن حبلی روتے روتے بیتاب ہو گئے تھے،

امر بالمعروف، حضرت معاذؓ نے امر بالمعروف میں کبھی بوجہ لاکم کی پروا نہ کی، شام گئے تو دیکھا کہ شامی تڑنہیں پڑتے، امیر معاویہ حاکم شام تھے، ان سے پوچھا کہ تیرے پڑھنے کا کیا سبب؟ امیر کو معلوم نہ تھا پوچھا کیا تو واجب ہے؟ حضرت معاذؓ نے کہا ہاں۔

جود، انہایت فیاض تھے، چنانچہ اسی سخاوت کی بدولت ان کی تمام جائیداد بیع ہو گئی، اسکے
 ماسوا اسلام کو بھی ان کی سخاوت سے فائدہ پہنچا تھا،

صدق، راست گفتاری میں وہ عموماً تسلیم کیے جاتے تھے، اس سے زیادہ ان کے صدق
 کی کیا دلیل ہوگی کہ خود رسول اللہ صلیم نے ان کی صداقت کی تصدیق فرمائی تھی حضرت انس سے
 حضرت معاذؓ نے ایک حدیث بیان کی، حضرت انس نے رسول اللہ صلیم سے جا کر پوچھا کہ آپ نے
 معاذؓ سے یہ فرمایا تھا؟ آنحضرت صلیم نے فرمایا صدق معاذ! صدق معاذ! صدق معاذ!
 کینہ و حسد سے بہرہ تھے، اقران اور ہم عصر اکثر حسد کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، چند باکمال ایک
 زمانہ میں موجود ہوں تو کبھی ایک دوسرے کو اچھا نہ کہے گا، لیکن رسول اللہ صلیم کی تعلیم نے
 صحابہ کو ان تمام خیالات باطلہ سے پاک کر دیا تھا، وہ ہم عصروں کی قابلیت کا اعتراف کرتے
 تھے، اور وقت پر اس کو ظاہر بھی کر دیتے تھے،

حضرت معاذؓ کی وفات کا وقت آیا تو تمام لوگ رو رہے تھے کہ علم اُنھا جا رہا ہے، حضرت
 معاذؓ سے کہا فرمائیے آپ کے بعد کس سے پڑھیں! انھوں نے کہا ذرا مجھے اُنھا کے بٹھاؤ، بیشک فرمایا
 سُذو! علم و ایمان اُنھ میں سکتے، وہ بدستور پڑھیں گے، جو جستجو کرے گا پائیگا، (تین مرتبہ فرمایا)
 علم چار آدمیوں سے سیکھو ابو درداء، سلمان فارسی، ابن مسعود، عبد اللہ بن سلام،

حضرت مسلمہ بن مخلد

مسلمہ نام، ابو سعید، ابو من کفیت، قبیلہ خزرج سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، مسلمہ بن مخلد بن الصامت بن نیار بن لوزان بن عبد وہ بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الکبریٰ

سلسلہ مدین مدینہ میں پیدا ہوئے، آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت وہ سالہ تھے، حضور نبیؐ کی وجہ سے کسی غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت عمرؓ کے عہد میں جب مصر پر فوج کشی ہوئی، اور عمرو بن العاص کو فتح میں مدد ملی تو مدینہ سے چار ہزار آدمی، بطور کمک روانہ ہوئے، ان پر چار شخص انصرت ہوئے سپہ گری میں تمام عرب میں انتخاب تھے، ان لوگوں کے نام یہ ہیں، زبیر بن العوام، مقداد بن اسود، کنہی، عبادہ بن صامت، مسلمہ بن مخلد، حضرت عمرؓ کے عمرو بن عاص کو تکلیف کہ ان فسران میں چار شخص ایک ہزار آدمیوں کے برابر ہے، اس بنا پر فوج ہم ہزار نہیں بلکہ ۱۰ ہزار ہے، مصر فتح ہوا تو مسلمہ نے وہیں اقامت اختیار کی، پھر مدینہ آئے، اور صفین بن امیر معاویہ کی طرف سے شریک ہوئے، یہ عجیب بات ہے کہ انصار کا ہر فرد جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھا، لیکن یہ بزرگ اور نعمان بن بشیر امیر معاویہ کے طرف اشارت،

صفین کے بعد جس میں جنگ کا نتیجہ امیر معاویہ کے ماطنہ ان کلمات سے ظاہر ہے،

محمد بن ابی بکر قتل ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں مسلمہ کا بھی حصہ تھا، ۱۰۰ عجیب نہایت یہ نہیں ہو،

۱۰۰ کنز الدقائق ج ۱، جلد ۱، صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰

محمد بن ابی بکر جب حاکم ہو کر مصر گئے تو قیس بن سعد نے ان کو سمجھایا کہ مسلمہ، معاویہ بن خدیج وغیرہ کے ساتھ عفو و درگزر کا برتاؤ کرنا، لیکن انھوں نے اس کے بالکل خلاف عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر میں ایک شورش نمودار ہوئی، جس نے محمد بن ابی بکر کو قتل کر کے خلافت راشدہ کا ایوان و فتنہ متزلزل کر دیا،

محمد بن ابی بکر قتل ہوئے تو امیر معاویہ نے عمرو بن عاص کو مصر کا والی بنایا، ان کے بعد اور لوگ بھی ان کی طرف سے والی ہو کر آئے، جن میں سب سے اخیر والی اور سب سے پہلے نائب السلطنت (والیسر) مسلمہ بن خالد تھے،

امارت مصر و افریقہ، حضرت مسلمہ، امیر معاویہ کے پاس شام گئے تھے، انھوں نے عقبہ بن عامر حبشی کے بجائے ان کو مصر کا حاکم مقرر کیا، اور عقبہ کے نام فرمان بھیجا کہ آپ امیر البحر ہیں، جزیرہ رودس پر حملہ کیجئے، اور مسلمہ کو تاکید کی کہ عقبہ سے اپنی امارت مخفی رکھنا، چنانچہ مسلمہ مصر پہنچے اور عقبہ کے ساتھ اسکندریہ روانہ ہوئے، ادھر عقبہ کے جہاز نے ٹکڑا اٹھایا، ادھر مسلمہ تخت امارت پر ٹکٹن ہو گئے، عقبہ کو خبر ہوئی تو بڑا افسوس کیا، یہ ۲۰ ربیع الاول ۴۳ء کا واقعہ ہے، بعض لوگوں نے منہ مہر لکھا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں،

مصر اور افریقہ اب تک جداگانہ دو صوبے تھے، اور ان پر دو والی حکومت کرتے تھے، حضرت مسلمہ دونوں صوبوں کے امیر بنائے گئے، محکمہ مذہبی اور خراج بھی انھیں کے زیر اہتمام تھا،

حضرت مسلمہ نے نظام حکومت از سر نو مرتب کیا، سائب بن شام بن کنانہ عامری کو پولیس کا انسپکٹر بنایا، چنانچہ وہ ۴۹ء تک اس منصب پر قائم رہے اسکے بعد

عابس بن سعد مداحی کو کہ ان سے زیادہ انتظامی قابلیت رکھتے تھے، اس عہدہ پر فائز کیا،
معادیہ بن خدیج کو مغرب کی سرحد پر غزوہ کے لیے مامور کیا، اور بری و بحری لڑائیوں
کے لیے بعض مقامات پر لشکر بھیجے،

حضرت مسلمہؓ نے اپنے فرائض منصبی نہایت بیدار معزی، ہوشیاری اور مستعدی
سے انجام دیے، ایک بحری لڑائی کے لیے آدمی کثرت سے بھرتی کیے، تو فوج میں عام ناراضگی
پھیل گئی، اس موقع پر حضرت مسلمہؓ نے فوجی جوش کم کرنے کے لیے ایک خطبہ دیا جو مجسمہ
ورج و یل ہے،

یا اہل مصر! ما نتم منی واللہ لقد نزلت
فی مددکم وعدکم و قیتکم علی عدوکم
والذی نفسی بید کا یا تینکم زمان اکاکم
فاکآخرش، فن استطاع منکم ان یخذ نفقا
الارض فلیفعل!
لوگو! تم کو مجھ سے ناخوش نہ ہونا چاہیے، میں نے
تمہاری تسدد اور کمک میں اضافہ کر کے تمہارے
کے مقابلہ میں تم کو مضبوط بنایا ہے، خدا کی قسم!
(مجھ کو غنیمت سمجھو) آئندہ زمانہ میں سخت و جاہر
عمال آئیں گے اور اس وقت کے لیے اللہ تم کو
زمین میں کوئی سوراخ تلاش کر لیا جائے،

شہدہ عین رومی لشکر پر بس آیا، تو حضرت مسلمہؓ نے فوج بیکسر سخت مزاحمت کی اور
مسلمان بہت کثرت سے کام آئے، تاہم جنگ کا فیصلہ مسلمانوں کے موافق ہوا، اس موقع پر
جو مسلمان شہید ہوئے ان میں بعض کے ام یہ بن، اور ان عمرو بن عاص کے غلام،
عائد بن ثعلبہ بلوی، ابو رقیہ عمر، بن قیس نجفی وغیرہ،

غالباً اسی سنہ میں حضرت مسلمہؓ نے عابس بن سید کو پولیس کے محکمہ ست بنا کر

امیر البحر بنایا، اور اسطافونہ (غالباً قسطنطنیہ کی تصنیف ہو، کیونکہ اس قدر ثابت ہو چکا کہ سلمہ کے عہد میں مصر سے قسطنطنیہ پر ایک حملہ ہوا تھا) پر لشکر کشی کی، ہم سے واپس ہونے تک سائب بن ہشام ان کے بجائے پولیس کے افسر رہے، کچھ عرصہ میں وہ روم سے واپس آئے تو اپنے سابق منصب پر بحال ہو گئے،

سلسلہ میں حضرت سلمہ کسی ضرورت سے اسکندریہ گئے تو دارالامارت قسطنطین عابس بن سعید کو جانشین بنایا،

اسی سنہ میں رجب کے مہینہ میں امیر معاویہ نے انتقال کیا اور یزید ان کا جانشین ہوا سلمہ اس عہد میں بھی اپنے عہدہ پر قائم رہے، اس وقت وہ اسکندریہ میں تھے، حیرلی تو عابس کو خط لکھا کہ رعایا سے یزید کی بیعت لے لو، چنانچہ تمام لشکر نے بیعت کی، لیکن عبداللہ بن عمرو بن عاص منکر تھے، عابس نے آگ لگا کر دھکی دی کہ انکار کرو گے تو اس میں جھونک دوں گا، عبداللہ نے یہ دیکھ کر جبراً و قہراً بیعت کر لی، اور دنیا میں آگ کے عذاب سے محفوظ رہے، کچھ دنوں کے بعد سلمہ اسکندریہ سے واپس آئے، عابس کو پولیس کے ساتھ اب قضا کا حکم بھی تفویض کیا، یہ اوائل سلسلہ کا واقعہ ہو،

حکمہ مذہبی کا اختتام، حکمہ مذہبی کے افسر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے بہت سی مذہبی عداوتیں ختم ہوئیں، سلسلہ میں جامع مسجد کی توسیع کی، اور حضرت عمرو بن عاصؓ نے جو جامع مسجد تعمیر کی تھی اوس کو منہدم کیا،

اسی سنہ میں مسجد دین روشنی کے منارے بنوائے، اور حوران اور نجیب وغیرہ کے ذمہ جو روشنی کا انتظام تھا، اوس کو موقوف کیا، مسجد دین میں یہ حکم بھیجا کہ رات کے وقت سب جگہ ایک اذان ہو، فجر کے وقت یہ انتظام کیا کہ بیشتر جامع مسجد میں کئی مؤذن

اذان پکارین، جب وہ ان اذان ختم ہو تو فسطاط کی ہر سجدین اذان اُسی جائے، چونکہ یہ طریقہ نہایت پسندیدہ، اور مستحسن اور اسلام کی شان و شوکت کو بڑا لاکرتا تھا، نہایت مقبول ہوا، اور مسودہ کے زمانہ تک متواتر رائج رہا، ان لوگوں کے زمانہ میں کسی وجہ سے یہ رسم موقوف ہوئی، اور پھر افسوس کہ کبھی زندہ نہ ہو سکی،

وفات، ۲۵ رجب ۶۷۳ھ میں حضرت مسلمہؓ نے انتقال فرمایا، ۶۲ سال کا سن تھا، ۵۱ برس چار ماہ حکومت کی، وفات کے وقت کا قبا حکومت عابس بن سید کے سپرد کیا اور لاہور کوئی صلیبی یا گارنہین چھوڑی،

فضل کمال حضرت مسلمہؓ حافظ قرآن تھے، اور قرآن ایسا صحیح یاد تھا کہ لوگ تائب کرتے تھے، حضرت مجاہد تفسیر و قرأت کے امام ہیں، اور اپنے زمانہ میں اس فن میں بے نظیر تسلیم کیے جاتے تھے، ان کا بیان ہے کہ میں دنیا میں اپنے کو قرآن کا سب سے بڑا حافظ سمجھتا تھا، لیکن مسلمہؓ کے پیچھے ایک روز نماز فجر پڑھی تو یہ خیال غلط ثابت ہوا، انھوں نے سورہ بقرہ پڑھی تھی، اتنی بڑی سورت میں کہیں داؤ اور الف کی بھی غلطی نہیں کی،

حدیث میں بھی جمعیت عامہ حاصل تھی، اور خود صحابہ حدیث سننے کے لئے ان کے پاس مہصر جاتے تھے، حضرت ابویوب انصاریؓ صرف ایک حدیث سننے کے لئے مہصر آئے تھے، عقبہ بن عامرؓ بھی اسی غرض سے گئے تھے، اور حدیث سننے لگے،

تلامذہ خاص اور راویان حدیث میں حبشہ بن علیؓ، ابن مسعودؓ، ابو عبد اللہ بن مسعودؓ، ابن امیہؓ، عبد الرحمن بن شماسہؓ، علی بن رباحؓ، مجمع بن کعبؓ، مجاہد بن جبرؓ، بشیر بن ابی رقیہؓ،

حضرت محمد بن مسلمہ

نام و نسب، [محمد نام، ابو عبد الرحمن کنیت، قبیلہ اوس سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے،
محمد بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن جعدہ بن حارثہ بن حارث بن خزیمہ بن عمرو بن
مالک بن اوس،

بعثت نبوی سے ۲۲ سال قبل تولد ہوئے، محمد نام رکھا گیا، سن شعور کو پہنچ کر
عبدالاشہل کے حلیف بن گئے،

اسلام، [سعد بن معاذ سے قبل، مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا،

غزوات اور دیگر حالات، [ابو عبیدہ بن جراح سے کہ عشرہ مبشرہ میں تھے، بر اور سی قائم ہوئی
عسکر وہ بدر میں شریک تھے، اور غزوہ قینقار میں یہود کا مال انھیں نے وصول کیا تھا

کعب بن اشرف یہودی، مدینہ میں ایک شاعر تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنا اور
مسلمانوں کے خلاف آتش عینظ و غضب مشتعل کرنا اس کا کام تھا، بدر میں مسلمانوں کو

فتح اور قریش کو ہزیمت ہوئی تو بولا کہ اب زمین کا پیٹ اوس کی پیٹھ سے اچھا ہے، اسی
جوش میں کہ پہنچا اور اشعار کے ذریعہ سے تمام قریش میں انتقام کی آگ بھڑکا دی، مدینہ

آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر پیدا ہوئی فرمایا، انھما کفنی ابن الاشرف! بماشئت
فی اعلانہ السورۃ قلہ الاشعار پھر مسلمانوں کے پھر سے مجمع میں فرمایا من الکعب

ابن الاشرف فانه فدا ذی اللہ و رسولہ؟ کعب کے لئے کون ہے؟ اوس نے

خدا اور رسول کو بہت اذیت پہنچائی، محمد بن مسلمہ نے اٹھ کر کہا کیا آپ کی مہنسی ہو،
 کہ وہ قتل کر دیا جاوے، فرمایا ان، عرض کی تو اس کام کے لیے میں حاضر ہوں، لیکن کچھ کمزور
 تو مہنا لگھ تو ہو گا، ارشاد ہوا کچھ نہیں، وہاں سے اٹھ کر کعب کے پاس آئے، اور کہا کہ اس
 شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو مصیبت میں ڈال رکھا ہے، اب صدقہ لگتا ہے، ہم تمہارے
 پاس اسلئے آئے ہیں کہ ایک یا دو سبق چھوڑے اور کما نا ہم کو پیشگی دید، دیکھا کہ میں ان سے
 بیعت کر چکے ہیں، اب چھوڑتے بھی نہیں، بتاتا، ہم انعام کا انتظار ہی، کعب نے کہا سب
 منظر رہی، لیکن کوئی چیز گرو رکھو، ساتھیوں نے پوچھا کیا رہن رکھیں، بولا غور تین
 کہا نہیں، تم خوبصورت آدمی ہو، بولا تو بچے، کہا یہ بھی ٹھیک نہیں، لوگ انگلیاں اٹھائیں
 کہ ایک دو سبق کے لیے اولاد رہن رکھی، جو بڑے شرم کی بات ہے، اس سے بدتر ہی کہ تھسبا۔
 گرو رکھیں، اس نے کہا اچھا میرے پاس پھر آنا، رات کے وقت محمد بن مسلمہ ابوناہ کو کعب کے
 رضاعی بھائی تھے، اور مسلمان ہو چکے تھے، لیکر پہنچے، اس نے قلعہ میں بلایا، اور آئے کہ یہ
 گھر سے نکلا، بیوی نے کہا بے وقت کہاں جاتے ہو، جو اب دیا کہ میرے دو بھائی بیٹے آئے ہیں
 بولی کہ ان کی آواز سے تو خون ٹپکتا ہے، کہا خیر، اگر یہی سب بھی مجھ جانا چاہتے، کیونکہ
 شریف رات کو بھی نیرہ کی دعوت قبول کرتا ہے، غرض نہایت میں مہظوظ لگا کر اور چاہا، اور حکم
 نکلا، محمد بن مسلمہ نے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ میں اس پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہوں، چہریت
 اشارہ کر دین فوراً قتل کر دینا، چنانچہ اس سے کہا نہایت ہی خوش ہو، یہی تین دن رہے
 شو نگہ سکتا ہوں، اس نے اجازت دی تو انھوں نے نہ کر کے، لٹھا، لٹھا کر ان دونوں
 کو بھی اجازت دے سب اٹھے اور نہ شو نگھا، اتنی دیر تین، وہ بی بی قبیلہ میں لیا، رہا، پھر
 سے کہا تو اس کو قتل کرو، اتنے میں سب کی تواریخ پڑیں، لیکن بات سب ہی باقی ہی، نہ ہ

دشمن اپنی زور سے چلایا کہ تمام یہود نے آواز سن لی، ہر قلعہ پر روشنی کی گئی، محمد بن مسلمہ نے جرات کر کے پیش قبض پر پٹ مین بھونک دی، جو بات کے نیچے تک اتر گئی، اور ساتھ ہی وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا،

ان لوگوں نے اس کا سر کاٹ کر ساتھ لیا، اور وہاں سے روانہ ہوئے، بقیہ ہونیکر تکبیر کہی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک آرام نہ فرمایا تھا، برابر نماز پڑھ رہے تھے، تکبیر سنکر سمجھے کہ مقصدین کامیابی ہوئی، سامنے آئے تو فرمایا کہ "کامیاب پھر سے ہیں" لوگوں نے سر سامنے رکھ دیا تو نہایت خوش ہوئے، اور خدا کا شکر ادا کیا،

غزوہ اُحمدین لشکر اسلام کی حفاظت پر متعین تھے، پچاس آدمیوں کو لیکر تمام رات گشت لگایا تھا،

واقعہ نصیرین کہ مسلمہ مدین پیش آیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنو نصیر کے پاس بھیجا کہ یہ اعلان کر دو کہ ہمارے شہر سے نکل کر کسی اور جگہ چلے جائیں، تم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فریب اور وفائی، ہم کو خوب معلوم ہی تم کو دس روز کی مہلت ہے، اس میعاد کے بعد یہاں دیکھے گئے تو قتل کئے جاؤ گے، بنو نصیر نے عبداللہ بن ابی کے اغوار سے اس حکم کی کاہ برابر بھی پروانہ کی، اور مقابلہ پر تیار ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر محاصرہ کیا، اور شکست دی، محمد بن مسلمہ کے ذمہ ان کے جلا وطن کرنے کا معاملہ سپرد ہوا

غزوہ خندق کے بعد ششہ میں غزوہ قرینہ ہوا، ۱۵ روز محاصرہ کے بعد یہود نے بچ ہو کر یثرب والی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر راضی ہوئے، محمد بن مسلمہ نے عورتوں اور

کہ قبائین لون، جواب بلا نہیں اسی وضع سے چلو، غرض اسی حالت سے مدینہ لائے حضرت
عمرؓ نے وہ کرتہ اتار دیا اور بالوں کا کرتہ پہنایا، اور بکریوں کا گلہ منگوا کر حکم دیا کہ جنگل میں بجا کر
چراؤ،

عمر بن عاص کے متعلق معلوم ہوا کہ اون کے مال و دولت میں بہت اضافہ ہو گیا،
محمد بن مسلمہ کو فرمان دیکر روانہ کیا، اوس میں لکھا تھا کہ مال ان کے سامنے رکھ دینا، جو بقدر
مناسب سمجھیں گے لے لیں گے، محمد، مہر پہنچے تو عمرؓ نے ہدیہ بھیجا، انھوں نے واپس کر دیا،
عمرؓ سخت رنجیدہ ہوئے، اور کہا کہ تم نے میرا ہدیہ واپس کر دیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قبول فرمایا تھا، جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ اور اس ہدیہ میں فرق ہے، اس میں بُرائی
پوشیدہ ہے، عمرؓ نے کہا خدا اوس دن کا بُرا کرے جب میں عمر بن خطابؓ کا دالی بناؤں، میں نے
عاص بن دائل (عمرؓ کے باپ کا نام ہے) کو دیکھا ہے، وہ بک خوب کی تباہی بد کرتے تھے
تو خطابؓ (حضرت عمرؓ کے باپ) لکڑیوں کا گٹھہ گدھے پر لا دے پھرتا تھا، آج اسی خطابؓ
بیٹا مجھ پر حکومت بٹھا رہا ہے، محمد بن مسلمہ نے کہا تیرا اور اونکا باپ دونوں جہنم کے کُذیب
ہیں، لیکن عمرؓ سے بہتر ہیں، اس کے بعد کچھ سخت گفتگو ہوئی، عمرؓ نے مال لا کر سامنے رکھ دیا،
انھوں نے کسی قدر لیکر باقی واپس کیا، اور مدینہ چلے آئے،

محمد بن ربیع نے صحابہؓ مہر کے حال میں اس واقعہ کو درت کیا ہے، ایک حدیث بھی
سند اُپیش کی ہے،

حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت تک مدینہ میں رہت، پھر رندہ کی سکونت اختیار کی،
ان کے قتل کے واقعہ میں بالکل الگ تہ، حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کو

فضل و کمال | فضلاء صحابہؓ تھے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برسوں رہے تھے، سیکڑوں

حدیثیں سنیں، تاہم صرف ۶ روایتیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں،

راویوں میں شاہیر تابعین ہیں، جن کے نام یہ ہیں،

ذویب، مسور بن مخزوم، اسلم بن ابی شیمہ، البردہ بن ابی موسیٰ، عروہ، اعرج، قتبیسہ بن

اخلاق، اخلاق میں دو چیزیں نہایت نمایاں ہیں، حسب رسول، اور فتنہ سے کنارہ کشی، اور

دونوں کے مختلف مناظر اوپر گزر چکے ہیں



حضرت معاذ بن عفر

نام و نسب | معاذ نام، سلسلہ نسب یہ ہے، معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار، بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج، والدہ کا نام عفر بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار تھا،

اسلام | بیعت عقبہ سے قبل مکہ جا کر مسلمان ہوئے، ۵ھ آؤمی اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے، ان ۶ آدمیوں کے ناموں میں سخت اختلاف ہے، ہم نے موسیٰ بن عقبہ اور ابوالاسود کی روایت پر اعتبار کیا ہے، جو بالترتیب زہری اور عروہ سے اس واقعہ کی روایت کرتے ہیں، مواخاہ | ہجرت کے بعد ممبر بن حارث ان کے اسلامی بھائی بنائے گئے،

غزوات | بدر میں شریک تھے، جب تنیبہ، عقبہ اور ولید بن عقبہ نے مبارز طلبی کی تو سب سے پہلے ہی تینوں بھائی (معاذ، معوذ، عوف) تیغ بکف میدان میں نکلے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس بلا لیا اور حضرت حمزہؓ کو مقابلہ کے لیے بھیجا،

تاہم جوش ایمان اور دلہلہ جہاد کبڑک سکتا تھا، عبدالرحمان بن عوف صف میں کھڑے تھے، ان کے ہاتھ بائیں دونوں بھائی آکر کھڑے ہو گئے، وہ ان کو پہچانتے نہ تھے، اس بنا پر اپنے گرد دو جوانوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہوئے، اتنے میں ایک نے آہستہ سے کہا چچا! ابو جہل کہاں ہے؟ انھوں نے کہا براہِ راز اسے کیا کر دے گا؟ کہا میں نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے، اس بنا پر خدا سے عہد کر چکا ہوں، کہ اس کو ضرور ماروں گا

یا پھر اسی دھن میں اپنی جان بھی قربان کروں گا، دوسرے نے بھی اسی قسم کی گفتگو کی،
حضرت عبدالرحمانؓ نہایت متعجب ہوئے، اور اشارہ سے بتایا کہ ابو جہل وہ گشت لگا رہا ہے،
اتنا سنکر وہ دونوں باز کی طرح ٹوٹ پڑے، اور ابو جہل کو قتل کر ڈالا، پھر آنحضرت صلیم کو بخیر خبری
سنائی، پوچھا کس نے قتل کیا؟ وہ دونوں نے جواب دیا ہم نے، فرمایا تلوار دکھاؤ، چھانچہ دونوں کی
تلواروں میں خون کا اثر موجود تھا،

صحیح مسلم میں ان دونوں کا نام معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفرانہ ذکر ہے،
لیکن صحیح بخاری میں ابنہ عفرانہ کی تصریح ہے، جس سے صرف معاذ اور ان کے بھائی کا مارنا
ثابت ہوتا ہے،

ابو جہل پر حملہ کرتے وقت، ابن ماعض نے کہ قبیلہ زریقی سے تھا، ان پر حملہ کیا، چنانچہ
زخمی ہو کر مدینہ آئے تھے،

وفات، بعضوں کے نزدیک تو اسی زخم سے فوت ہو گئے، بعض روایتوں پر، چونکہ حضرت
عثمانؓ کے زمانہ میں وفات پائی، اور ایک جماعت کی یہ رائے ہو کہ مشہورین امتعال کیا،
اس زمانہ میں جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہؓ میں لڑائی پھڑی ہوئی تھی،

اخلاق، اُحب رسول کا بہترین مظہر، بدین ابو جہل کا قتل ہے، اس میں انہوں نے جانبازی
کی جیسی اعلیٰ مثال پیش کی، وہ اپنے باب میں نہایت حیرت انگیز ہے،
فرائض کی بجا آوری میں، اتمام تھا۔

آنحضرت صلیمؐ کے ہمراہ کرنا، غلاہ اور دہلیچ، بنین ایک کا تہ کرہ سن
نسائی میں آیا ہے،

بن مسعود بھی وہ ہیں تھے، انھوں نے ان سے قرآن پڑھا تھا،
 حدیثیں بہت کم روایت کیں، صحیح ترمذی میں ۳ حدیثیں ہیں، ابن مین بعض صحیح سند
 سے ثابت ہیں،

راویوں میں یعقوب، عبدالرحمان بن یزید بن جاریہ اور عکرمہ بن سلمہ ہیں،
 اخلاق، زہد و تقدس کی وجہ سے اپنی قوم کے امام تھے، اور یہ منصب مغربی ہی میں حاصل
 ہو گیا تھا، باپ نے مسجد منار بنائی تھی، معصوم بنیا اس میں نماز پڑتا تھا، لیکن یہ یہ معلوم تھا
 کہ اس سے آنحضرت صلعم اور اسلام کی بیچ کئی مشغور ہی، آنحضرت صلعم نے اس مسجد کو جلوایا،
 حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگوں نے درخواست کی کہ جمع کو امام بنایا جائے، بولے
 یہ بھی نہ ہوگا، وہ مسجد منار میں منافقین کی امامت کرتا تھا، جمع کو خبر ہوئی تو قسم کھا کر کہا کہ مجھے
 منافقین سے کچھ سروکار نہ تھا، حضرت عمرؓ نے ان کو امامت کرنے کی اجازت دیدی،

حضرت محیصہ بن مسعودؓ

نام و نسب، محیصہ نام، البوسعی کنیت، قبیلہ اوس سے ہیں، سلسلہ نسب یہی، محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن جدعہ بن حارثہ بن مارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس بن کعب بن مسعود بن کعب کے دو بیٹے تھے، حویصہ اور محیصہ، حویصہ بڑے تھے، انکا ذکر صحیحین میں موجود ہے، محیصہ چھوٹے تھے، لیکن ان سے زیادہ عقلمند، ہوشیار، اور وقت شناس تھے، ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے، اور اس مقولہ کے مصداق بنے، ”بزرگی بعقل است، نہ بسال“ غزوات، احد، خندق، اور تمام غزوات میں شرکت کی، غزوہ اُحد سے قبل کعب بن قریظ یہودی کا قلع قمع ہوا تھا، چونکہ اوس کو اداؤں کی تمام جماعت کو اسلام سے خاص عداوت تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام حکم دیدیا کہ جس یہودی پر قابو پاؤ، اوسکو فوراً قتل کر دو، ابن سبینہ ایک یہودی تاجر تھا، حویصہ کے اور اس کے خاص تعلقات تھے، محیصہ نے اس کو موقع پا کر قتل کر دیا، چونکہ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے، نہایت برہم ہوئے، مارتے جاتے تھے اور کہتے خدا کے دشمن، اتیرے پیٹ میں بہت سی چوبی اسی کے مال کی ہے، حویصہ نے ان کے غصہ اور مار کا صرف ایک جواب دیا کہ جس شخص نے مجھ کو اوس کے قتل کا حکم دیا، اگر تمہارے قتل کا حکم ہے تو تم کو بھی قتل کر دوں، یہ سن کر سخت متعجب ہوئے، اور حیرت سے پوچھا کیا واقعی اگر وہ میرے مارنے کا حکم دین تو تم مجھ کو مار ڈالو گے؟ انھوں نے کہا خدا کی قسم! ضرور مار دوں گا“ حویصہ پر اب غصہ کے بجائے حقانیت طاری ہوئی، اوسے جس نے مجھ کو ایسا کر دیا وہ کوئی عجیب مذہب ہے، اور پھر انھیں کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، محیصہ نے اپنے بھائی کے اس مکالمہ کو نہ کم کر دیا

جس کو ہم بھی نقل کرتے ہیں،

یلوم ابن امی لوانفرت بقتله . طبقت ذفر الا یا بیض قاضب

حسام کلون المخلص عقله . سنی ما اصبوبه فلیس بکاذب

وما سمر فی انی قتلک طالعا . دان لنا ما بین بصری و ما رب

اسم حضرت صلعم نے تاسیس خلافت کے بعد جب اشاعت اسلام کا حکمہ قائم کیا تو
ان کو مبلغ بنا کر مذکور و انہ فرمایا،

وفات اسنہ وفات معلوم نہیں، ثرائس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کا عہد خلافت تھا، کیونکہ
ان کے پوتے نے ان کو اچھی طرح دیکھا تھا، اور حدیث سننی تھی، اور یہ ثابت ہے کہ ان کے پوتے
مسلمہ بن عیین پیدا ہوئے تھے،

اولاد، احدیثون سے ایک لڑکے کا پتہ چلتا ہے، لیکن نام میں اختلاف ہے، مستدین ساعدہ و سید
و نام لئے ہیں، طبقات میں سعد لکھا ہے، کتب رجال میں ہے کہ بعض لوگ ان کے صحابی ہونے
کے قائل ہیں، ان کے بیٹے کا نام حرام تھا،

فضل و کمال، عہد نبوت میں اشاعت اسلام جیسے اہم کام پر متبعین ہونا، ان کے فضل و کمال
کی یقین و دلیل ہے، اس کے علاوہ چند حدیثیں بھی روایت کیں، جو محمد بن سہل بن ابی حشمہ اور
حرام بن سعد کے سلسلہ سے مروی ہیں،

اخلاق، حب رسول کا عظیم الشان اثر اور گزر چکا، بارگاہ نبوی میں ان کو جو تہذیب حاصل
تھا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک مسئلہ آنحضرت صلعم سے دریافت فرمایا، جو اب
خلافت مزاج ملا، اس لئے اس کو بار بار پوچھتے رہے اور آخر میں اپنا اطمینان کی صورت پیدا کر لی،

حضرت منذر بن عمرو

نام و نسب، منذر نام، اعتق لیموت لقب، قبیلہ خزرج کے خاندان ساعدہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، منذر بن عمرو بن نفیس بن حارثہ بن لؤدان بن عبدود بن زید بن زید بن ثعلبہ بن خزیمہ بن ساعدہ بن کعب بن اخرج الکلبیہ، اسلام، عقبہ ثانیہ میں بیعت کی اور اپنے قبیلہ کے نقیب مقرر ہوئے، سعد بن عبادہ بھی اسی قبیلہ کے نقیب تھے،

غزوات، عام حالات اور وفات، طلیب بن عمر سے مواخاۃ ہوئی، بدر اور احد میں شریک ہوئے مؤخر الذکر غزوہ میں مسرہ کے افسر تھے،

احد کے ہم ماہ بعد صفحہ کے مہینہ میں انصار کے ستر نوجوان جو قراء کے نام سے مشہور تھے اشاعت اسلام کی غرض سے نجد روانہ ہوئے، حضرت منذرؓ اس جماعت کے امیر تھے، بیر معونہ پہنچے تھے کہ رعل اور ذکوان کے سواروں نے گھیر لیا، ان لوگوں نے ہر چند کہا کہ ہم کو تم سے کوئی سروکار نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام سے کسی طرف جارہے ہیں، لیکن ظالموں نے ایک نہ سنی اور سب کو قتل کر ڈالا، منذر باقی رہ گئے، ان سے کہا و نحو است کرد تو تم کو امان یجا لیکن ان کی حمیت یہ بے غیرتی گوارانہ کر سکتی تھی، اوصاف انکار کیا، اور بس مقام پر حضرت حرام شہید ہوئے تھے پوچھ کر لڑے اور قتل ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو فرمایا اعتق لیموت! یعنی انہوں نے دانستہ موت کی طرف سبقت لی، اس وقت سے ان کا یہ لقب خاص و عام کہہ رہے ہیں۔

یہ اوّل مسکنہ مکان واقع ہے،

اولاد، کوئی اولاد نہیں چھوڑی،

فصل و کمال، جاہلیت میں عربی لکھتے تھے، اسلام میں قرآن و حدیث کی جو واقفیت ہم پہنچائی

تھی، اشاعت اسلام کے لیے اسی بنا پر منتخب ہوئے، اور مبلغین کے امیر بنائے گئے،

اخلاق، ازہد و تقویٰ، عبادت، قیام لیل، یہ تمام قراء کا شیوہ تھا، حضرت منذر بھی انہیں

اوصاف سے توصیف تھے،



حضرت نعمان بن بشیرؓ

نام و نسب، انعمان نام، ابو عبد اللہ کنیت، قبیلہ خزرج سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے
نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک اغربن ثعلبہ بن کعب بن خزرج
 بن حارث بن الخزرج الاکبر، والدہ کا نام عمرہ بنت رواحہ تھا، جن کا سلسلہ نسب مالک
 اغرب، حضرت نعمان کے آبائی سے ملتا ہے،

حضرت نعمان کے والد بشیر بن سعد بڑے رتبہ کے صحابی تھے، عقبہ ثانیہ میں،
 انصار کے ہمراہ مکہ جا کر بیعت کی، بدر، احد اور تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
 رہے، واقعہ سقیفہ میں سب سے پہلے انھوں نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کی تھی، سلسلہ
 میں خالد بن ولید کے ہمراہ سیلہ کذاب کے مقابلہ کو نکلے، اور واپسی کے وقت عین التمر کے
 موکہ میں قتل ہوئے،

والدہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کر چکی تھیں، اور حضرت عبد اللہ
 بن رواحہ مشہور صحابی کی ہمشیر تھیں، حضرت نعمانؓ ربیع الثانی سلسلہ مدین ہجرت کے
 ۱۴ ہجری میں اس مقدس گھر میں تولد ہوئے، ہجرت کے بعد انصار میں یہ سب سے پہلے
 مولود تھے، ان کی ولادت کے ۱۷ ماہ بعد عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوئے،

اسلام کی تاریخ میں سلسلہ کا طالع، خرمن امن و امان کے لئے برق مضطرب تھا، آغاز
 سال ہی سے قریش اور دیگر ہمسایہ قبائل سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی تھی، جس کا نتیجہ چند ماہ
 کے بعد غزوہ بدر کی صورت میں رونما ہوا، اس سال بولڑکے پیدا ہوئے سب میں ان کا

ربیع الاول ۳۵ھ میں آنحضرت معلّم نے انتقال فرمایا، اس وقت حضرت نعمان کا
سن ۸ سال، او کا تھا،

حضرت علی علیہ السلام کے عہد خلافت میں امیر معاویہ سے جنگ چھڑی تو نعمان نے
انہیں کا ساتھ دیا، اور یہ نہایت عجیب بات تھی، انصار میں ہی ایک دو صاحب امیر معاویہ
کے طرفدار تھے، چنانچہ نعمان کے متعلق صاف طور پر مذکور ہے کہ وہ ان کو دوست رکھتے تھے،
چنانچہ صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں،

وكان هواه مع معاوية وسيله اليه دالي ابنه يزيد

یعنی وہ معاویہ اور زیادہ دونوں کی طرف مائل تھے،

امیر معاویہ نے اس کے صلہ میں ان کو جلیل القدر عہدے دیئے، عین التمرین جناب
امیر کی طرف سے مالک بن کعب ارجبی ماکم تھے، امیر معاویہ نے ان کو بھیج کر وہ ان کے اسلم خانہ پر
حصہ کر لیا، فضالہ بن عبید کے بعد دمشق کا قاضی مقرر کیا، اور جب یمن پر تسلط ہوا، تو عثمان بن
لقطی کے بعد وہ ان کا والی بنایا، اس بنا پر یہ یمن کے (سلطنت امیہ) امیر تھے۔

۳۵ھ میں امیر معاویہ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا اور تقریباً ۱۶ ماہ تک اس منصب پر
مामور رہے، امیر معاویہ کے بعد یزید تخت حکومت پر متمکن ہوا، اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام
عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بیعت کے لئے مجبور کیا، حضرت امام حسین علیہ السلام
نے بیعت سے صاف انکار کیا، اور کوفہ سے شعیان علی کے خطوط پہنچ رہے تھے، جن میں اونکی
خلافت پر آمادگی ظاہر کی گئی تھی، چنانچہ آپ نے حضرت مسلم بن عقیل کو نفیث حالات کے لئے
کوفہ روانہ فرمایا، مسلم کوفہ پہنچے تو شہر کا بڑا حصہ ان کے ساتھ تھا، ۱۲ ہزار آدمیوں کے ان کے
ہاتھ پر بیعت کی، حضرت نعمان کو تمام خبریں پہنچ رہی تھیں، تاہم وہ جگر گوشہ رسول کے

معاملہ میں خاموش رہنا پسند کرتے تھے،

لیکن جب مختار بن ابی عبید کے مکان میں شیعوں کا اجتماع ہوا اور نقض بیعت کی

تیاریاں ہوئیں تو نعمان نے منبر پر ایک پُر زور خطبہ دیا جو درج ذیل ہے،

اما بعد! فالقوا الله عباد الله ولا تشركوا
الى الفتنة والغرقه! فان فيها يهلك
الرجال وتسفك الدماء وتغضب الاموال
انى لمرقاتل من لمرقاتلى ولا تب على من لا
يشي على ولا تشا تمكم ولا تحش بكم ولا
اخذ بالعرف ولا الظنة ولا التهمة ولكنكم
ان ابدىتم صفحتكم لى وتكتمتم بينكم وخافتم
اما امكم فوالله الذى لا اله الا هو لا احب اليكم
لبسنى ما شئت قانصه فى يدى ولو لم يكن
لى منكم ناصر! اما انى امره وان يكون من
يعرف الحق منكم اكثر من يورديه الباطل،

لوگو! خدا سے ڈرو اور تقہ اور اختلاط پیدا کرکے
میں جلدی نہ کرو، کیونکہ اس میں آدمی ضائع ہوتے
ہیں، خون ریزیاں ہوتی ہیں اور مال غصب کیے جاتے
ہیں، جو شخص مجھ سے نہ رشتے کا میں بھی اس سے نہ رشتہ
نہ تم کو برا کہوں گا نہ آپس میں جنگ و جدل، پھر دیکھا
نہ سوزن اور تسمت میں انگوڑی کروں گا، لیکن اگر
تم نے علانیہ میری ازمانی کی بیعت تو میں...
!دشاہ سے مخالفت شروع کی تو خدا کی قسم جب تک
میرے ہاتھ میں تلوار رہے گی تم کو ماروں گا،
خدا وہ تم میں کا ایک شخص بھی میری مدد نہ کرے، میں
مجھے امید ہے کہ تم میں باطل کے بے نسبت حق کے چاہنے
والے زیادہ ہو جو وہ ہیں،

عبداللہ بن مسلم عیض بنی امیہ بھی مجمع میں موجود تھا، والی حکومت کا یہ سائل
دیکھ کر جو شہین اٹھا اور کہا اٹھ اپ کی رائے اس معاملہ میں نہایت کمزور ہے یہ نرمی کا وقت
نہیں اس وقت آپ کو دشمن کے مقابلہ میں سخت ہونا چاہیے، حضرت نعمان نے فرمایا: میں
خدا کی معیت میں قوی ہونے سے اس کی اطاعت میں کمزور رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں اور

وفات | محصل کے نواح میں سیران ایک گانوان ہوا، وہاں سامنا ہوا، خالد نے نعمان کو قتل کر کے سر کاٹا اور اون کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے مروان کے پاس حاضر ہوا، بیوی اپنے شوہر کے پر عبرت انجام کا تماشہ دیکھ چکی تھی، درخواست کی کہ ان کا سر میری گود میں دید و کیونکہ میں اس کی سب سے زیادہ مستحق ہوں، لوگوں نے سروان کی گود میں ڈال دیا، یہ ادا دل شدہ ہکا واقعہ ہے، اس وقت حضرت نعمان کی عمر ۶۴ سال کی تھی،

اہل و عیال | ان کی بیوی جن کا ابھی ذکر ہوا تھا ندان کلب سے تھیں، ان کا عجیب قصہ مشہور ہے، امیر معاویہ کے محل میں تھیں، انھوں نے ایک روز نرید کی ماں بسون سے کہا کہ تم اس رات کو جا کر دیکھو، بسون نے دیکھ کر بیان کیا کہ حسن و جمال کے لحاظ سے اپنا نظیر نہیں رکھتی، لیکن اس کی نالت کے نیچے ایک تل ہے، اسلئے یہ اپنے شوہر کا سراپا گود میں لے گئی، پنا چہ صیب بن مسلمہ نے ان سے نکاح کیا اور طلاق دی، پھر نعمان نے نکاح کیا اور قتل ہوئے کے بعد بسون کی پشیمانی کے مطابق اس کی گود میں سر رکھا گیا،

اولاد میں تین لڑکے مشہور ہیں اور وہ یہ ہیں، محمد، بشیر، نرید،

فضل و کمال | حضرت نعمان کو حدیث و فقہ سنت کامل و اقصیت تھی، اور اگرچہ انتظام ملک، اقامت امن، اور دوسری ذمہ داریوں اور مصروفیتوں میں ان علوم کی خدمت کا موقع نہ تھا، تاہم دارالامارت فقہ و حدیث کا مخزن بن گیا تھا، ہزاروں مقدمات فیصلہ کے لئے پیش ہوتے تھے، جن کو انھیں علوم کی وساطت سے فیصلہ کیا جاتا تھا،

حضرت نعمان اگرچہ عہد نبوت میں ہشت سالہ تھے، تاہم بہت سی حدیثیں اُنہی تھیں، بعد میں حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے، اپنے مامون حضرت

ابن رواحہ سے بھی حدیث سُنی،

بیان حدیث میں اگرچہ نہایت محتاط تھے، تاہم ان کی سند سے ۱۲۴ روایتیں منقول ہیں، فیصلے کے وقت حدیث کا حوالہ دیتے تھے، ایک مرتبہ ایک مقدمہ پیش ہوا تو فرمایا کہ میں تیسرا فیصلہ اسی طرح کروں گا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا فیصلہ کیا تھا،

بعض وقت مسائل بھی بتلاتے تھے، اور اس کا زیادہ تر خطبوں میں اتفاق ہوتا تھا، خطبہ مذہبی اور سیاسی دونوں قسم کے ہوتے تھے، اور نہایت فصیح و بلیغ ہوتے تھے، طرزِ ادا اور اندازِ تعبیر پر جو قدرت تھی، اس کو ساک بن حرب نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "میں نے جن لوگوں کے خطبے سنے، ان میں نعمان کو سب سے بڑھ کر پایا، خطبہ میں محل و مقام کے مناسب اعضاء کو حرکت دیتے تھے، ایک مرتبہ کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے" تو اس نفاذِ انجلی سے قانون کی طرف اشارہ کیا،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے زمانہ کی معاشرت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا،

ماکان نبیکم لیشیع منه الدقل وما ترضون تم مختلف اقسام کے چھوہاروں اور کھن پر بھی
دون الوان التمر والزبد، راضی نہیں، حالانکہ پیغمبر صاحبِ رومی چھوہاروں

سے بھی سیر ہوئے،

ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دیا اور اس میں جماعت کو رحمت اور فرقت کو عذاب بنا کر پیش کیا تو یہ اثر ہوا کہ ابوامام باہلی اُٹھے اور مجمع کو مخاطب کر کے کہا علیکم والسودا لا اعظم ان مواقع پر جن لوگوں کو حدیثیں سننے کا اتفاق ہوا ان کی تعداد ہزاروں سے

۱۔ سند ابن جنبل صفحہ ۲۷۲ جلد ۴، ۲۔ تہذیب التہذیب صفحہ ۴۴۸ جلد ۱۱، ۳۔ مستدرک صفحہ ۱۹ جلد ۳،

۴۔ ایضاً صفحہ ۲۶۸، ۵۔ ایضاً صفحہ ۱۷۸

متجاوز ہی، لیکن وہ لوگ جو تلامذہ خاص کا درجہ رکھتے ہیں حسب ذیل ہم جبل غر و س

شعبی، حمید بن عبد الرحمن، خثیمہ، اساک بن حرب، سالم بن ابی الجعد، ابن عمر، ابن ابی

سبیعی، عبد الملک بن غیر، سیح کنذی، حبیب بن سالم (نعمان کے میر نشی) تہنیقیہ

جلد ۸) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ، عروہ بن زبیر، ابو قلابہ البحرمی، ابوسعہ، ابی کبیر، دیکر، لوط

غیر از بن حرث، بفضل بن مہلب بن ابی صفراء، ازہر بن عبد اللہ حراری، کو س

نشر کے ساتھ نظم میں بھی غل تھا، یہ اشعار انھیں کی طرت منسوب ہیں

وانی لا عطي المال من ليس ساكنا وادرك للولي المعاند بالظلم

وانی متی ما یلقی صا س ما له فما بیننا عند الشدا من صم

فلا تعدد المولى شريك في التقى ولكن المولى شريك في العدم

اذا امت ذو القربى اليك بهرحمة وغشك واستغنى فليس بذی حم

ومن ذاك المولى الذي يستخف ومن يمی العد والذى ترم

اخلاق، حضرت نعمان شورو شرفتنہ وفسا واور دیگر انقلابات میں گھرت پہننے کے باوجود

جبر و ظلم روانہ رکھتے تھے، وہ نہایت نرم دل اور رحیم تھے اور شورش کے مواقع پر سختی کے بجائے

لطفت و کرم سے کام لیتے تھے، مورخ طبری لکھتے ہیں،

كان حليماً ناسكاً يهيب العافية وروادار غابہ اور عافیت پسند تھے۔

سلم بن عقیل کا واقعہ اور اس کے متعلق حضرت نعمان کا خطبہ اور نقل ہو چکا اقیس بن

المہشم کو ایک خط لکھا تو اس میں تحریر فرماتے ہیں ”تم نہایت بد بخت بھائی ہو، ہم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ سے حدیث سنی، تم نے نہ دیکھا نہ حدیث سنی، آپ نے دیا یا جو کہ قیامت

یہ وہ تارفتے اُنھیں گے جن میں آدمی صبح کو مسلمان ہوگا تو شام تک
۱۱ اور لوگ دنیا کی تنویری منفعت کے لیے اپنا مذہب بیچ ڈالیں گے۔
رمی طبع، جن دبزدولی کا نتیجہ نہ تھا، وہ حلم و تحمل میں جس طرح کیتا تھے، شجاعت

نام و نسب، انعمانی نظیر نہ رکھتے،

بن عامر سخاوت کا بھی یہی حال تھا، حمص کے والی ہوئے تو اُشتی ہمدانی پہنچا اور کہا کہ میں نے
نیرید سے مدد کی درخواست کی تھی، لیکن اُس نے نہ سنی، اب تمہارے پاس آیا ہوں کہ کچھ قرض
کا پاس کرو، اور میرا قرض ادا کرو، نعمان کے پاس کچھ نہ تھا، قسم کھا کر کہا میرے پاس کچھ
نہیں، پھر کچھ سوچ کر کہا "ہنہ"، اور نمبر پر کھڑے ہو کر ۲۰ ہزار کے جمع میں ایک خطبہ دیا جس کا
مضمون حسب ذیل ہے،

"لوگو! اُشتی ہمدان تمہارے ابن عم ہیں، مسلمان اور عالی خاندان ہیں، ان کو
روپیہ کی ضرورت ہو اور تمہارے پاس اسی غرض سے وارو ہوئے ہیں، اب بتلاؤ کیا رہے؟
تمام مجمع نے کزن بان ہو کر کہا جو آپ کا حکم ہو، فرمایا نہ نہیں، میں کچھ حکم نہیں دیتا، کہا تو فی کس
ایک دینار (۵ روپیے) فرمایا "نہیں دو شخصوں میں ایک دینار" سب نے منظور کیا تو کہا کہ
ان کو بیت المال سے اس وقت دیئے دیتا ہوں جب تنخواہ کا روپیہ برآمد کروں گا تو وضع
کرو یا جائے گا، حضرت نعمانؓ نے ۱۰ ہزار دینار (۵۰ ہزار روپیہ) دیئے تو اُشتی سراپا اٹھ کر واپس آئے
چنانچہ حسب ذیل اشعار مدح میں کہے،

فلما اراد للیحات عند انکماشہا کنعان اعفی الذی ابن بشیر

حاجتوں کے پیش آنے کے وقت میں نے سخی نعمان بن بشیر کی طرح کسی کو نہیں دیکھا،

۱۷۷ صفحہ ۲۷۷ جلد ۴۷ ۱۷۷ یہ حدیث کی روایت ہے اسناد بخاری میں ۱۰ ہزار دینار لکھا ہے، اس حساب سے دو لاکھ روپیہ ہوئے

اذا قال ادنی بالمقال ولم یکن	کدل الی الا قوا
بجب وہ کچھ کہتے ہیں تو اپنے قول کو ایسا کرتے ہیں	اور شخص کی طرح نہیں جو لوگوں کی طرح
فلولا اخرا الانصار کنت کما نال	توی لم یثقل
اگر یہ انصاری نہ ہوتے تو میں اس شخص کی طرح	ہوتا جو کہیں اتر کر ٹھہرے
منی اکفر النعمان لم اک شاکرا	ولا خیر فہن لم یکن لبش
جب میں نعمان کا کفر ان کو دن تو مجھ پر حسانندی آدھ نہیں	کر جو شکر گزار نہیں اور میں کوئی بھلائی نہیں

THE INTER-COMMUNICATION
 SOCIETY
 ALGERIA.

حضرت نمان بن عجلان

نام و نسب، [نمان نام، خاندان زریق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، نمان بن عجلان بن نمان بن عامر بن زریق، اپنی قوم کے سردار تھے، اور انصار کی عمومی سیادت کی وجہ سے گویا ان کی زبان بن گئے تھے،

حالات، [آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک میں بیمار ہوئے تو آپ خود عیادت کو تشریف لائے اور صحت کی دعا فرمائی،

جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں بحرین کے عامل ہوئے، سعد بن عبادہ اور ابن عباس کی طرح شاید وہ بھی خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے، چنانچہ اپنے خاندان کا جو شخص ہو بچتا اوس کو انعام و اکرام سے الامال کر دیتے، ایک شاعر نے اس واقعہ کو نظم کر دیا ہے،
وفات، [حضرت علیؑ یا امیر معاویہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی،

اہل و عیال، [اہل و عیال کی تفصیل معلوم نہیں، اتنا معلوم ہے کہ بوسی کا نام خولہ بنت قیس تھا اور انصار سے تھیں، پہلے حضرت حمزہ عم رسول اللہ صلعم کو منسوب تھیں، انکی شہادت کے بعد انکے منکاح میں آئیں،

حلیہ، [حلیہ یہ تھا، پست قد، سُرخ رنگ، لوگ ان کو کم رو سمجھتے تھے،
فضل و کمال، [شاعر تھے اور شعرا چھپتے تھے، عہد خلافت اور انصار کے نمایان کارناموں کو نظم کا جامہ پہنایا ہے، جو اور کتابوں میں منقول ہے،

حضرت ہلال بن امیہؓ

نام و نسب، قبیلہ اوس کے خاندان واقف سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے ہلال بن امیہ بن عامر بن قیس بن عبدالاعلم بن عامر بن کعب بن واقف (مالک) بن امرار القیس بن مالک بن اوس،

والدہ کا نام انیسہ تھا، اور حضرت کلتوم بن الہدم بن کے مکان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت قیام کیا تھا، اون کی پیشتر تھیں،

اسلام، عقبہ ثانیہ کے بعد مسلمان ہوئے، اور خاندان واقف کے بہت توڑے،

غزوات اور عام حالات، بدر اور احد میں شرکت کی، فتح مکہ میں واقف کے عمل ارہوئے غزوہ

تبوک میں شریک نہ ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو انہوں نے جا کر صاف صاف کہا

کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا اور بائیمہ بیٹھا ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لوگوں کو بات چیت

کرنے کی ممانعت فرمادی، گھوڑین میٹھ بیٹ، اور رات وہ انگریز و زاری میں بسر کی،

۴۰ دن گزرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو چکا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ، اون کی بیوی

ساعتیہ بنت ہوسین، بنی قریظہ کی کہ ہلال بہت بڑے ہیں، اور اون کے پاس خدمت کے لیے

کوئی آدمی نہیں کیا اس صورت میں ان کی خدمت بر سلتی ہوں، فرمایا ان لیکن بہتر

نہ ہوئے پائین، بولین اس کا اہتمام ہی نہیں، اور کہ بنی ب، وہ دن پورے ہوئے تو

تو یہ قبول ہوئی اور یہ آیت اتری، یعنی ان شاء اللہ بنی ب

لے میں بجای ہی ہو

غالباً اس واقعہ کے بعد لعان کا واقعہ پیش آیا، شریک بن سحما، ایک شخص تھے، ہلال کو اپنی بیوی کی نسبت اون کی طرف سے شبہہ ہوا، آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ یہ حال ہے ارشاد ہوا "ووصورتین ہین، یا تو ثبوت پیش کر دیا اپنی پیٹھ پر دسے کھانڈ" ہلال نے کہا "کیا خوب! ایک شخص اپنی بیوی کے پاس دوسرے کو دیکھے اور پھر ثبوت بھی تلاش کرے پھر" آنحضرت صلعم نے وہی جملہ پھر دہرایا، تو ہلال بولے "اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ معوث کیا، میں قول میں بالکل سچا ہوں، اور امید ہے کہ خدا ایسی آیتیں نازل کرے گی جس سے میری پیٹھ حد سچ جائیگی"، اس کے بعد آیت لعان (وَالَّذِينَ يَمْنُونَ

انہما اجمہم) اتری تو آنحضرت صلعم نے ہلال کو بلا کر "اشہد" کے لفظ سے دعویٰ سنا اور فرمایا "تم دونوں میں ایک یقیناً جھوٹا ہے، لیکن توبہ بہر حال بہتر ہے، دیکھیں اس کی بھی کسی کو توفیق ہوتی ہے، ہلال کے بعد اون کی بیوی کھڑی ہوئی اور انھیں الفاظ کے ساتھ اپنی برأت کا اظہار کیا، پانچویں مرتبہ لوگوں نے روکا، اور وہ یہ کہتی ہوئی واپس گئی کہ "میں اپنی قوم کو کبھی رسوا نہیں کر سکتی" ارشاد ہوا "دیکھنا! اگر شرکین چشم پر گوشت سرین اور موٹی پیڈلیوں والا لڑکا ہو تو شریک کا سمجھا جائیگا، چنانچہ شریک کا یہ صورت لڑکا پیدا ہوا، آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو فرمایا "کیا کمون؟ کتاب الہی معاملہ ہے ورنہ آج اسے بتلاتا،

اوپر گزر چکا ہے کہ یہی عورت جب آنحضرت صلعم سے اپنے شوہر کی خدنگداری کی جائز

لینے آئی تھی تو آپ کے استفسار پر کہا تھا،

واللہ ما بہ حرمۃ اعلیٰ شی

میرا شوہر کسی قسم کی حرکت کے قابل نہیں،

اس لحاظ سے حضرت ہلال کا خیال بالکل صحیح تھا، چنانچہ ایسا ہی واقعہ بھی ہوا،

وفات، اسنہ وفات صحیح طور پر متعین نہیں، ابن شاہین نے لہان کے قصبہ کو جس سلسلہ سے روایت کیا ہے اس میں اخیر نام عکرمہ کا ہے جنہوں نے ہلال سے بلا واسطہ اس قصبہ کو سنا، اگر یہ صحیح ہے تو ہلال نے، امیر معاویہ کے زمانہ میں تضاکی،

اخلاق، صحیح بخاری میں کعب بن مالک سے روایت ہے کہ ہلال اور قلان دونوں نہایت صالح تھے، اور حقیقت جو سلسلہ کے بت توڑنا، بتوک میں اور لوگوں کے برخلاف جھوٹ اور بہانہ سے گریز کرنا، اپنی بیوی کے واقعہ میں صاف گوئی سے کام لینا، ان کے جوش ایمان زہد و تقویٰ اور راستبازی و صداقت کی نہایت روشن علامات ہیں،

حلفائے انصار

یعنی

وہ لوگ جو قبائل انصار کے ہم معاہدہ تھے
حضرت ابو بروه بن نیارؓ

نام و نسب، [الہانی نام، ابو بروه کنیت، قبیلہ بلی سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، ہانی بن نیار بن عمرو
بن عبید بن کلاب بن دھان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کابل بن ذہل بن بے،
اسلام، عقبتہ ثانیہ میں مسلمان ہوئے،

غزوات، [ابرا، احد، خندق، اور تمام غزوات میں شرکت کی، غزوہ احد میں مسلمانوں کے
پاس صرف دو گھوڑے تھے، جن میں ایک ابو بروه کا تھا، فتح مکہ میں بنو حارثہ کا علم ان کے
پاس تھا،

عہد نبوت کے بنی حضرت علی علیہ السلام کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے،
وفات، [امیر معاویہ کے زمانہ خلافت میں لگسہ مہینہ وفات پائی،

اولاد، [کوئی اولاد نہیں چھوڑی،

نفل و کمال، [البتہ معنوی اولاد بہت سی ہیں، اور ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں،

برابر بن عازب (بھانجے تھے) جابر بن عبد اللہ، عبد الرحمن بن جابر، کعب بن عکرمہ

سہ ماخوذ از کتب رجال

بن عقبہ بن نزار، نصر بن سیار، بشیر بن یسار،
روایتوں کی تعداد (۲۰) ہے،

حضرت ثابت بن مصلح

نام و نسب، [ثابت نام، ابوالدحاح کنیت، قبیلہ بلی کے خاندان انیف یا عجلان سے تھے اور عمرو بن عوف کے حلیف تھے، سلسلہ نسب یہ ہے ثابت بن ودحاح بن نعیم بن غنم بن یاس اسلام] ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، [غزوہ اُحد میں تمایان شرکت کی، جنگ کی شدت سے جب مسلمانوں کے پاؤں اُٹھ گئے تو انھوں نے بڑھکر انصار کو آواز دی، "اُدھر! اُدھر! ثابت بن ودحاح میں ہوں! اگر محمد قتل ہوئے تو خدا موجود ہے، تم کو اپنے دین کے لئے لڑنا چاہیئے، خدا فتح و نصرت عطا فرمائے گا، انصار کے چند جانناز اس دعوت حق کے خیر مقدم کے لئے بڑھے، قریش مکہ کی ایک زبردست جماعت جس میں خالد، عمرو بن عاص، عکرمہ بن ابو جہل، ضرار بن خطاب اور دیگر رؤساء قریش تھے، قریب کھڑی تھی، انھوں نے ان انصار کے ساتھ اس جماعت پر حملہ کیا، خالد نے بڑھکر نیرہ مارا جس سے حضرت ابو دحاح جان بلب ہو کر زمین پر گر پڑے، لوگ اُٹھا کر گھولائے اور علاج شروع کیا، خون بند ہو گیا، لیکن غزوہ حدیبیہ کے بعد زخم پھٹا اور اس کے صدمہ سے وفات پائی، یہ سہہ کا واقعہ ہے وفات، [آنحضرت مسلم صحابہ کے ہمراہ جنازہ میں تشریف لائے، اور فن کر نیلے بعد گھوڑا منگا کر سوار ہوئے، اس موقع پر آپ نے فرمایا، جنت میں چھوہارے کی کتنی شاخیں بن ودحاح کے واسطے لٹکائی گئی ہیں،

اس کے بعد عاصم بن عدی کو طلب فرمایا اور پوچھا تم لوگوں سے کچھ قرابت تھی؟
 بولے نہیں، ابوالباہر بن عبد المنذر ان کے بھانجے تھے، آنحضرت صلعم نے ترکہ ان کے
 حوالہ کیا،

اہل و عیال، کوئی اولاد نہ تھی، بیوی کا نام ام و حداح تھا، مسند کی ایک حدیث میں ان کا
 ذکر ہے،

اخلاق، جوش ایمان نہایت نمایاں تھا، جب آیت من الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً
 فیضاعفہ لہ " نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم سے کہا، خدا ہم سے قرض مانگتا ہے؟ فرمایا ہاں
 حضرت ابو و حداح نے اپنا مال صدقہ کیا،

ایک شخص اپنے باغ کی دیوار اٹھانا چاہتا تھا، بیچ میں دوسرے کا درخت پڑتا تھا،
 آنحضرت صلعم سے کہا کہ وہ درخت مجھ کو لو او بیٹے، آپ نے اُس کو بلا کر نہایت کئی اوس نے
 انکار کیا، تو فرمایا اس کے عوض جنت میں ایک درخت لو، وہ اوس پر راضی نہ ہوا،
 حضرت ابو و حداح نے سنا تو اوس کے پاس گئے اور کہا کہ مجھ سے دیوار لے لو اور اپنا درخت
 میرے ہاتھ فروخت کر دو، اوس نے منظور کیا تو آنحضرت صلعم کے پاس پہنچے اور
 اس واقعہ سے آگاہ کیا، آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ابو و حداح کے لیے جنت میں
 کتنے درخت ہیں،

حضرت ابو و حداح آنحضرت صلعم کے پاس سے باغ آئے اور بیوی سے کہا یہاں سے نکل جاؤ
 میں نے یہ باغ جنت کے ایک درخت کے معاوضہ میں بیچ ڈالا، شوہر کی طرح بیوی بھی نہایت
 سعادتمند تھی، خوشی سے اس واقعہ کو سنا اور بولی کہ یہ نہایت نفع کا سودا ہے،

حضرت خذیفہ بن لیانؓ

نام و نسب، خذیفہ نام، ابو عبد اللہ کنیت، صاحب السرقب، قبیلہ عطفان کے خاندان
عس سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے، خذیفہ بن حسیل بن جابر بن عمرو بن ربیعہ بن فروہ بن حارث
بن مازن بن قطیعہ بن عس بن نفیس بن ریش بن عطفان لعسبی، والدہ کا نام رباب بنت کعب
بن عدی بن عبد الاشہل تھا،

حضرت خذیفہؓ کے والد اپنی قوم کے کسی شخص کو قتل کر کے مدینہ آئے، اور یہیں
سکونت اختیار کی، عبد الاشہل کے خاندان سے حلف کا تعلق ہوا، پھر بعد میں قرابت
بھی کر لی، کہتے ہیں کہ چونکہ اوس و خزرج کا تعلق میں سے تھا، اسلئے ان کی قوم نے ان کا نام
سلمان رکھ دیا، عبد الاشہل میں جو کجاک کیا تھا اس سے حسب ذیل اولاد پیدا ہوئی،
خذیفہ، سعد، صفوان، مدح، لیث، یہ لوگ اولادِ ایمان کے نام سے مشہور ہوئے،

اسلام، والدین نے اسلام کا زمانہ پایا، اور مشرت بہ اسلام ہوئے، کعبائی بہنوں میں حضرت
خذیفہ اور صفوان کو یہ سعادت میسر ہوئی، اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اقامت گزرتے
حضرت خذیفہؓ ہجرت کر کے مکہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اور نصرت کے متعلق رائے
طلب کی، آپ نے ہجرت کے بجائے نصرت کو ادا کرنے کو یسے تجویز فرمایا،

غزوات، اگرچہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے، تاہم اپنے باپ کے ساتھ غزوہ کے ارادہ
سے نکلے تھے، لیکن راستہ میں کفارِ قریش نے روکا کہ محمدؐ کے پاس جانے کی اجازت نہیں

ہوئے کہ محمدؐ کے پاس نہیں بلکہ مدینہ جاتے ہیں، چنانچہ ان لوگوں نے اس شرط پر چھوڑا کہ
 لڑائی میں محمدؐ کی طرف سے شریک نہ ہوں، انھوں نے خدمت اقدس میں پہونچ کر ساری ستان
 سنائی ارشاد ہوا، کہ اپنے عہد پر قائم رہو اور مکان واپس جاؤ، باقی نفع و نصرت تو وہ خدا
 ہاتھ پر، ہم اُسی سے طلب بھی کریں گے،

غزوہٴ احد میں شریک ہوئے، والد بھی موجود تھے، اور ثابت بن وقش کے ساتھ عورتوں
 کی حفاظت پر تعین تھے، جب مشرکین نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی، کسی شیطان نے
 آواز دی، دیکھنا! مسلمان پہونچ گئے، چنانچہ مشرکین کا ایک دستہ پلٹ پڑا، مسلمانوں کی ایک
 جماعت سے ڈبھیٹ ہو گئی، حضرت خذیفہؓ کے والد درمیان میں تھے یہ دیکھ کر کہ اون کی خیر
 نہیں خذیفہؓ نے آواز دی خدا کے بند و ایہ میرے باپ ہیں، لیکن وہ ان کو نہ سنا،
 ایک مسلمان نے نا دانستہ قتل کر دیا، حضرت خذیفہؓ کو معلوم ہوا تو انتہائی غم و غصہ سے کام
 لیکر کہا یَغْفِرُ اللہُ لَکُمُ اِنْدَا تَمُ لَوْ کُنْ کِی مَغْفِرَتِ کَرِے، آنحضرتؐ معلّم کو خبر ہوئی تو اپنی
 جیب خاص سے خذیفہؓ کو بیت عطائی، اور اس فعل کو بظراستحسان دیکھا،

غزوہٴ خندق میں نمایاں حصہ لیا، قریش کہ جس سر و سامان سے اُٹھے تھے اس کا یہ اثر تھا
 کہ مدینہ منورہ کی بنیادین ہل گئیں، مدینہ کے چاروں طرف کو سون تک آدمیوں کا ڈنڈی ل
 پھیلا ہوا تھا، آنحضرتؐ معلّم نے جناب باری میں دعا کی اور مدینہ کی حفاظت کے لیے خندق
 کھدوائی، ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا، جو مسلمانوں کے حق میں تائید غلبی سے کم نہ تھا،
 قریش کا لشکر جنگ میں خیمہ زن تھا، چنانچہ نہایت تیز و تند ہوا چلی جس سے طنائین اُکھر گئیں،
 ہانڈیان اوندھ گئیں، اور سرودی نہایت تیزی سے چمک اُٹھی، ابوسفیانؑ نے کہا اب

خیر نہیں یہاں سے فوراً کوچ کرنا چاہیے، آنحضرت صلعم کو ان لوگوں کی فکر تھی ارشاد ہوا
 ”کوئی جا کر مشرکین کی خبر لائے، تو اس کو قیامت میں اپنی معیت بکثارت سناٹا ہوں“
 سردی اور ہوا کی شدت سے کوئی شخص ہامی نہیں بھرتا تھا، آپ نے ۳ مرتبہ ہی جملہ دہرایا،
 لیکن کسی طرف سے جواب میں کوئی صدانہ اٹھی، چوتھی بار آپ نے خدیفہ کا نام لیا کہ تم جا کر
 خبر لاؤ، چونکہ نام لیکر پکارا تھا اسلئے تعمیل ارشاد میں اب کیا چارہ تھا، اپنی جگہ سے اٹھے،
 ارشاد ہوا ”کیونکہ مشرکین کو میری طرف سے خوف نہ دلانا،“ یعنی موقع پا کر کسی پر حملہ نہ کر دینا
 حضرت خدیفہ تیز چال چلے، پہنچ کر دیکھا کہ ابوسفیان پیٹھ سینک رہا ہے، تیوکان لیکر
 جاہا کہ خاتمہ کر دین، لیکن پھر آنحضرت صلعم کا قول یاد آیا اور اپنے ارادے سے باز آئے،
 واپس ہوئے تو آنحضرت صلعم اب تک نماز میں مصروف تھے، فارغ ہو کر خبر سنی اور اپنا
 کبیل اوڑھ لیا، حضرت خدیفہؓ میں شب باش ہوئے، صبح ہوئی تو فرمایا قہریا نوصاٹ بٹے
 سونے والے اب اٹھ،

خندق کے بعد دیگر غزوات اور واقعات میں بھی شرکت کی،

عام حالات | عہد نبوت کے بعد عراق کی سکونت اختیار کی، اور کوفہ، بصرہ اور مدائن
 میں اقامت گزین ہوئے، بصرہ میں بنی کعبہ کے ایک شہر تھا شادی تھی،

عراق کے اضلاع فتح ہونے پر حضرت عمرؓ نے وہاں بندوبست کا ارادہ کیا، تو دو
 قسم مقرر کیے علاقہ فرات کے حضرت عثمان بن حنیفؓ، اور نواح وجہ کے حضرت خدیفہؓ
 انسر ہوئے، حضرت خدیفہؓ کی رعایا نہایت بے ایمان اور شریر تھی، اس نے کوئی مدد نہ دی
 بلکہ اٹے مسخرہ بن کیا،

ملک بلقات صفحہ ۵، جلد ۱، ۱۱، صبح مسلم صفحہ ۹، جلد ۲، ۱۲، اسد الغابہ صفحہ ۹۱، جلد ۱، ۱۳، کتاب الخراج صفحہ ۲۱،

باہنمہ حضرت خلیفہؒ نے شخص میں جو سہولت اور آسانی کی تھی اوس کا اندازہ اس
 ہو سکتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ سے مدینہ میں ملاقات ہوئی اور انھوں نے پوچھا کہ "شاید میں پر زیادہ
 بوجھ ڈالا گیا ہے" تو خلیفہؒ نے جواب دیا "لقد تریکت فضلا" میں نے بہت زیادہ چھوڑ دیا ہے،
 سلسلہ میں نماز پر فوج کشی کی تیاریاں ہوئیں اس وقت حضرت خلیفہؒ کو تہ
 میں مقیم تھے، حضرت عمرؓ کا خط ملا کہ کوفہ کی فوج کو لیکر نکلو، اور نعمان بن مقرنؓ کے لشکر سے
 مجاور، حضرت نعمانؓ نے نماز کے قریب پڑاؤ ڈالا اور فوج کی ترتیب قائم کی، خلیفہؒ کو ہمینہ
 سپرد کیا، لڑائی شروع ہوئی، اور سخت کشت و خون کے بعد مسلمانوں کو فتح میسر ہوئی، اسی
 میں حضرت نعمانؓ نے شہادت حاصل کی، حضرت عمرؓ نے سائب بن اترع سے کہا تھا کہ
 نعمان قتل ہوں تو خلیفہ امیرؓ ہیں، نعمان نے بھی وفات سے قبل اذکی امارت کی وصیت کی،
 چنانچہ ان کی شہادت کے بعد جب لوگوں کو امیر کی تلاش ہوئی تو معتقل نے خلیفہؒ کی طرف
 اشارہ کر کے کہا کہ تمہارے امیر یہ ہیں، اور امید ہے کہ خدا ان کی آنکھیں فتح و ظفرت ذریعہ
 سے ٹھنڈی کرے گا، تمام لشکر نے حضرت خلیفہؒ سے امارت کی بیعت کی اور وہ فوج لے کر
 ہمدان کی طرف بڑھے،

نماز میں ایک آتش کدہ تھا، اس کا موبد خدمت میں حاضر ہوا، اور درخواست کی
 کہ مجھے امان ملے تو ایک متاع بے ہا کا پتہ دوں، حضرت خلیفہؒ نے امان دی، اور اس نے
 کسریٰ کے نہایت بیش بہا جوہرات لاکر پیش کیے، حضرت خلیفہؒ نے انہیں تقسیم کر کے
 پانچو ان حصہ مع جوہرات حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیج دیا، حضرت عمرؓ جوہرات لیکر غصہ

۱۔ کتاب الخراج صفحہ ۲۱، طبری صفحہ ۶۳۲، جلد ۵، طبری صفحہ ۲۱، جلد ۵، طبری صفحہ ۲۱، جلد ۵

صفحہ ۱۱۰، طبری صفحہ ۲۶۰، ۵۳۲، ۲۶۰، جلد ۵

ہوئے اور ابن علیؓ سے فرمایا کہ فوراً واپس لیجاؤ اور خدیفہ سے کہو کہ جبکہ فوج میں تقسیم کر دیں
حضرت خدیفہؓ اوس وقت ماہ (نہاوند) میں مقیم تھے، انھوں نے ہم کو درہم پر چوہرا
فروخت کیے،

اس موقع پر حضرت خدیفہؓ نے اہل شہر کے نام جو قرآن جاری کیا وہ تمامہ درج
کیا جاتا ہے،

هذا ما اعطى خديفة بن ايمان اهل كذا
دينا را عطا هم الامان على انفسهم
واموالهم وارضيتهم ولا يغيرون عن
ملة ولا يحال بينهم وبين منكر الله
ولهم المنفعة ما ادا والجنية في كل سنة
الى من رليهم من المسلمين على كل حال
في ماله و نفسه على قدر طاقتة وما اشدا
ابن السبيل واصحوا لطف وقر واجود
المسلمين من مدبرهم فادوى اليهم لو ما
وليلة ونحو افان غشوا وابدلوا
دومتا منهم بربية

خديفہ بن ایمان نے اہل ماہ کو حسب ذیل شرائط پر
ان وی، یہ کہ ان کے مذہب سے بالکل تعرض
نہ ہوگا اور نہ مذہب بدلنے پر مجبور کئے جائیں گے،
ان میں ہر رات شخص بقدر وسعت سالانہ جزیہ
اداکرے گا، مسافروں سے اچھا برتاؤ کریں گے
راستوں کو درست رکھیں گے، اسلامی لشکر کی
جو یہاں ٹھہرے گا ایک شبانہ روز فیاض کریں گے
اور سلطنت کے خیر خواہ رہیں گے، ان صورتوں میں
اون کی جان و مال اور زمین محفوظ رہے گی، اور
اگر انھوں نے اس عہد میں خیانت کی اور اون کی
روش میں تغیر واقع ہوا تو پھر مسلمان بری الذمہ ہیں

یہ عہد نامہ محرم ۳۱ھ میں لکھا گیا اور اس پر قحطاع، نعیم بن مقرن، سوید بن
کی گواہی ثبت کی گئی، آج مذہب ممالک میں اپنے دشمنوں کے ساتھ جو عہد نامے کئے جاتے ہیں

محبوب ہی، بات یہ ہو کہ یہ معلوم نہیں کہ وہ ان کیا پیش آئے گا،
 جس وقت روح نے آخری سانس لی تو فرمایا، "خدا یا اپنی ملاقات میرے لیے مبارک
 کرنا، کیونکہ معلوم ہے کہ تجھے میں نہایت محبوب رکھتا ہوں،"
 جنازہ کے ساتھ کثیر جمع تھا، ایک شخص نے اشارہ کر کے کہا کہ میں نے ان سے سنا تھا
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا، اس کے بیان کرنے میں ہم کو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر تم
 لوگ آمادہ قتال ہو تو میں اپنے گھسٹ بیٹھ رہوں گا، اس پر بھی کوئی وہاں پہنچے گا تو کہہ گا
 کہ آ اور میرے اور اپنے گناہ اپنے سرے،

وفات کے وقت اپنے دو بیٹوں کو وصیت کی کہ علیؑ سے بیعت کرنا، چنانچہ انھوں
 نے حضرت علیؑ سے بیعت کی اور صفین میں قتل ہوئے، حضرت خلیفۃ اللہؑ بھی حضرت
 علیؑ سے بیعت کی تھی،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، ابو عبیدہ، بلال، صفوان، سعید، صاحب طبقات
 کے زمانہ میں ان کی اولاد مائیں میں موجود تھی، بیویان غالباً دو تھیں،
 علیہ، صورت سے حجازی معلوم ہوتے تھے، حلیمہ یہ تھا، قد متوسط، بدن اکھرا، آگے کے انت
 خوبصورت، نظر اس قدر تیز تھی کہ صبح کے اندھیرے میں تیر کا نشانہ دیکھ لیتے تھے،

فضل و کمال، حضرت خلیفۃ علما، کبار میں تھے، فقہ و حدیث کے علاوہ اسلام پر قیامت تک
 جو انقلابات ہونے والے ہیں ان کے بہت بڑے عالم تھے، منافقین اسلام کے متعلق جو
 واقفیت تھی اس کے لحاظ سے وہ محرم راز تسلیم کیے جاتے تھے،

۱۔ اسد القابہ صفحہ ۹۲، جلد ۱، صفحہ ۸۹، جلد ۵، صفحہ ۱۰۵، استیعاب صفحہ ۵، جلد ۱، صفحہ ۵
 صفحہ ۵، جلد ۷، صفحہ ۸۰، جلد ۳، صفحہ ۵،

لوگوں نے کہا آپ کیا کہتے ہیں، آپ خود بھی تو قریشی ہیں، فرمایا اس کو کیا کروں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے،

ایک مرتبہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو باتیں بیان کی تھیں، جن میں ایک کو میں دیکھ چکا، دوسری کا انتظار ہے، اس کے بعد خود کہتے ہیں کہ مجھے ایک وقت ہے کہ جس امیر سے بیعت کرتا اس کی نسبت جگہ کچھ تر وہ ہوتا تھا، اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسلام کے ذریعہ اور نصرانی ہوتا تو مسلمان عمال کے ذریعہ سے ہم پر حکومت کرتا تھا، لیکن اب میں بیعت میں تامل کرتا ہوں میری نگاہ میں اس کے اہل صرف چند اشخاص ہیں، میں ان ہی کے ہاتھ پر بیعت کر سگن گا، حضرت حذیفہؓ نے اسلام کے مستقبل کی نسبت ایک پیشین گوئی فرمائی ہے جو آج ہماری حالت پر بالکل راست ہے اور وہ یہ ہے،

لا تقوم الساعة حتى يسود كل قبيلة
قیامت اوس وقت آئے گی جب قبیلوں کے سردار
منافق ہو جائیں گے، منافقوہا،

حضرت حذیفہؓ سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں، جن کا صاحب خلاصہ نے تسو سے اوپر شمار کیا ہے، یہ ذخیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ سے فراہم کیا تھا،

ان کے راویان حدیث میں متعدد صحابہ ہیں، جن کے نام نامی یہ ہیں، جابرؓ، جندب بن عبد اللہ بکلیؓ، عبد اللہ بن زید خطیبیؓ، ابو الطفیلؓ، تابعین میں کثیر جماعت ہے، بعض کے نام یہ ہیں، قیس بن ابی حازم، ابو داؤد، زید بن وہب، ربیع بن خراش، زہربن حبیش، ابو ظبیان حبیب بن جندب، صلیہ بن زفر، ابو اوریس نخلانی، عبد اللہ بن عکیم، اسود بن یزید نجفی، عبد الرحمن بن زید، عبد الرحمن بن ابی لیلہ، ہمام بن امارث، زید بن شریک التیمی،

ہمایت سلطنت کی وجہ سے اگرچہ بہت کم فرصت تھی، تاہم کبھی کبھی فرض سبب سے بڑی توجہ دیتے تھے، کوئٹہ کی مسجد میں جلقہ قائم ہوتا اور حضرت خذیفہؓ کا بیان دیتے، شاگردوں کا نہایت ادب کرتے اور ان سے ڈرتے تھے، بشکریٰ ایک مرتبہ جہانگیرؒ تو دیکھا کہ تمام مجمع خاموش اور ایک شخص کی طرف ہمہ تن متوجہ، ان کے الفاظ یہ ہیں،

کادما قطعتم سرؤ مسملہؓ گویا جمع کے سر کاٹ لینے کے ہیں۔

شاگردوں کے خوف کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باب انہوں نے حضرت عمرؓ کا واقعہ بیان کیا تو با انہم کہ پوری حدیث رموز و اشارات کا مجموعہ تھی، کسی کو پوچھنے کی ہمت نہ پڑی، چنانچہ مسروق کو اس کے پوچھنے پر آمادہ کیا، جو عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگرد تھے،

ایک مرتبہ زربن حبیش آئے حضرت خذیفہؓ معراج کی حدیث بیان کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں داخل نہیں ہوئے، زربن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے، اور نماز پڑھی تھی، فرمایا گنجے تیرا کیا نام! میں تجھے پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا، انہوں نے نام بتایا تو فرمایا کہ تمہیں یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، کہا قرآن سے، فرمایا آیت پیش کرو، انہوں نے وہ آیت پڑھی جس میں معراج کا تذکرہ ہے،

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَفْنَا بِعِبَادِهِ الْخَلْقَ لَيْكِنَ اِسْمِنَ تَاجِرِ الْكَافِرِينَ حضرت خذیفہؓ نے کہا اس میں تاجر کا کہان تذکرہ ہی، زربن نے لاجواب ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

روایت حدیث میں سخت محتاط تھے، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں،

وامان مسالنا لہر یحدتنا ہم ان سے سبب کی خواہش کرتے تو زبان کرتے تھے

لے سند مفرد ۳۲ جلد ۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۳۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۴۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۵۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۶۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۷۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۰ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۱ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۲ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۳ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۴ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۵ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۶ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۷ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۸ صفحہ ۲۸۶ جلد ۹۹ صفحہ ۲۸۶ جلد ۱۰۰ صفحہ ۲۸۶

لوگ سمجھ جاتے کہ خذیفہ مراد ہیں،

ایک شخص، حضرت عثمانؓ کو ان کی باتیں پہنچاتا تھا، سانسے سے نکلا، تو لوگوں نے
کہ یہ امراء کے پاس تمام خبریں لیجاتی ہیں، فرمایا ایسا شخص جنت میں نہیں جاسکتا،

ایک مرتبہ لوگوں نے پوچھا کہ آنحضرت صلیم کے کسی ایسے صحابی کو بتلایے جو آپؐ
اور وقار و نہیب غرض ہر چیز میں مشابہ ہو، فرمایا ایسے شخص ابن مسعودؓ ہیں، لیکن جب تک
میں باہر رہتے ہیں، باقی گھر میں کیا کرتے ہیں اس کی مجھ کو اطلاع نہیں،

عفو و درگزر جس پیمانہ پر موجود تھا، درحقیقت خود اپنے باب میں ایک معجزہ ہے،
کے والد کو مسلمانوں نے غلطی سے قتل کیا تو انھوں نے خشم و عتاب اُکشت و خون اور
بِ انتقام کے خیالات سے خالی ہو کر تائین کے لیے مغفرت کی دعا کی، عروہ بن زبیرؓ کا
نہی کہ یہ صفت حضرت خذیفہؓ میں اخیر وقت تک موجود تھی،

اطاعت رسول کا حال غزوہ خندق میں معلوم ہو چکا ہے، صحابہ میں ایک شخص بھی
مگرین کے لشکر میں جانے کی ہمت نہ کرتا تھا، حضرت خذیفہؓ تھے اور آنحضرت صلیم سے
ت کی بشارت حاصل کی،

ایک مرتبہ راستہ میں آنحضرت صلیم سے ملاقات ہوئی، اور آپؐ ان کی طرف
سمے تو چوٹ نکلا، ان کو غسل کی حاجت تھی، بولے میں خب ہوں، فرمایا مومن خب نہیں
ہو سکتا،

آنحضرت صلیم کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تو پہلے خود نہ شروع کرتے بلکہ

۱۔ سند صفحہ ۳۸۵ و ۳۸۶، ۲۔ سند صفحہ ۳۸۹، ۳۔ سند صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰، ۴۔ صحیح بخاری

صفحہ ۵ جلد ۲، ۵۔ سند صفحہ ۳۸۴

اس کا احساس کر کے آنحضرت صلعم سے عرض کی، ارشاد ہوا کہ تم استغفار کیا کرو،
غصہ کم آتا تھا، لیکن جب احکام شرع پامال ہوتے تو اون کے غیظ و غضب کی کوئی
انتہا نہ رہتی تھی، نہ اتن میں کسی جگہ پانی انگا، ایک رئیس نے چاندی کے برتن میں لاکر دیا،
چونکہ اسلام میں چاندی سونے کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے، اور اس رئیس کو
حذیفہ اس امر سے پہلے بھی مطلع کر چکے تھے، اسلئے سمجھانے کے بجائے جھجھلا کر پالہ کھینچ مارا
بنفس و کینہ دیر تک قائم نہ رکھتے جن لوگوں سے شکریہ بھی ہو جاتی تھی اون سے جلد
صاف ہو جاتے تھے، اصحاب عقبہ میں ایک شخص سے کسی معاملہ میں لگاڑ ہو گیا تھا، اور
بول چال ترک ہو گئی تھی، لیکن حذیفہ نے خود ہی چھیڑ کر گفتگو کی، اور آخر اون کو بھی
جواب دینا ہی پڑا،

استغناء کے واقعات اوپر مذکور ہو چکے ہیں، طبیعت کے فیاض اور سیرچشم تھے،
کوئی کھانے کے وقت پہنچتا تو اون کے اپنے ساتھ شریک کر لیتے،
مذکورہ بالا محاسن و کمالات جس ذات اقدس میں مجتمع تھے، حضرت عمرؓ اس کا
اس قدر احترام کرتے تھے کہ جس جنازہ پر وہ نماز پڑھتے خود بھی پڑھتے، اور جس پر نماز
نہ پڑھتے، حضرت عمرؓ بھی نہ پڑھتے تھے،

ایک مرتبہ صحابہ سے فرمایا کہ اپنی تمنائیں پیش کیجیے، سب نے کہا کہ زرو جو اہر
سے بھرا ہوا ایک گھڑا اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے، حضرت عمرؓ کی جو ہر
شناسی دیکھو، انھوں نے کہا کہ مجھ کو ابو عبیدہ، معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یان،

صفحہ ۳۹۴ جلد ۵، صفحہ ۳۹۵ جلد ۶، صفحہ ۳۹۶ جلد ۷، صفحہ ۳۹۷ جلد ۸، صفحہ ۳۹۸ جلد ۹

صفحہ ۳۹۹ جلد ۱۰، صفحہ ۴۰۰ جلد ۱۱، صفحہ ۴۰۱ جلد ۱۲

جیسے آدمیوں کی تمنا ہے، ایسے لوگ عین تواون کو سلطنت کے عہد سے تفویض کروں گے

حضرت زید بن سَعْنَة

زید نام، نبی اسرائیل سے تھے، اور یہود میں بہت بڑے جز (عالم) شمار ہوتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انھوں نے صورت دیکھتے ہی آپ کی نبوت کا یقین کیا، توراۃ میں نبوت کی جو علامات مذکور ہیں، اون سے تطبیق وہی تو صرف دو باتوں کی کمی محسوس ہوئی، جن کا تعلق اخلاق سے تھا، اور انہی کی تحقیق پر ان کا ایمان موقوف تھا، اب حضرت زید وقت کے منظر ہوئے، ایک روز دربار نبوی میں ایک سوار پہنچا کہ ”فلان کاؤن کے لوگ مسلمان ہو گئے، لیکن قحط زدہ ہیں، آپ سے کچھ امداد ہو سکے تو دریغ نہ کیجیے، شہنشاہِ مدینہ کے پاس نام خدا کے سوا اور کیا تھا، زید کو اب موقع ملا، توراۃ میں دو علامتیں مذکور ہیں، کہ پیغمبر کا علم، اوس کے غیظ و غضب پر سبقت کرتا ہو، اور جابلانہ حرکتوں کا جو اب تحمل سے دیتا ہو، زید علم کے ساتھ مال و دولت سے بھی بہرہ مند تھے، سامنے آئے اور کہا ”محمد! اگر چاہو تو فلان باغ کے چھوہارے اتنی مدت کے لیے میرے ہاتھ رہن کر دو، آپ نے ۸۰ دینار (۴۰۰ روپے) پر چھوہاروں کی ایک معین مقدار رہن کی، روپیہ سوار کے حوالہ کیا، ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے جنازہ پر تشریف لائے، حضرت ابو بکر و عمر بھی ساتھ تھے، نماز سے فارغ ہوئے تو زید نے میعاد ختم ہونے سے قبل ہی آکر تقاضا شروع کیا، اور نہایت سختی کی، چادر اوقیص کا دامن پکڑا، پھر آپ کی طرف گھور کر دیکھا، اور کہا ”محمد! میرا حق نہ دو گے؟ خدا کی قسم عبدالمطلب کی اولاد ہمیشہ کی نادمند ہو، یہ جملہ شکر حضرت عمر کو طیش آ گیا، بوسے خدا کے دشمن! میرے سامنے رسول اللہ کو یہ باتیں کہتا ہو، خدا کی قسم وار خالی جاتے کا احتمال

نہ تو ابھی تیرا سر اڑا دیتا، آنحضرت صلعم حضرت عمر کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور فرمایا یہ
 بات زیبا نہیں، تم ان کا قرض ادا کرنے کی فکر کرو، ان کو لیجا کر روپیہ دو، ۲۰۰ صاع اور
 زیادہ دینا جو اس خوشحالی کا جواز ہے، زید نے حضرت عمرؓ سے روپیہ لیا اور چونکہ ان دونوں صفوں کی
 اب تصدیق ہو گئی تھی فوراً مسلمان ہوئے، اور کلمہ توحید پڑھا،
 غزوات، اکثر غزوات میں شامل ہوئے،

وفات، غزوہ تبوک میں مدینہ واپس ہوتے وقت شہادت نصیب ہوئی، اس غزوہ میں
 نہایت شجاع سے لڑے تھے، صاحب اصابت لکھتے ہیں اسلشہد فی غزوة تبوک مقبرہ
 غیر مذکور

UNIVERSITY OF TORONTO
 Academic Library
 100 St. George Street
 Toronto, Canada

پہنچ کر مقابلہ ہوا ابو قتادہ نے سعدہ پر تلک کیا اور ابن حبیبہ نے اسکو ار کر گرا دیا،
 مصنف اصحاب نے اس واقعہ کو احادیث میں نقل کیا ہے لیکن یہ ابن کلبی کی روایت ہے
 اور بخاری و مسلم کے علاوہ تمام کتب میں سرک خلافت ہے غزوہ ذی قرد کے (میر و) حضرت سلمہ
 بن اکوع بن جن سے صحیح مسلم میں ایک طویل روایت منقول ہے اس کا ایک فقرہ یہ ہے
 فواللہ ما لبثنا الا ثلث لیل حتی خرجنا
 غزوہ ذی قرد کے بعد ۳ دن بھی نہ گزرے تھے
 الی خیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ آنحضرت سلمہ کے ساتھ خیبر کی لڑائی پر چلے گئے
 روانہ ہوئے

صحیح بخاری میں ہے اس کی تائید ہوتی ہے، باب غزوہ ذات القوین ہے،
 وہی الغزوات التي اتى انصارها على لقاء
 ذی قرد وہ غزوہ جو جس میں کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل خیبر ثلاث
 کی اونٹنیوں پر غیرت ۳ روز قبل لوٹ والی تھی،
 سلمہ کی روایت میں ایک اور جملہ مذکور ہے،
 ثم قد منا المدینة فبعث رسول الله
 جمیع اپنے ساتھ بنیہ سے مدینہ آئے تو آنحضرت
 لظہر مع سباح غلام رسول الله
 تعلیم کے پڑھنے والے تھے۔ بات کے اتمہ پر
 غلام سب سے غلام، روانہ کئے۔ میں بھی راج کے
 صلی اللہ علیہ وسلم

نہ چلا

ان روایتوں سے یہ دلیل باتوں پر اتنی پڑتی ہے،
 نہ وہ غلام نہ یہ مدینہ سے بچے ہوئے
 سلمہ لڑائی، موت سے پہلے نابین ہو جاتا ہے

سے بچتے نہ ہوئے، یہ سب غلام تھے، یہ سب غلام تھے، یہ سب غلام تھے، یہ سب غلام تھے

۳۔ غزوہ عتابہ کے سون بعد خیبر کی مہم پیش آئی،

اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سہ ماہ کا ہی، کیونکہ صلح حدیبیہ سہ ماہ اور
خیبر اول سہ ماہ میں پیش آیا تھا، اسلئے اس کو غزوہ اُحد سے ملحق سمجھنا کسی طرح صحیح نہیں،
وفات، عہد نبوت کے بعد کوفہ میں اقامت کی اور یہیں انتقال کیا، زید بن ارقم نے نماز
جنازہ پڑھائی اور ہیکیر بن کمین

اولاد، ۳ بیٹے اور ایک لڑکی یا دو گار چھوڑی، فقہ حنفی کے دست راست اور اسلام کے

سب سے پہلے قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسف انھیں کی اولاد ہیں،

فضل و کمال، اربعہ ائمین بہت کم ہیں، آنحضرت صلعم کے علاوہ حضرت علیؑ اور زید بن ارقم
سے بھی حدیث سنئی، راویوں میں ان کے ایک بیٹے نعمان ہیں،

حضرت سمرہ بن جندب ^{رض}

نام نسب سمرہ نام، ابو عبد الرحمن کنیت، سلسلہ نسب ہی، سمرہ بن جندب بن ہلال
 ۱۱۰ استین خشین بن لای بن عاصم (عصیم)

بن نے بن زرارہ بن بیا سید (۱۱)

حضرت سمرہؓ کے باپ ان کی صغیر سی بین فوت ہوئے، اس ان کو یکہ یدنیہ آئین،
 اور انصار میں نکاح کا پیام دیا لیکن شرط یہ تھی کہ شوہر پر میری اور سمرہ دونوں کی کفالت
 ضروری ہوگی، مری بن شدبان بن ثعلبہ نے اس کو منظور کیا اور عقد ہو گیا، سمرہ نے نہیں کے
 ظل عاطفت میں تربیت پائی،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات | کم سنی کی وجہ سے بدین شرکت نہ کی، احد میں انصار کے لڑکے معانہ کی غرض سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے، بگ کے قابل سمجھ کر
 میدان کی اجازت دی، اور سمرہ کو دوائیں کیا، سمرہ نے کہا آپ انکو اجازت دینے میں حالانکہ
 میں ان سے طاقتور ہوں، اور یقین ہو کہ کشتی لڑا کر دیکھ لینی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشتی کا حکم دیا،
 جس میں سمرہ نے اپنے مقابل کو اٹھا کر دے پٹکا، آپ نے اس کے ساتھ ان کو بھی میدان
 کی اجازت دی،

احد کے بعد تمام غزوات میں شہید ہوئے،

عہد نبوی، ینہ میں بسا کیا، بن بن ہجرہ کی سکونت اختیار کی، شہرہ میں مقیم رہا

بن شعبہ والی کوفہ نے انتقال کیا اور زیاد بن سمیہ کو بصرہ کے ساتھ کوفہ کی بھی حکومت ملی، تو اوس نے سمرہ کو بصرہ پر اپنا جانشین (گنٹ گورنر) بنایا، بصرہ اور کوفہ میں ۶-۷ ماہ رہتا تھا، سمرہ بھی اسی طرح رہتے، وہ بصرہ آتا تو یہ کوفہ اور وہ کوفہ پہنچتا تو یہ بصرہ چلے جاتے تھے، زیاد کا عہد حکومت ہر حیثیت سے یادگار ہے، اس کے عہد میں بسطامین کا جو اہتمام تھا اوس کا یہ اثر تھا کہ کسی قسم کی شورش بصرہ اور کوفہ میں نشوونما نہ پاسکی، انقلاب پسندوں کا ایک گروہ جو زمانہ قدیم سے موجود تھا، اوس نے سر اٹھایا تو اچھی طرح اس کی سرکوبی کی گئی،

خوارج جن کا ظہور جناب امیر کے عہد مبارک میں ہوا، نہایت مفسد اور شورشورہ پشت قوم تھی، حضرت امیر علیہ السلام سے جنگ نہروان میں شکست کھائی اور بڑے بڑے بہادر ماسے گئے، لیکن اب بھی اون کا استیصال نہ ہوا، اس بنا پر وقتاً فوقتاً سرکشی کرتے اور علم مخالفت بلند کرتے تھے، بصرہ اور کوفہ اس فرقہ کے صدر مقام تھے، زیاد کو ان کے قطع قلع کی فکر لاحق تھی، حسن اتفاق سے سمرہ بھی انھیں کے ہم خیال تھے، اس بنا پر سمرہ نے خوارج کے قتل کا بالکل تہیہ کر لیا، صاحب سد الغابہ لکھتے ہیں،

کان اذا اتی لواحد منهم قتله
ولقیول شرقتی تحت ادیم المساء یکفر
المسلمین ولیسکفون الدماء
سمرہ کے پاس جو خارجی آتا قتل کرتے اور کہتے کہ
آسمان نے نیچے یہ سب سے بدتر مقتول ہیں کیونکہ
مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور خونریزی کی طرف
سبق کرتے ہیں،

اسی شدت اور عداوت کی وجہ سے خوارج، حضرت سمرہ کو بڑا کتے اور اون کی روش پر اعتراض کرتے تھے، ان کے مقابلہ میں فضلاء بصرہ کا ایک گروہ جس میں ابن سیرین اور

حضرت طلحہ بن البراء

طلحہ نام قبیلہ عمرو بن عوف کے حلیف اور خاندان بلی سے ہیں، نسب نامہ یہ ہے
 طلحہ بن براء بن عمیر بن وبراہ بن ثعلبہ بن غنم بن نسر بن سلم بن ایف،
 ان کا آغاز شباب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی، طلحہ قریب آئے
 اور آپ کے ہاتھ پاؤں چوم کر کہا کہ مجھ کو جو جی چاہے حکم دیجئے تمہیں میں کوتاہی نہ ہوگی، آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم متعجب ہوئے اور ہنس کر فرمایا جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کر دو، چلنے لگے تو واپس بلا یا کہ میں قطع
 رحم کے لیے مبعوث نہیں ہوا،

وفات، اسی زمانہ میں بیمار پڑے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کو تشریف لائے، اور چلتے
 وقت گھر والوں سے کہا کہ صحت سے نا امید می ہو، مرین تو فوراً خیر کرنا،
 شب کو انتقال ہوا، وفات سے پہلے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبر کرنے کی ضرورت
 نہیں، رات کا وقت ہے راستہ میں کوئی جانور کاٹ لے یا اور کوئی حادثہ پیش آئے
 اس لیے جھکو تم ہی لوگ دفن کر دو، صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی، صحابہ کو
 لیکر قبر پر تشریف لائے، نماز جنازہ پڑھی، اور ہاتھ اٹھ کر کہا خدا یا طلحہ
 سے اس طرح بل کہ تو ان سے اور وہ تجھ سے ہنستے ہوئے ہوں،

وفات کے وقت خود نو عمر تھے، اولاد کیا چھوڑتے؟ ہاں بوڑھے
 ان باپ کو چھوڑ گئے، جن کی قسمت میں جو ان بیٹے کا صدقہ اٹھانا مقدر
 ہو چکا تھا،

اخلاق۔ اجوشِ ایمان، اور حبِ رسولؐ کا نظارہ گزشتہ واقعات میں ہو چکا ہے، ان
 اوصاف کے ساتھ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اپنی والدہ کے حد درجہ مطیع تھے،

حضرت عاصم بن عدیؓ

عاصم نام، ابو عمرو کنیت، قبیلہ قضاعہ کے خاندان بلی سے ہیں نسب نامہ یہ ہے،
عاصم بن عدی بن الجعد بن الجحان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن ودم
بن ذبیان بن ہیم بن ذہل بن بلی البلیوی
قبیلہ عجلان کے سردار اور معن بن عدی کے بھائی تھے،
اسلام، ہجرت کے بعد سلمان ہوئے،

غزوات، بدر کی شرکت کے لیے آنحضرت صلیم کے ساتھ چلے، مسجد خرا تک پہنچے
تھے کہ منافقین کے متعلق آنحضرت صلیم کو خبر ملی، تو آپ نے ان کو قباہ اور عوالی کا امیر
بناد کر واپس کیا، اور بدر میں کسے ساتھ غنیمت میں حصہ لگایا،
احد، خندق اور تمام غزوات میں شرکت کی،

عومیر عجلانی جن کے متعلق آیت لعان نازل ہوئی تھی، ان کے بابت آنحضرت
صلیم سے انہیں نے سوال کیا تھا، یہ غالباً سہ کا واقعہ ہے،

وفات، ۱۱ھ (امیر معاویہ کے زمانہ خلافت) میں انتقال کیا، اس وقت ان کا سن
۱۱۵-۱۲۰ سال کے درمیان تھا، گھر کے لوگوں نے نوحہ کرنا چاہا تو مانعت فرمائی،

اولاد، ابو البدر اوس سہلہ، واولاد دیا وکار چھوڑیں، سہلہ عبدالرحمن بن عوف کو کہ بنو ہریرہ
کے ممتاز بزرگ اور عشرہ مبشرہ میں شامل تھے منسوب تھیں،

سہ طبقات، ابن سعد رحمہ اللہ، ج ۲، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴

طلیہ، اعلیٰہ مفصل معلوم نہیں، طبری میں ہے کہ کوتاہ قد تھے،
 فضل و کمال، آنحضرت صلی علیہ وسلم سے ۶ حدیثیں روایت کیں، اسمٰئل بن سعد، شعبی اور ابوالبرکات
 راویوں میں ہیں،

حضرت عبداللہ بن مسہن

نام و نسب | عبداللہ نام، ابو یحییٰ کنیت قبیلہ قضاعہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، عبداللہ بن امیس بن اسعد بن حرام بن خنیب بن مالک بن غنم بن کعب بن تمیم بن نفاثہ بن ایس بن یربوع بن برک بن وبرہ، برک بن وبرہ کی اولاد قبیلہ حمینہ میں لگئی تھی اسلئے جنہی کے نام سے مشہور ہوئی، حضرت عبداللہ اسی سبب سے جنہی کہلاتے ہیں،

اسلام | عقبہ ثانیہ سے پہلے مسلمان ہوئے، اور آنحضرت صلعم سے مکہ جا کر بیعت کی، اور وہیں مقیم ہوئے، پھر ہاجرین کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، اسلئے مہاجر بنی انصاری کہلاتے ہیں، جوش ایسا ابھی سے بہت تھا، مدینہ آکر حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہمراہ بنو سلمہ کے بت توڑے،

آنحضرت صلعم کے ساتھ شام اور پھر خانہ کعبہ کی طرف توجہ کر کے ناز پر ہی، غزوات | بدر، احد اور بعد کے غزوات میں شامل ہوئے، خالد بن ولیدؓ بنی عینہ سے اسلام کا ایک دشمن تھا، آنحضرت صلعم نے اس کو ان کے ذریعہ سے قتل کرایا، آنحضرت صلعم کے بعد شام کی سکونت اختیار کی، بحر روم کے کنارہ عسقلان کے قریب غزہ ایک ساحلی شہر ہے اور حدود مصر پر واقع ہے، اسی کو اپنا مسکن بنایا، مصر اور افریقہ بھی گئے (غالباً جہاد کی وجہ سے)

وفات | ششمہ عہد امیر معاویہ میں انتقال فرمایا، یہ اوقات وہ کی وفات کے ۱۵ روز بعد کا

واقعہ ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، بعض لوگوں نے سترہ سو سال وفات قرار دیا ہے، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی اسحاق بیمار ہوئے تو ام البنین بنت ابی قحافہ آئیں اور کہا چاہا! اباجان کو میرا سلام پہنچاؤ، اس روایت میں ۵۰ روز بعد کی تصریح موجود ہے۔

اولاد، حسب ذیل اولاد ہے: ۱۔ ایہ، ۲۔ مروان، ۳۔ عبداللہ، ۴۔ خلدہ،

فضل و کمال، حضرت عبداللہ شہادت جلیل القدر صحابی ہونے کے باوجود صرف ۴۰ حدیثوں کے راوی ہیں، لیکن اس سے ان کے دامن فضل پر کوئی داغ نہیں، اس سے یہ کیا ہو سکتا ہے کہ خود حاشیہ نشینان نبوت ان کی طرف رجوع کرتے تھے، موجودیت علمی کا یہ عالم تھا کہ حضرت جابر بن عبداللہ صلیبی صحابی صرف ایک حدیث کے لئے ایک ہدینہ کی مسانت ملے کر کے ان کے پاس غزہ پہنچے، صحیح بخاری میں اس واقعہ کا ذکر آیا ہے، لیکن شہر کا نام مذکور نہیں،

بعض روایتوں میں ہے کہ مصر گئے تھے، اور وہاں جا کر ان سے حدیث سنی تھی، لیکن ہمارے خیال میں یہ راوی کی غلطی ہے، غزہ شام میں ہے اور چونکہ مصر کی سرحد پر واقع ہے اسلئے بہت ممکن ہے کہ راوی نے اس کو حدود مصر میں داخل سمجھ لیا ہو،

حضرت عبداللہ بن ابی اسحاق، حضرت ابو اسحاق، حضرت عمار بن ابی اسحاق، روایت کی ہے، روایت کی ہے،

میں بہت سے صحابہ اور تابعین میں، بعض کے نام یہ ہیں،

حضرت جابر بن عبداللہ، ابو امامہ، ہشام بن سید، عبداللہ بن ابی امیہ، عبداللہ بن

عبداللہ بن ابی اسحاق، عبداللہ بن ابی اسحاق، عبداللہ بن ابی اسحاق، عبداللہ بن ابی اسحاق،

سے باقی صفحہ، جلد ۱۔

فرزندوں کے علاوہ صلیبی اولاد بھی ان کے فضل و کمال کی خوشہ چیں ہے،
 اخلاق، عبادت گزار تھے، لیلۃ القدر میں جاگنا چاہتے تھے، مسجد نبوی سے مکان دور تھا،
 اسلئے یہاں روزانہ نہ آسکتے تھے، لیلۃ القدر غیر متعین اور کئی تاریخوں میں ہوتی ہے اس بنا پر
 آنحضرت معلوم سے روزِ عبادت کی کہ ایک تاریخ معین فرمائیے، تاکہ اوس روز مسجد نبوی پہنچ
 سکوں، آپ نے ۲۳ دین شب متعین کر دی، اس کی تعیین چونکہ حضرت عبداللہؓ کے سوال کی
 بدولت ہوئی تھی، اہل مدینہ نے اس کا نام لیلۃ الجنبی رکھ دیا،

حضرت عبداللہ بن سلمہؓ

نام و نسب: | عبد اللہ نام، ابوہریرہ کنیت، قبیلہ بلی سے تھے، اور قبیلہ اوس میں عمرو بن
عبد مناف کے ایک بھائی بن سلمہ بن مالک بن حارثہ بن عدی بن
الحجد بن حارثہ بن ضبیعہ، والدہ کا نام امیہ بنت عدی تھا،

اسلام: | ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات: | بدر میں شرکت کی،

شہادت: | اور غزوہ احدین شرف شہادت سے مشرف ہوئے، ابن الزبیری نے ان کو قتل کیا
شہداء کی تدفین کے لیے یہ انتظام ہوا تھا کہ دو دو تین تین، اشخاص ایک قبر میں رکھے
جائیں، حضرت عبداللہ بھی اسی طرح دفن ہوتے، لیکن ان کی مان نے خدمت اقدس میں
کی کہ میری یہ خواہش ہے کہ اپنے بیٹے کو مکان کے قریب دفن کروں تاکہ مجھے فی الجملہ تسکین ہے،
آنحضرت صلعم نے اجازت دی تو اونٹ پر لا کر مکان بھیجے گئے، حضرت زبیر بن ریاحان کے
سب سے بڑے دوست تھے، اور سفر آخرت میں بھی ان کے رفیق رہے، جس اونٹ پر حضرت
عبداللہ کی لاش تھی، اوسے پر اون کی لاش بی گئی گئی، اور دونوں کو ایک کبل میں لپیٹ کر
مدینہ بھیجا گیا، عبداللہ نہایت مجتہد و عابد تھے، اونٹ پر برابر اترتے
تو سب کو برا تعجب تھا، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ تو ازن جسم کا نہیں بلکہ ان کے اعمال کا
کرشمہ ہے۔

فضل و کمال: | اسلام کے ابتدائی زمانہ میں شہید ہونے کی وجہ سے ان سے کوئی روایت منقول نہیں

البتہ شاعری کی یا وگاریں باقی ہیں،

انا الذی یقال صلی من بلحی اطعن بالصعد لا حتی تنشئ

لوگون میں مسیحہ ہی متعلق شہور ہو کر قسیدہ کی پین ایک نازگذا رہوں جب نیزہ ٹوٹ جانا ہو تو اوپر کا چھوٹا حصہ لیکر بھونکتا ہوں

ولا یری مجد من الیمنی قرلی

لیکن میں مجدر کو کوئی سخت کام کرتے نہیں دیکھتا

آنحضرت صلعم نے یہود کو طلب فرما کر اسلام کی دعوت دی اور کہا عبد اللہ بن سلام کون شخص ہیں؟ ہمارے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں، فرمایا وہ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ جواب ملا کبھی نہیں، عبد اللہ بن سلام مکان کے ایک گوشہ میں چھپے ہوئے تھے، آنحضرت صلعم نے آواز دی، تو کلمہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے اور یہودیوں سے کہا ذرا خدا سے ڈرو، تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ رسول ہیں اور ان کا مذہب بالکل سچا ہے، اور بائبل ہمہ بیان لانے پر آمادہ نہیں ہوتے، یہود کو خلاف توقع جو حقیقت نصیب ہوئی اوس نے ان کے خرمین امن و سکون پر کھلی گرا دی سب نے غصہ میں کہا کہ تم جھوٹے ہو اور ہماری جماعت کے بدتر شخص ہو اور تمہارا باپ بھی بدتر تھا، حضرت عبد اللہؑ نے کہا رسول اللہ! آپ نے دیکھا! مجھ کو اسی کا خوف تھا،

غزوات، بدر اور احد کی شرکت کے متعلق اختلاف ہی، صاحب طبقات کے نزدیک خندق انکا پہلا غزوہ تھا، اسلئے انھوں نے صحابہ کے تیسرے طبقہ یعنی اصحاب خندق میں انکا تذکرہ لکھا ہے، خندق کے بعد جو معرکے پیش آئے وہ ان میں بھی شامل ہوئے،

عہد نبوت کے بعد خلافت فاروقی میں جب حضرت عمرؓ صلح بیت المقدس کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تو حضرت عبد اللہؑ ہمراہ تھے،

حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں جب باغیوں نے ان کے مکان کا محاصرہ کر کے ان کے قتل کی تیاریاں کیں تو عبد اللہ بن سلامؓ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا آپ کی مدد کے لیے تیار ہوں فرمایا آپ کا مکان کے اندر نہ ٹھیک نہیں، باہر جا کر مجمع کو منتشر کیجیے، حضرت عبد اللہؓ باہر تشریف لائے اور ایک مختصر تقریر کی جس کا ترجمہ

ٹیک لگاتے تھے، چہرہ پر خشوع کے آثار ہر وقت نمایاں تھے،

فصل و کمال، تورات، انجیل، قرآن مجید، احادیث نبوی، ان تمام آسمانی نعل و جہاں سے انکا سینہ بقبضہ نور بنا ہوا تھا، تورات پر جو عبور تھا اوس کے متعلق علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیںؒ،

کان عبد اللہ بن سلام عالم ہل لکتاب
عبد اللہ بن سلام مدینہ میں اہل کتاب کے سب سے
دفاصلہ فی زمانہ بالمدینۃ۔
بڑے عالم تھے،

مسلمان ہو کر علوم اسلامیہ پر توجہ کی اور حدیث میں مرجع کل بن گئے، اس سے زیادہ
کیا ہو سکتا ہو کہ حضرت ابو ہریرہؓ جو تمام صحابہ میں حدیث کے سب سے بڑے گنجینہ دار تھے،
ان سے حدیث دریافت کرتے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ ایک بار شام گئے، اور کعب احبار
سے ایک حدیث بیان کی انھوں نے کئی مرتبہ رد و قدح کی اور اخیر میں حضرت ابو ہریرہؓ کے موافق
ہو گئے، ابو ہریرہؓ نے مدینہ آکر عبد اللہ بن سلام سے یہ واقعہ بیان کیا، انھوں نے کہا کہ
کعب نے جھوٹ کہا، لیکن جب معلوم ہوا کہ بخیاں ہو گئے تھے تو وہ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا
جاتے ہو وہ وقت کونسا ہی، یہ سنکر ابو ہریرہؓ پیچھے پڑ گئے کہ جلد بتلائیے، فرمایا عصر اور مغرب کے
درمیان! ابو ہریرہؓ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے، عصر اور مغرب کے درمیان کوئی نماز ہی
نہیں، فرمایا تم کو معلوم نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کے انتظار میں
بیٹھا رہے وہ گویا نماز ہی میں ہوتا ہےؒ،

با اینہم جلالت قدر ان سے صرف ۲۵ روایتیں منقول ہیں، راویوں میں بعض صحابہؓ
اکرام بھی ہیں، جن کے نام نامی یہ ہیں، انس بن مالکؓ، زرارہ بن اوئےؓ، ابو ہریرہؓ، عبد اللہؓ

بن یسقل، عبداللہ بن خطلہ، ملائذہ خاص کے نام حسب ذیل ہیں، حزنہ بن ابی اکر قیس بن عبد
ابوسلمہ بن عبد الرحمن، حمزہ بن یوسف (پوتے) عمر بن محمد (پوتے) عوف بن مالک، ابو بردہ
بن ابی موسیٰ، ابوسعید انصاری، عبادہ بن زرقی، عطارد بن یسار، عبید اللہ بن عیش غفاری،
(حضرت) عبداللہ بن مسعود ایک خاص حدیث منقول ہے جس کے اخیر میں ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو زبیر بن العوف نے اپنے شاگردوں کے سامنے
وہی آئین پڑھیں اور پھر بالترتیب عطارد بن یسار، بلال بن ابی مریم، یحییٰ بن ابی کثیر نے اپنے
اپنے زمانہ میں اس سنت کو قائم رکھا، لیکن یحییٰ کے شاگرد اذاعی پہنچے کہ اس کا سلسلہ ٹوٹ گیا
اخلاق، اخلاقی حیثیت سے حضرت عبداللہ کا پایہ عظمت بہت بلند ہے، صحیح بخاری میں
حضرت سعد وقاص سے روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی زمین پر چلنے والے شخص کو
جنتی نہیں فرمایا، البتہ عبداللہ بن سلام کو فرمایا تھا، صحیح ترمذی میں ہے کہ حضرت معاویہ بن جراح
کی وفات ہوئی تو شاگردوں سے فرمایا کہ میں دنیا سے الگ رہا ہوں، لیکن میرے ساتھ علم نہیں
اٹھتا، جو شخص اس کی جستجو کرے گا، پالے گا، اس کے بعد چار شخصوں کے نام گناے، جن میں
عبداللہ بن سلام کے متعلق گناہ،

کان یهود یا ناسلمہ فانی سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہ عاشر عشرۃ فی الجنة
ہمچہ وہودی تھے پھر مسلمان ہوئے اور میں نے آنحضرت

بانیہ فضیلت، انکسار کا یہ عالم تھا کہ جب نبویؐ میں ایک روز نماز کے لیے آئے اور لوگوں نے
کہا کہ خیر نبیؐ شخص میں تو فرمایا کہ جس بات کو آدمی جانتا ہو اس کو زبان سے نہ کہنا چاہیے، اس کے بعد
اپنے خواب کا ذکر لیا جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی کہ اسلام پر تمام عمر قائم رہو گے

لے سنہ ۶۰ھ بمطابق ۶۲۰ء، تاریخ بخاری صفحہ ۱۰۰، جلد ۱، سنہ ۶۱ھ بمطابق ۶۲۱ء، تاریخ بخاری صفحہ ۵۱۸، جلد ۱

اس واقعہ کے ساتھ ایک اور واقعہ بھی ملایا جائے تو انکسار کا نہایت مکمل اور دیدہ
 زریب مرقع پیش نظر ہو جاتا ہے، ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لا رہے تھے، لوگوں نے کہا کہ آپ کو
 اس سے خدا نے مستغنی کیا ہے، فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے لیکن میں اس کبر و غرور کا قطع کرنا چاہتا ہوں
 حق و صداقت کا جوش بے اندازہ تھا، فرماتے تھے کہ تم کو ایک بار قریش سے لڑائی پیش
 آئے گی، اس وقت اگر مجھ میں قوت نہ ہو تو تخت پر بٹھا کر مجھ کو فریقین کی صفوں کے درمیان
 رکھ دینا،

حضرت عبداللہ بن طارقؓ

امام انسؓ | عبداللہ نام تھا قبیلہ بلی سے تھے، اور انصار میں قبیلہ ظفر کے حلیف تھے،
 ابن سعدؓ | عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک، مصنفین رجال کو ان کی نسبت
 میں اختلاف ہے، چنانچہ بعض لوگ ان کو ظفری کہتے ہیں، ابن سعد کے نزدیک ظفری اور
 بلوی دو جداگانہ اشخاص ہیں، لیکن ہمارے نزدیک ان ناموں کی شخصیت ایک ہے،
 بلوی اپنے قبیلہ کی نسبت سے اور ظفری حلف کی نسبت سے مشہور تھے، اور یہ عرب میں عام
 طور پر رائج تھا اور اس کی متعدد مثالیں گزری چکی ہیں،

والدہ کا نام معلوم نہیں، اتنا پتہ چلتا ہے کہ مقتب بن عبید اور یزید و نون انخیانی
 بھائی تھے،

اسلام، ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے،
 غزوات، بدر اور احد میں شرکت کی،

وفات، ۱۱ھ کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عَصَل اور قارہ میں ۶ آدمیوں کو اُشاعت
 اسلام کے لیے روانہ کیا تھا، عبداللہ بھی اس جماعت کے ایک رکن تھے، رجیع پہنچے
 تو قبیلہ ہذیل نے سرکشی کر کے ان لوگوں کا محاصرہ کیا، مرتد بن ابی مرثد، خالد بن کبیر اور
 عاصم بن ثابت دین لڑ کر قتل ہوئے، حبیب بن عدی، عبداللہ بن طارق، اور زید بن نہ
 کفار کے ہاتھ آئے، اور ان کے ساتھ مکہ چلے، ظہران ایک مقام ہے، وہاں پہنچ کر حضرت
 عبداللہ نے بتی تہ پہڑا اور تلوایں کہیں کہیں کفار نے پھارنا شروع کیے جس سے

حضرت عدی بن ابی الزغباء

نام ذی ب، عدی نام قبیلہ ہمدانیہ ہیں، انہما میں بنو نجار کے حلیف تھے، نسب نامہ یہی ہے،
 عدی بن ابی الزغباء، سنان بن یزید بن اسلم بن ربیعہ بن زہرہ بن بدیل بن سعد بن عدی
 بن کاهل بن نصر بن الکلب بن غطفان بن قیس بن ہمدانہ،
 اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر احد، خندق اور تمام غزوات میں شرکت کی، بدر میں آنحضرت صلیم غزوہ کے
 ارادہ سے نکلے تو مشرکین کی خبر معلوم کرنے کے لیے دشمنوں کو آگے بڑھایا، ان میں عدی بھی
 تھے، چاہ بدر کے قریب آکر واپس ہوئے اور آنحضرت صلیم کو قریش کے ارادہ سے اطلاع دی
 وفات، حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں انتقال فرمایا،

حضرت عقبہ بن وہبؓ

ام و نسب، [عقبہ نام تھا قبیلہ غطفان سے تھے، اور بنو سالم کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہے: عقبہ بن وہب بن کلدہ بن الیعدہ بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن حشم بن غوث بن بہشہ بن عبد اللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان،

اسلام، [عقبہ اولیٰ بن اسلام سے مشرف ہوئے، عقبہ ثانیہ کی بیعت میں بھی شرکت کی، بعض کا خیال ہے کہ انصار میں یہ سب سے پہلے مسلمان ہیں، اسلام لا کر مکہ میں مقیم ہوئے، اور ہاجرین کے ہمراہ ہجرت نبوی سے قبل مدینہ آئے، اس بنا پر یہ ہاجرین اور انصار بھی غزوات، بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں جب آنحضرتؐ سلمہ کے سر میں نگو کی چند کڑیاں گھس گئیں، تو عام روایت یہ ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے دانت سے کھینچیں، لیکن بعض کا خیال ہے کہ اس میں عقبہ بھی اون کے مددگار تھے،

حضرت کعب بن عجرہؓ

تمام نسب، اکعب نام، ابو محمد کنیت، خاندان بلی سے تھے، اور تو اقل کے حلیف تھے نسب
 تامہ یہ ہے کہ کعب بن عجرہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن خالد بن عمرو بن عوف بن غنم بن سواد
 بن مری بن ارث بن عامر بن عبیلہ بن قسیل بن قرآن بن بلی بن عمرو بن حارث بن قضاہ،
 واقعہ یہ ہے کہ ان کو انصار میں داخل کیا ہی، اور حلف کے منکرین، لیکن ابن سعد نے
 اس کی تردید کی ہے، اور لکھا ہے کہ میں نے انصار کے نسب نامہ میں ان کا نام تلاش کیا لیکن
 کہیں نہ ملا،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، تمام غزوات میں شرکت کی، عمرہ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، سرین
 سے کثرت سے جوین پڑیں تھیں کہ جبر جبر کہ چہرہ پر گر گئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا
 تو فرمایا تم کو سخت تکلیف ہے، اپنا سر منڈوا دو، حضرت کعبؓ اگرچہ احرام باندھے
 ہوئے تھے تاہم سر منڈوا پاڑا، فدیہ کے متعلق آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 کیا کہ تمہارے لیے تین صورتیں ہیں، خواہ ۶۰ سکنون کو ایک (رق ۳ صاع) کھانا دو،
 یا ایک بڑی ذبح کرو، یا تین روزے رکھو، معلوم نہیں حضرت کعبؓ نے کون سی صورت
 اختیار کی، بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی قدرت نہ تھی، اس بناء پر
 صرف دو صورتیں باقی رہ جاتی ہیں،

عام حالات، اہمذ نبوت کے بعد کوفہ میں سکونت اختیار کی،

وفات، اور اسی میں مدینہ آکر انتقال کیا، اوس وقت ۵۰ برس کا سن تھا،

اولاد، چار بیٹے چھوٹے جو حدیث کے راویوں میں ہیں، اون کے نام یہ ہیں اسحاق

عبدالملک، محمد، ربیع،

طلب، ایک ہاتھ لسی غزوہ میں کٹ گیا تھا، سر پر گھنے بال تھے،

نفل وصال، آنحضرت صلعم، حضرت عمرؓ، اور حضرت بلالؓ سے روایت کی، راویوں

میں حسب ذیل حضرات ہیں،

ابن عسکر، جابر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابن عباس، عبداللہ بن معقل

ابن مقرن، مزنی، طارق بن شہاب، ابو وائل، زید بن وہب، عبدالرحمن بن ابی

لیلیٰ، ابن سیرین، ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود، محمد بن کعب قرظی، ابو ثامہ حنظل،

سعید مقبری، عاصم عدوی، موسیٰ بن وردان،

روایتوں کی تعداد (۴۷) ہے،

اخلاق، حمایت حق اور حب رسولؐ و چیزیں حضرت کعبؓ کے اخلاق میں نہایت

روشن ہیں،

آنحضرت صلعم نے ایک روز خطبہ دیا جس میں اسلام کی ایک خانہ جنگی کا تذکرہ تھا

کعب بیٹھے تھے، اون کا بیان ہے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ وقت سامنے آگیا،

اسے میں ایک شخص چا دراؤں سے سامنے سے گذرا، آنحضرت صلعم نے کہا اوس روز یہ

شخص حق پر ہوگا، کعب فوراً اٹھے اور اون کے بازو پکڑ کر کہا یا رسول اللہ! شخص بڑا

سہ ابن سعد صفحہ جلد قسم ۱۵۰ سند صفحہ ۴۲ جلد ۲،

ہاں، کعب نے چہرہ دیکھا تو حضرت عثمانؓ تھے،

طبرانی کی کتاب الاوسطین ہے کہ ایک روز کعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، چہرہ مبارک (بھوک کی وجہ سے) متغیر دیکھ کر جلدی سے کہیں گئے، ایک یہودی اونٹ کو پانی پلا رہا تھا، انھوں نے فی ٹول ایک چھوہارے کے حساب سے مزدوری اکی، کچھ چھوہارے جمع ہوئے تو خدمت اقدس میں لیکر آئے، اور پیش کیے،

حضرت مجذوب بن زیاد

نام و نسب، عبد اللہ نام، مجذوب لقب، قبیلہ بلی سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، مجذوب بن زیاد بن عمرو بن احرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن تیثرہ بن شنوب بن فشر بن تیم بن عو و منادہ بن باح بن تیم بن اراسہ بن عامر بن عبیلہ بن غیل بن قرآن بن بلی، اسلام، غالباً ہجرت کے بعد اسلام لائے،

غزوات، غزوہ بدر میں شرکت کی، ابو الجحتمی کہہ میں ایک نہایت رحم دل اور نیک نفس شخص تھا، قیام کہہ کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ہاتھوں جو تکلیفیں پہنچتیں تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سینہ سپر ہوتا، بنو ہاشم کے مقاطعہ کی نسبت جو غلامہ لکھ کر کعبہ میں آویزاں کیا گیا تھا، اس کے اُتروانے میں ابو الجحتمی کا خاص حصہ تھا اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں صحابہ کو تاکید کی کہ اس کو پاؤں سے نہ مارنا تو قتل نہ کرنا حضرت مجذوب بن زیاد نے تو اس سے سامنا ہو گیا، اونٹ پر سوار تھا، پیچھے ایک دوسرا شخص بھی بیٹھا تھا، جو اس کے مال و متاع کا نگراں تھا، مجذوب نے کہا کہ تمہارے قتل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی ہے، لیکن دوسرے شخص کے لیے کچھ نہیں کہا اس بنا پر اس کو کسی طرح نہ چھوڑو گنا ابو الجحتمی بولا یہ تو بڑے شرم کی بات ہے، قریش کی عورتیں کہیں گی کہ جینے کی بڑی ہیں تھی، ساتھی کو قتل کر لیا اور خود نہ مر گیا، غرض اونٹ سے اُترا اور وادہ شجاعت دیتے ہوئے جان دی، حضرت مجذوبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور قسم کھا کر کہا کہ میں اس کو لانا چاہتا تھا، لیکن وہ لڑائی کے سوا کسی چیز پر راضی نہ ہوا،

وفات | سیلہ سے جنگ چھڑی تو اوس میں جام شہادت سے سیراب ہوئے،
 اولاد، اماؤسی یا دوگاری کوئی نہیں چھوڑی، البتہ روحانی یادگارین بہت ہیں، اور
 اب تک زندہ ہیں،

کلیات، مولانا کے تمام فارسی تصانیف، غزلیات،
مثنویات، قطعات، کا مجموعہ، جو اب تک متفرق طور
سے دیوانِ شبلی، دستہ گل، بوئے گل، برگ گل کے
کے ناموں سے چھپے تھے اس میں سب یکجا کر دیئے
گئے ہیں۔ ۲۸۰ پونڈ کے دلائی کاغذ پر نہایت عمدہ چھپا
ہے قیمت ع

کلیات شبلی اردو

مولانا حمید الدین صاحب بی اے

تفسير سورة والذاريات، ١٧

تفسير سورة التائب

ففسير سورة والبين

سورة الكهف

تفسير سورة الفقيه
تفسير سورة الفقيه

تقسیم سورہ و المرسلات،

الرائی کھجے فی من ہوا الذبح ہونی من حشر

اسٹیمپل کے بیچ ہونے پر ایک مدلل اور پُر زور رسالہ ۱۰

اسباق انحصار اول، و دوم، سہل طرز

پیر علی لڑایم اردو، ۱۵/۶/۱۵

دیوان حمید استلامه قاری دیوان مع تصویر

خطه الاطراب العربی فی توحیدید اردو میں ۲۲
خ و ن م متظہر فاص فارسی زبان میں ۱۱ مثلاً

سلیمان کا ترجمہ

دولان قرض،

1880

مولانا سید عیسیٰ صاحب بدوی

مشو و سبا، اصحاب الايكة، اصحاب بکر، اصحاب الفضل
کی تاریخ اس طرح لکھی گئی ہے جس سے قرآن مجید
کے بیان کردہ واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی
تفسیر اور موجودہ آثار قدیمہ کی تحقیقات سے تائید و تصدیق
نابست کی ہے، قیمت

ارض القرآن جلد دوم، اقوام قرآن میں سے

مدین، اصحاب الایمہ، قوم ایوب، بنو اسمعیل، اصحاب بارئ

الصحابہ کرام بنو قیدار، الفصار اور فرس کی تاریخ اور

عربی بانی تجارت از بان اورند ہب پر یسینی سبانی
صفحہ ۱۷۱

۱۲
دروس والاؤں اعرابی کی پہلی ریڈر طبع

سوم مع ترسیم

دوسری ریڈر طبع موسم، زیر طبع

رسالہ اہل سنت و الجماعہ، فرقہ اہل سنت

واجتماع کے اصولی عقائد کی حقیقہ طبع دوم،

حیات مالک امام مالک کی سوانح عمری اور موطا

مالک پر بصرہ،

سیرۂ نبویؐ تک مسلمانانِ دیندہ اور خدائے اسلام کے

تعلقات اور سلاطین ہند کے سکون اور کتبوں

۱۸ سے ان کا ثبوت

دنیا نے اسلام اور خلافت موجودہ عہد

میں خلافت عثمانیہ کے قیام و بقا کے لئے دنیا کی مسلمان

قوٰمیں کیا جدوجہد کر رہی ہیں مصنف کے سفرِ یورپ

۶ کے عجیب معلومات ہیں

حکومتِ عثمانیہ اور وہاں کے اسکول

سید محمد علی قزوینی

اور اسلامی ملکوں کی گذشتہ صدیوں میں کیا خدمتیں انجام دی ہیں

سہادر خواتین اسلام، مسلمان عربوں کے جنگی اور اخلاقی بہاؤ کی گواہی دیتے ہیں۔
بشری، محبت آبی اور اسلام

مولانا عبد السلام ندوی،

اسوہ صحابہ جلد اول، صحابہ کے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاشرت کی صحیح تصویر اور قرون اولیٰ کے اسلام کا عملی خاکہ اس کا مطالعہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔
صفحات ۳۵۰

جلد دوم، صحابہ کے سیاسی، انتظامی اور علمی کارناموں کی تفصیل، صفحات ۵۰، قیمت ۱۰ روپے
انقلاب الامم، ڈاکٹر لیلیان کی مشہور کتاب تورث کی ترقی و تنزل کے قوانین نفسی کا خلاصہ، طبع دوم، قیمت ۱۰ روپے

اسوہ صحابیات، صحابیات کے مذہبی اخلاقی اور علمی کارناموں کا موقع، قیمت ۱۰ روپے
سیرۃ عمر بن عبد العزیز، حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ امویؒ کے سوانح حیات اور ان کے مجددانہ کامیابی طبع دوم، قیمت ۱۰ روپے

مولوی عبد البہاری ندوی

برسرِ مکمل اور اسکا فلسفہ، مشہور فلاسفر برکے کے حالات زندگی اور اس کے فلسفہ کی تشریح، جلد اول، قیمت ۱۰ روپے

سہادی علم انسانی، ادیت کی تردید میں برکے کی تفسیر، فلسفہ انیسویں صدی کا منہیت

فنیہ اور سنجیدہ ترجمہ جس میں اس انسانی پر بحث کر کے مادیت کا ابطال کیا ہے، جلد اول، قیمت ۱۰ روپے

مولوی عبد الماجد بی

مثنوی بحر المحبت، شیخ صفی کی ایک ناباب مثنوی مع سوانح مثنوی، قیمت ۱۲ روپے

فلسفہ جید بابت، جذبات انسانی کی نفسیاتی تشریح، قیمت ۱۰ روپے

تصوف اسلام، اسلامی تصوف کا عطر، عہد پیام امن، روسیو چرچہ پال ایک فرانسیسی مصنف کے خیالات دربارہ امن عالم، داخات انسانی و خون آشامی دول یورپ کی ترجمانی ہے، اس کے بعد مولوی صاحب موصوف کا تبصرہ ہے، جہین

اخین مسائل پر انجیل و قرآن کی تعلیمات کی تفسیر ہے اور اردو میں بالکل نئے خیالات ہیں، ۱۰۰ صفحہ، قیمت ۱۰ روپے
کمالیات برکے، برکے کے اٹل اس کا ترجمہ جس میں مکالمہ فی صورت میں برکے نے مادیت کا ابطال کیا ہے، قیمت ۱۰ روپے

مولوی سید صاحب انصاری،

تفسیر ابو مسلم صفہانی، (عربی، مستزاد کی مفقود ادنا، الوجہ عقلی تفسیر قرآن کے اجزاء جو نہایت دیدہ ریزی سے امام رازی کی تفسیر کبیر سے جمع کیے ہیں، ۱۰۰ صفحہ، قیمت ۱۰ روپے)

سیرۃ الصحابیات، ۱۱، دانی مطبوعات ثبات طاہر، ۱۰۰ صفحہ، قیمت ۱۰ روپے

صحابیات کی سوانح، ۱۰۰ صفحہ، قیمت ۱۰ روپے
سیرۃ الانصار حصہ اول، انصار کے حالات اور ان کے اخلاقی اور مذہبی کامیابی، قیمت ۱۰ روپے

”منہج“

TITLE سيرة الألفجار - قصة دوق

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

